حکومت کرناٹک

Government of Karnataka

سماجی سائنس

Social Science

9

نویں جماعت کے لئے

9th Standard

حصّہ دوّم

(Part-II)

KARNATAKA TEXTBOOK SOCIETY(R.)
100 Feet Ring Road, Banashankari 3rd Stage,
Bangalore - 560 085.

©KTBS Not to be republished

فہرست ابواب

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمارہ
	تاریخ	
1	مغل بادشاہ اور مرہٹے حکمران	5
16	بھکتی تحریک	6
24	عہد وسطیٰ کا یوروپ	7
28	جدید یوروپ	8
42	انقلاب اور قومی جمہوریت کا فروغ	9
	علمِ سیاسیات Political Science	
53	عدالتی انتظام	4
61	ہندوستان میں انتخابی انتظام	5
70	ملک کی حفاظت	6
82	قومی یکجہتی	7
	سماجیات Sociology	
88	سماجی تبدیلیاں	3
93	معاشرہ	4
	جغرافیہ	
103	معدنی وسائل	6
107	نقل وحمل	7
114	کرناٹک کی صنعتیں	8
120	کرناٹک کے اہم تفریحی مراکز	9
125	کرناٹک کی آبادی	10
	معاشیات	
129	غریبی اور بھوک	3
139	محنت اور روزگار	4
	تجارتی تعلیم	
148	مالیاتی انتظام	2
155	تجارتی حساب کتاب	3

©KTBS Not to be republished

تاریخ

باب:5

مغل بادشاہ اور مرہٹے حکمران

اس باب میں ہم درج ذیل نکات کو سمجھیں گے۔

- شمالی ہندوستان میں حکومت کرنے والے مغل سلاطین
- ادب، فن اور فن تعمیر کے شعبوں میں مغل سلاطین کی خدمات
- مرہٹہ راجاؤں کا عروج اور شیواجی کا انتظامیہ

سولہویں صدی عیسوی کے آغاز میں مغل حکومت کا قیام ہوا۔ اس سے پہلے باب سوم میں بتایا گیا ہے کہ دہلی سلاطین کی حکومت پر گرفت کمزور ہونے لگی تھی تو بابر نے 1526 میں مغل حکومت کے اقتدار کو شروع کیا۔

ہندوستان میں مغلوں کا راج (1707-1526 صدی عیسوی):

بابرنامہ: تزک بابری بابر نے اپنی سوانح عمری ترکی زبان میں لکھی اس کتاب میں سیاسی اعتبار سے کسی ملک میں کونسل فطری حسن، پھول پودے پرندے اور باغات ہیں اس کی تفصیل اس میں لکھی ہے۔ بابر ایک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین آرٹسٹ تھا عبدالرحیم خان نے اس کتاب کو فارسی میں ترجمہ کیا۔

بابر:

ہندوستان میں مغل حکومت کی بنیاد رکھنے والا بابر دراصل ترکی النسل تھا۔ اس کے باپ کا نام عمر شیخ مرزا تھا جو افغانستان کی ایک چھوٹی سی ریاست فرغانہ کا بادشاہ تھا۔ باپ کے انتقال کی وجہ سے بابر نے اپنی عمر کے گیارہویں سال ہی میں تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنی سلطنت گنوا دینے کے بعد مارا مارا پھرتے رہتے ہوئے ہندوستان پر حملہ کرنے کی ہمت افزائی ہونے پر اس نے پانچ دفعہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ دہلی کے سلطان ابراہیم لودھی کو 1526 عیسوی میں ہوئی پانی پت کی جنگ میں ہرا کر بابر نے اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس کو پانی پت کی پہلی جنگ کہا جاتا ہے۔ دہلی کو اس نے اپنا پایہ تخت بنایا۔ اس نے اپنے چار سالہ دور حکومت میں، میواڑ، رانا سنگرام سنگھ راجپوت بادشاہ چاندیریا اور ابراہیم لودھی کے بھائی محمد لودھی کو ہرایا۔ شمالی ہندوستان کے وسیع و عریض علاقے پر مغل حکومت کی بنیاد رکھی۔

©KTBS Not to be republished

ہمایون:

مغل حکومت کا دوسرا بادشاہ ہمایون بابر کا بڑا بیٹا تھا۔ جب 1530 عیسوی میں یہ برسر اقتدار آیا اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا یعنی حکومت کو مضبوط کرنا اور متحد کرنا، افغانیوں سے پریشانیوں کا سامنا تھا تو دوسری طرف گجرات کے بہادر شاہ سے دشمنی اور بھائیوں سے عدم تعاون۔ کالنجر قلعہ، دورہ، چنار کا قلعہ اور منڈسر پر قبضہ کرلیا۔ شیر شاہ سے شکست خوردہ ہمایون نے سندھ علاقہ میں پناہ لی۔ شیر شاہ سوری کے انتقال کے بعد دوبارہ اس نے اقتدار حاصل کرلیا۔

شیر شاہ (1545-1540):

سور خاندان کی حکومت کا بانی شیر شاہ کا اصلی نام فرید تھا۔ اس کا بچپن خوشحال نہیں تھا۔ ماں اور باپ کی محبت سے محروم رہا۔ اپنے مستقبل کے لیے یہ مارا مارا پھرتا رہا۔ جنوبی بہار کا بادشاہ بہار خاں لوہنی کی خدمت میں رہتے ہوئے اکیلا ہی شیر کا سامنا کرتے ہوئے اسے مار ڈالا تھا اس لیے فرید کو شیر خاں کا خطاب ملا۔ بابر کے ہندوستان میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد اس کی خدمت میں رہتے ہوئے بہت سارے اہم کام انجام دئے۔

شیر شاہ نے ہمایون کو ہرا کر پنجاب، سندھ، ملتان، گوالیار، مالوہ درگ، مارواڑ اور کالنجر پر قبضہ کرلیا۔

آپ کو معلوم رہے: انتظامی امور کی دیکھ بھال کے لیے دیوان انصاف دیوان عریض، دیوان رسلت دیوان وزارت نامی چار اہم اور دیوان خواجہ، برید مما لک نامی ذیلی شعبے ہوا کرتے تھے۔

شیر شاہ کا انتظامی نظام:

اس کی حکومت، آسام، گجرات اور کشمیر کے سوا سارا شمالی ہندوستان اس کے قبضہ میں تھا۔ اس کی فوج میں پچیس ہزار پیدل سپاہی ایک لاکھ پچاس ہزار گھڑ سوار اور پانچ سو ہاتھی تھے۔ گھڑ سوار فوج بے حد طاقتور تھی۔ فوجوں کو اس نے مختلف شعبوں میں بانٹ کر ان کی نگرانی کے لیے اس نے فوجدار مقرر کر دئے تھے۔ فوج کو جمع کرنا جنگی ہتھیار اور سامان اور سپاہیوں کے نظم وضبط کے معاملے میں شیر شاہ خود دلچسپی لیتا۔ فوج کے سفر کے موقعہ پر کسانوں کی فصل کو نقصان ہونے کی صورت میں حکومت اس نقصان کا ہرجانہ ادا کرتی تھی۔ دلی روہتاس، قنوج اور پٹنہ میں نئے قلعے تعمیر کروایا۔

چار اہم شاہی سڑکیں: **آپ کو معلوم رہے:۔** (1) سونار گاؤں سے شروع ہو کر آگرہ، دہلی اور لاہور کے ذریعہ سندھ ندی کے کنارے تک اس راستہ کو سڑک اعظم کہا گیا۔ (2) آگرہ سے برہان پور تک، 3) اگرہ سے چتوڑ تک، 4) لاہور سے ملتان تک۔

اس شاہی سڑک کے دونوں جانب سایہ دار درخت اور مسافروں کی سہولت کے لیے ایک ہزار سات کو

©KTBS Not to be republished

مسافر خانے سرائے تعمیر کروائے۔

حکومت کی زمین کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا جو یوں تھا۔ بہترین، درمیانی، اور آخری درجہ والی، کسان اپنی فصل کا 1/3 ایک بٹہ تین حصہ زمین کے لگان کی صورت میں حکومت کو ادا کرتے تھے۔

شیر شاہ غیر جانبداری کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لیے مشہور تھا۔ اس لیے اسے انصاف پسند بادشاہ کا خطاب ملا تھا۔ سلطان ہی اپنی حکومت کا منصف ہوا کرتا۔ تمام درخواستوں پر اسی کا فیصلہ صادر ہوا کرتا تھا۔ ہر بدھ کی شام انصاف دلانے کے لیے اپنے محل کے دربار میں عدالت قائم کرتا تھا۔

اکبر

شیر شاہ نے دام نامی چاندی کا سکہ جاری کیا۔ اس کا یہ چاندی کا سکہ کا وزن 180 گر گنجی ہوا کرتا تھا۔ اسی کو سارے مغل بادشاہ برابر چلاتے رہے۔

اکبر:

مغل بادشاہوں میں نہایت مشہور بادشاہ اکبر ہے۔ سندھ کے امرکوٹ میں پیدا ہوا۔ ہمایون اس کا باپ تھا۔ جس وقت اکبر نے تخت شاہی کو سنبھالا اس وقت اس کی عمر چودہ سال کی تھی۔

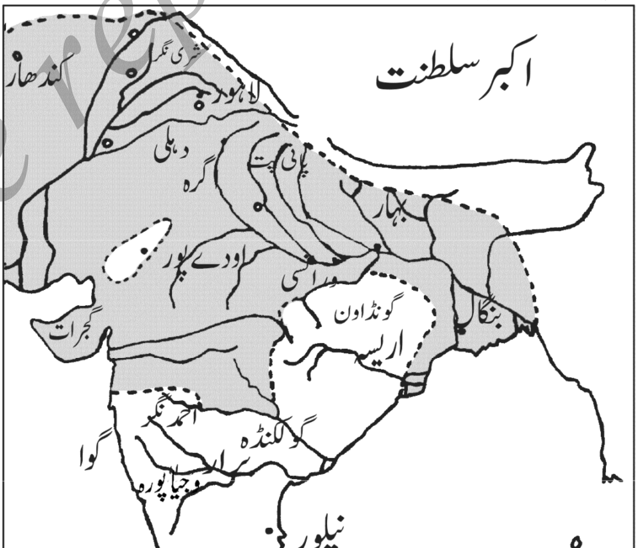

ہمایون کے مرنے کے بعد بنگال کے بادشاہ محمد شاہ ابدالی کے سپہ سالار ہیمو نے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح 1556 میں ہیمو اور مغل کے درمیانی پانی پت میں گھمسان کی جنگ ہوئی اسے پانی پت کی دوسری جنگ کہتے ہیں۔ اس جنگ میں اکبر کو فتح نصیب ہوئی۔ اس موقعہ پر اکبر کی مدد کے لیے اس ترجمان اور وزیر اعظم بیرم خاں آیا۔ اپنی زبردست فوج کی طاقت کے بل پر مالوہ، جے پور، گونڈاون، رن تھمبور،

©KTBS Not to be republished

ان تھمبور، کالنجر گجرات، بنگال ریاستوں پر کامیابی حاصل کی۔ ہلدی گھاٹ کی عہد وسطی کے بھارت کی تاریخ میں ہی سب سے اہم ہے۔ چتوڑ کے راجہ رانا اودے سنگھ کی موت کے بعد اس کا بیٹا رانا پرتاب سنگھ تخت نشین ہوا۔ اکبر اپنے سپہ سالار مان سنگھ اور آصف خان کی قیادت میں اپنا لشکر جرار رانا پرتاپ کے خلاف بھیجا دونوں لشکروں کے درمیان ہلدی گھاٹ میں ٹکراؤ ہوا جس میں مغل فوج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ باقیماندہ ریاستیں کشمیر، سندھ، اریسہ، بلوچستان، قندھار، احمد نگر اکبر کے قبضے میں آ گئے۔ اس طرح پہلی مرتبہ مغل شہنشاہیت کی توسیع ہوئی۔

اکبر کی مذہبی پالیسی:

اکبر بادشاہ ہندوؤں کی بابت برداشت کا نقطۂ نظر کو اپنا تا تھا۔ اس نے اپنی راجپوت بیویوں کے لیے محل ہی میں دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ ہندوں پر اسلامی حکومت میں عائد ہونے والے جزیہ ٹیکس کو معاف کر دیا تھا۔ ہندوؤں کی مندریں تعمیر کرنے اور ان کی مرمت کرنے کے لیے مالی امداد دیا کرتا تھا۔ ہندو مذہبی کتابوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کروایا۔ قابل ہندوؤں کو اعلیٰ عہدوں سے نواز کر ان کی عزت افزائی کرتا تھا۔ راجہ ٹوڈرمل وزیر مالیات تھا۔ بھگوان داس، مان سنگھ، ٹوڈرمل رائے سنگھ گورنرس تھے۔ بارہ ریاستوں کے وزیر مالیات میں آٹھ وزیر ہندو تھے۔ اپنے دربار میں راکھی، دیوالی، شیوراتری وغیرہ تیوہاروں کے منانے کا حکم دے رکھا تھا۔

دین الٰہی:۔ اکبر کھلے نظام والی تعلیم کی وجہ سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ اس لیے اس نے چند ایک مذاہب کی اچھی باتوں کو اس نے اپنی زندگی میں اپنایا۔ 1582 عیسوی میں دین الٰہی کے نام سے نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اس کا مقصد سب کے ساتھ امن اور صلح کی بنیاد پر قائم کیا گیا جسے صلح کل کہا گیا۔ یہ نیا مذہب تمام مذاہب کی اچھی باتوں کی بنیاد پر قائم ہوا۔ ابوالفضل اس نئے مذہب کا سب سے بڑا عالم فاضل تھا۔ یہ گہری سوچ، تجربہ اور قدرتی طاقتوں کی عبادت کا مجموعہ تھا۔

اکبر کا انتظامی طرز:۔ انتظامیہ کی سہولت کی خاطر اکبر اپنی حکومت کو مرکزی حکومت علاقائی حکومت اور پرگنوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ منصب داری اکبر کے طرز حکومت کا امتیازی قدم تھا۔ اکبر ایک عظیم سلطنت کا شہنشاہ، فوج کا سپہ سالار مجلس عاملہ کا سربراہ اور عدلیہ کا سرپرست تھا۔ اکبر کے انتظامیہ میں مدد دینے کے لیے وکیل، دیوان، میر بخش اور محکمہ صدر نامی چار وزیر ہوا کرتے تھے۔ اپنی حکومت کو اس نے کئی علاقوں کی شکل دے رکھی تھی۔ ان کو صوبوں کا نام دے رکھا تھا۔ اس طرح کل پندرہ صوبے تھے۔ ہر ایک صوبے میں ایک سپہ سالار (گورنر) ایک

©KTBS Not to be republished

دیوان، ایک بخش ایک صدر ایک قاضی، ایک کوتوال اور ایک واقعہ نویس ہوا کرتے تھے۔ ہر ایک ضلع میں فوجدار، عمل گذار، بتکچی ہوتے تھے۔ پرگنہ (ضلع) کا انتظامیہ شیخ دار، عامل، پوت دار اور قانون گو دیکھ بھال کرتے تھے۔ اکبر نے اپنی فوج میں کئی ایک عہدے بنا رکھا تھا۔ ان کو منصب اور اس عہدے پر فائز شخص کو منصب دار نام ہوا کرتا تھا۔ مغل فوجوں مین گھڑسوار، پیدل فوجی توپوں کی فوج اور ہاتھیوں کی فوج ہوا کرتی تھی۔ گھوڑوں پر مہر لگانے داغ مہالی نام کا علاحدہ شعبہ ہوتا۔

لگان (ٹیکس کا نظام):۔ یہ اکبر کے انتظامیہ کے اہم کارناموں میں سے ایک تھا۔ جفتی نظام (کسانوں کے لیے) جاری کیا۔ زمین ناپنے کے لیے لوہے کے حلقوں والی بانس کے ذریعہ ناپی جاتی تھی۔ زمین کی پیداواری صلاحیت کی بنیاد پر پولج، پراوتی، چچر اور بنجر کے طور پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ بنجر زمین کو چھوڑ کر باقی کی زمینات پیداواری مان کر بہترین، درمیانی اور کم تر کے حساب سے تقسیم کیا جاتا ہر ایک کسان کو پٹہّ دیا جاتا تھا۔

یہ آپ کو معلوم رہے: اکبر کے دربار کے نورتن ٹوڈرمل، ابوالفضل فیضی، بیربل تان سین، عبدالرحیم خان خاناں، حکیم مہان ملا دو پیازہ اور مان سنگھ تھے۔

اکبر کے دور میں ایک منظم کوتوالی نظام تھا اور عمدہ نظم ونسق والی پولیس ضلع میں فوجدار، صوبوں میں کندایہ کے افسران مدد کیا کرتے تھے۔ ضلعی شاہراہوں پر انتہائی حفاظت کرنا ان کا فرض ہوا کرتا۔ ضلعوں میں پولس تھانے ہوا کرتے تھے۔ اس طرح پہلی مرتبہ عہدوسطی کے زمانے میں اکبر نے زبردست قابل انتظامیہ کو عمل میں لایا۔ اکبر نے فنون اور فن تعمیر کی بھی نہایت ہمت افزائی کی فتح پور

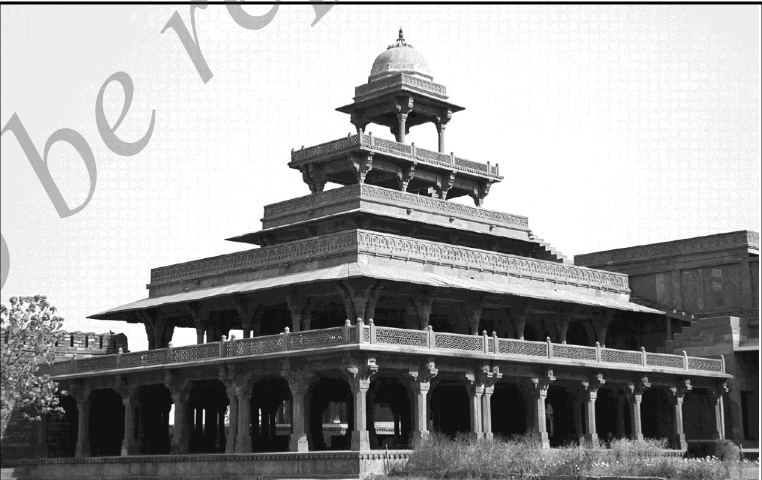
فتح پور سکری کا پنچ محل

سیکری میں واقع اہم عمارتوں میں دولت خانہ، خواجہ باغ، دفتر خانہ، عبادت خانہ، مکتب خانہ، جودھا بائی کا محل، پنچ محل

Not ©KTBS to be republished

بیربل کا گھر، کبوتر خانہ وغیرہ ہیں۔

اکبر کے بعد اس کا بڑا بیٹا جہانگیر شہنشاہ بنا اُس نے اعلیٰ انتظامیہ نظام قائم کیا اُس نے اکبر کے اُصولوں کو ہی عملی جامہ پہنایا۔ راجپوتوں سے انفرادی اور بیاہی تعلقات رکھتا تھا۔ میواڑ کے راجہ پر عائد تمام پابندیوں کو ختم کیا۔ جہانگیر 1613 میں براہ راست جنگ میں شامل ہو کر میواڑ کے رانا کو شکست دی اُس کے بعد اُس کا بیٹا شاہ جہاں تخت نشین ہوا۔

شاہ جہاں:۔ اس کے باپ کا نام جہاں گیر تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد یہ بادشاہ بنا۔ انمول ہیرے سے بنا اس نے تخت طاؤس بنایا۔ اس کا بیٹا اورنگ زیب دکن کی حکومت کا ترجمان بنا۔ اس نے 1636 میں پرتگالیوں کو ہرا کر احمد نگر پر قبضہ کرلیا۔ دکن کے علاقے میں زمین ناپنے اور اس کی قیمت مقرر کرنے کا طریقہ جاری کیا۔ بعد میں پیش آنے والے واقعات میں اورنگ زیب بادشاہ بنا۔ شاہ جہاں کے زمانے میں ہندوستان اور مغربی ایشیا اور یوروپ کے ملکوں کے درمیان تجارت کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ شاہ جہاں نے اپنی چہیتی بیوی ممتاز کی تاج محل بنوایا۔ دہلی کا لال قلعہ اور اس کے اندر موجود عمارتیں شاہ جہاں کی زبردست دین ہیں۔ اس طرح اس کی حکومت کے زمانے میں مغلوں کے آرٹ اور فن تعمیر کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔

تاج محل:۔

تاج محل کو مغل بادشاہ شاہ جہاں نے اپنی بیوی ممتاز محل کی یاد میں آج کے اتر پردیش کے آگرہ میں جمنا ندی کے کنارے تعمیر کیا گیا ہے۔ تقریباً 1632 میں اس کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور تقریباً 1653 میں مکمل ہوا ایسا کہا جاتا ہے اسے سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ دنیا میں موجود اہم عمارتوں میں سے ایک ہے اور یونیسکو کی جانب سے تاریخی یادگار شمار ہوتا ہے۔

©KTBS Not to be republished

اورنگ زیب:۔ اس نے اپنے بچپن میں بہترین فوجی تعلیم حاصل کرتے ہوئے قابل فوجی بنا۔ باپ شاہ جہاں کو گرفتار کر کے اقتدار حاصل کرنے کی یادگار کے طور پر عالمگیر کا خطاب حاصل کرتے ہوئے تخت نشین ہوا۔ اورنگ زیب قرآنی اصول کو جاری کیا۔عوام کو قرآنی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی نگرانی کے لیے محتسب کو اہم شہروں میں مقرر کیا۔ ریاست میں ستی کی رسم، موسیقی کے دفاتر، جوے خانوں ،شراب خانوں کو بند کیا اور گانجہ کی پیداوار پر پابندی لگائی۔

اورنگ زیب کے غلط طرزحکومت پر شمالی ہندوستان کے جاٹوں نے ستنامیوں نے بندیل والوں اور سکھوں نے جدوجہد شروع کی۔سکھوں کے نویں گروگروو تیغ بہادر کو گرفتار کر کے سخت سزائیں دے کر مار ڈالا گیا۔ ہندوستان کی سب سے بڑی طاقت راجپوتوں کے ساتھ دشمنی کر کے اسے برداشت نہ کر سکا اور شیواجی کے ساتھ مسلسل جدوجہد کرتا رہا۔شیواجی کے بعد سمبھا کو گرفتار کیا اور سخت اذیتیں دے کر مار ڈالا۔ جنوبی ہندوستان میں واقع ریاستیں بیجاپور کی عادل شاہی گولکنڈہ کی نظام شاہی حکومتوں کے ساتھ جدوجہد کرتے ہوئے انہیں اپنے قبضہ میں کرلیا۔

مغلوں کی خدمات:

انتظامیہ:۔ مغلوں کی حکومت کا انتظامیہ نسل کی روایت پر بے ٹوک مسلسل حکومت جاری تھی خود کو شہنشاہ تصور کرتے ہوئے بادشاہ کے خطاب حاصل کرتے تھے۔ انتظامیہ میں مشورے دینے کے لیے وزرا اور افسران ہوا کرتے تھے۔فارسی زبان سرکاری زبان تھی قابل حکومت چلانے کے لیے ضلع اور شہروں میں تقسیم کی گئی ان پر نگرانی کے لیے انتظامی افسر ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ عدلیہ کا سربراہ ہوا کرتا تھا۔سپہ سالاروں کو وزیروں کو تقرر کرتے ہوئے جاگیریں دی جاتی تھیں۔قانوں بنانے کی ذمہ داری بادشاہ کی ہوتی تھی۔ وکیل میر بخش اور مکھیہ صدر مرکزی حکومت میں اہم وزرا ہوا کرتے تھے۔ علاقائی انتظامیہ گورنر دیوان بخشی واقعہ نگار کوتوال فوجدار عمل گذار اور بتکچی نامی عہدیداران دیکھا کرتے تھے۔

کندایہ نظام:۔ زراعت مغل حکومت میں اکثریت عوام کی اکثریت کا پیشہ تھا۔ زمین کی زرخیزی کے اعتبار سے زمین کا کندایہ (لگان) وصول کیا جاتا تھا۔ زراعت کے قابل زمین مکمل طور پر ناپ کر اس کا کندایہ مقرر کیا جاتا تھا۔

سماجی اور اقتصادی نظام:۔ اس وقت کے سماج میں بادشاہ وزرا افسران اور نوکروں کو باعزت مقام حاصل

©KTBS Not to be republished

تھا۔ان کے لباس انتہائی قیمتی ہوا کرتے تھے۔اورنگ زیب کو چھوڑ کر بقیہ سب موسیقی کی محفل تفریحی مشاغل،شراب نوشی، جوے بازی میں اپنا وقت گذارا کرتے تھے۔محل میں مہارانیوں کی صحت و بہبودی کی دیکھ بھال کے لیے کئی ایک نوکر چاکر ہوا کرتے تھے۔عوام موتیوں اور ہیروں اور مختلف دھاتوں سے بنے زیورات پہنا کرتے تھے۔

راجہ ٹوڈرمل زمین ناپنے، زمین کی تقسیم کرتے ہوئے بہترین نظام کو اپنایا تھا۔شمالی ہندوستان میں کئی ایک ندیاں بہتی ہیں زراعت کے قابل زمین قدرتی طور پر حاصل تھی۔آب پاشی سے زراعت کے لیے کافی مدد ملتی تھی۔

لاہور، آگرہ فتح پور سیکری اور احمد آباد میں سرکاری کارخانے ہوا کرتے۔اس زمانے کے مشہور سوتی کپڑے کی صنعت کے مراکز بنارس، پٹنہ، ڈھاکہ چابسپو رسونار، لاہور فتح پور سیکری اور آگرہ میں اہم صنعتیں قائم تھیں۔اکبر کے زمانے میں شال اور شطرنجیاں کی جولاہی کافی ترقی یافتہ تھی۔کشمیر کی شال نہایت مشہور تھی۔مغلیہ دور حکومت میں ہندوستان ایشیا اور یوروپ کے کئی ایک ممالک سے تجارتی تعلقات رکھتے تھے۔خام ریشم، دھاتیں،گھوڑے، عطریات،سونا اور چاندی کی درآمدی اشیا تھیں توسوتی کپڑے،کالی مرچ، نیلی افیم نمک اور اون سے بنے کپڑے اہم برآمدی اشیا تھیں۔

ادب:۔ مغل حکومت کے دوران فارسی،عربی،ہندی،سنسکرت زبانوں میں کتابیں لکھی گئیں۔بابر اور جہانگیر عالم و فاضل تھے اپنی اپنی سوانح عمری بابرنامہ اور تزک جہانگیر نامی کتابیں لکھیں۔اکبر کے دربار میں ابوالفضل نامی وزیر نے ”آئین اکبری“ اور اکبرنامہ فارسی زبان میں لکھا۔بدایونی رامائن فیضی نے لیلاوتی نامی علم ریاضی کی کتاب،راجہ ٹوڈرمل نے بھگوت پران کو فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔تلسی داس کی راماچرتر مانس،سورداس،سرساگر، راساکھانا بیربل نے بھی کئی ایک اہم کتابیں لکھیں۔

لال قلعہ

فن اور فن تعمیر: مغلوں کے دور حکومت میں فن اور فن تعمیر کو بہت کچھ دینے والوں میں اکبر اور جہانگیر شامل ہیں ان کی تعمیر کردہ شاندار عمارتیں فتح پور سیکری،آگرہ اور دہلی میں ہیں۔یہ دونوں

©KTBS Not to be republished

مغل بادشاہوں کی راجدھانیاں تھیں۔شاہ جہاں نے آگرہ میں اکبری محل جہاں گیرا محل اور قلعہ تعمیر کروایا۔لاہوراورالہ آباد میں بھی آگرہ کے طرز کالال قلعہ تعمیر کرتے ہوئے اس میں دیوان خاص، رنگ محل،ممتاز محل،موتی مسجد،نقارخانہ خاص محل وغیرہ تعمیر کیے گئے۔ان سب کے علاوہ ملک بھرکی سب سے بڑی مسجد جامع مسجد بھی شاہ جہاں کے زمانے میں دہلی میں تعمیر کی گئی۔

نقاشی: ہمایون کے زمانہ میں مغلوں نے نقاشی کافن شروع کیا۔فارستان کے میر سید علی اور عبدالصمد کی مدد سے دستکاری کی نقاشی شروع کی۔اکبر کے دربار کے سترہ نقاشوں میں تیرہ نقاش ہندو تھے۔ان میں سب سے زیادہ مشہور دسونت، بسوانا، لالہ اور مکندا تھے جہاں گیر کے دربار میں استاد منصور اور عبدالحسن نامی نقاش تھے انہوں نے زیادہ تر مغل بادشاہوں،مہارانیوں کی بڑی بڑی تصویریں بنائیں۔

مراٹھے:

سترہویں صدی میں دکن کے حصوں میں مراٹھا حکومت کا قیام ایک اہم آغاز تھا۔یہ آج کے شمالی ہند تک پھیل گئی۔سترہویں صدی میں مہاراشٹر احمد نگر کی نظام شاہی اور بیجاپور کی عادل شاہی کے زیر تسلط تھے۔ان بادشاہوں نے مقامی مرہٹوں کو اپنی فوجوں میں بھرتی کرلیا تھا۔دیش پانڈے اور دیش مکھ کندایہ وصول کرنے والے افسران تھے۔ان میں شاہ جی بھونسلے بیجاپور کے سلطان کا حاکم تھااس لیے سلطان سے اسے چند جاگیریں ملی تھیں۔

شیواجی:۔ مراٹھا حکومت کا قیام ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم باب تھا۔اورنگ زیب کے دور میں مغل حکمرانیت کازوال ہونے لگا تھا۔مغل بادشاہوں کے مستحکم انتظامیہ میں باترتیب زوال ہونے لگا۔راجدھانی سے دور دراز کے حکمرانی علاقہ کمزور ہوتے ہوئے زوال کی طرف اپنا منہ موڑرہے تھے۔افسران حکمرانوں کے حکم ناموں پرعمل نہیں کرتے تھے۔مراہٹی علاقوں میں حکمرانوں کی مہم زبردست تھی۔کسان،مزدوراور عام لوگ زائد لگان کے وزن سے بے زارو بیتاب افسراوں کے بداخلاق رویّہ سے سماجی زندگی بھی بدحال تھی۔کھلے طور پر سماجی اور مذہبی اجلاس کومنعقد کرنے کا ڈر تھا۔لگان کوادا کرنا ضروری تھا۔ایسے ماحول میں شیواجی نے مذہبی وثقافتی تصوّرات کا لحاظ رکھتے ہوئے اورنگ زیب سے جدوجہد کرتے ہوئے مراہٹا حکومت قائم کی۔حب الوطنی ملک کی وحدانیت کے عمل

شیواجی

©KTBS Not to be republished

سے دیش کی حفاظت مراٹھوں نے مغلوں کے ساتھ جدوجہد کیا۔مراٹھوں میں شیواجی سب سے بڑا بادشاہ تھا اپنے ملک کی توسیع کے ساتھ ساتھ بہترین انتظام حکومت میں کامیاب ہوا۔مہاراشٹر کے مشہور سنتوں کی تعلیمات ہندو دھرم کی حفاظت اور مراٹھا حکومت کے قیام نے زیادہ گہرے اثرات چھوڑے۔

شیواجی کا جنم پونے کے شیوانیری نامی مقام میں ہوا۔اس کے باپ کا نام شاہ جی بھونسلے احمد نگر، مغل اور بیجاپور کے سلطان کا خادم تھا۔جیجابائی مذہبی عقیدت کی بنیاد والی عورت تھی اس نے اپنے بیٹے میں مذہبی تقدس، مذہبی استحکام زندگی کا مقصد اور بہترین اصولوں کو بڑھاوا دیا۔داداجی کونڈادیوا شیواجی کا استاد تھا۔ہتھیاروں کے بنانے اور چلانے کی تربیت دی۔شیواجی خود کو طاقتور بنانے تلوار بازی گھڑسواری اور دیگر فنون میں ماہر ہو گیا۔شیواجی بچپن ہی میں آزاد حکومت کے قیام کا خواب دیکھا۔اس طرح پونہ شہر کو اپنا مرکز بنا کر ریاست کی توسیع کے کام میں جٹ گیا۔اس سمت میں شیواجی نے اپنا مقامی ٹھکانہ والا ماولی نوجوانوں کی تنظیم بنا کر ان سب کو گوریلا جنگی مہارتیں اور جنگی تربیت دینے لگا۔شیواجی نے بیجاپور کے سلطانوں سے تورنا کوٹے، پورم در کا قلعہ چکن کوٹے، سمہا گڈھ، جولی کوٹے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔تورنا کوٹے کے قریب ہوسدرگ کو رائے گڈھ نام دیا۔پرتاب گڈھ نامی نیا قلعہ تعمیر کروایا۔اس طرح شیواجی نے بیجاپور کے سلطان کے خلاف جدوجہد کرنے کی وجہ سے بیجاپور کے سلطان نے شاہ جی کو قید کرلیا۔دوبارہ لڑائی نہ کرنے کے وعدہ پر شاہ جی کو رہا کر دیا گیا۔

مغل اور شیواجی کے تعلقات:

شیواجی نے برسوں مغل بادشاہ اورنگ زیب کے ساتھ جدوجہد کیا۔جنوبی ہند کے شیعہ بادشاہوں کی حکومتوں کو ہرانے کے بعد مراٹھا حکومت کو مکمل طور پر ہرانے کا عزم کرلیا تھا۔اس لیے شائستہ خاں، جے سنگھ کو مقرر کیا تھا۔جے سنگھ نے شیواجی کو ہرا کر معاہدہ کرلیا جس کے مطابق شیواجی اپنے تیئیس (23) قلعے اور سالانہ (16) سولہ لاکھ کی آمدنی والے علاقے دیدیا۔مغلوں کے ساتھ وفادار رہنے کا وعدہ کرتے ہوئے اپنے بیٹے سنبھاجی کی قیادت میں پانچ ہزار گھڑسواروں کو دہلی بھیجا۔بیجاپور کے عادل شاہ اور گول کنڈہ کے قطب شاہی سلاطین کے ساتھ شیواجی نے ہاتھ نہ ملانے کے ارادے سے اسے آگرہ آنے کا جے سنگھ نے حکم دیا۔اورنگ زیب نے اپنے دربار میں شیواجی کو مناسب عزت افزائی نہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ برا سلوک کیا۔اس پر احتجاج کرتے ہوئے شیواجی اور اس کے بیٹے سامبھا جیجی کو آگرہ کی جیل میں گرفتار کر کے قید کر ڈالا۔مگر چند ہی دن بعد شیواجی اور اس کا بیٹا سامبھا جیجی مٹھائی کی

©KTBS
Not to be republished

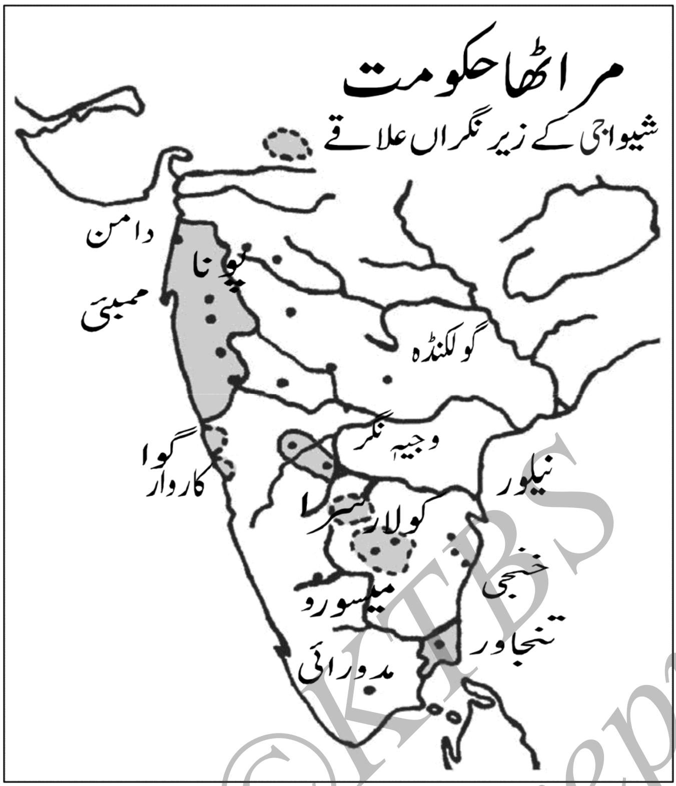

ٹوکری میں بیٹھ کر قید خانے سے نکل کر رائے گڑھ پہنچ گئے۔آگے چل کر اپنی فوج کا مضبوط بناتے ہوئے اپنے کھوئے ہوئے سارے قلعے دوبارہ فتح کر لیے۔ شیواجی مغلوں کے علاقوں سے چوتھ (زمینی لگان کا ایک بٹہ چار حصہ) اور اپنے صوبے میں سرے دیش مکھ (زمین کے لگان کا ایک بٹہ دس حصہ) جمع کیا کرتا تھا۔ 1674 میں رائے گڑھ میں شیواجی کا جشن تاجپوشی منعقد ہوا۔ جہاں شیواجی کو چھترپتی کا خطاب ملا۔

شیواجی کا انتظامیہ:۔ شیواجی نے اپنی وسیع سلطنت میں بہترین نظم ونسق والی حکومت کی بنیا درکھی۔ اپنی سلطنت کو کئی ایک صوبوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ان کو سوراجیہ اور مغلوں کا راجیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔مراٹھی زبان انتظامی زبان ہوا کرتی۔مرکزی حکومت کا سر براہ رہنے والے بادشاہ کو صلاح دینے کے لیے آٹھ وزرا ہوا کرتے ساتھ میں تعاون کے لیے دوسرے افسران ہوتے۔صوبے،ضلع،گرام انتظامیہ کی اکائیاں ہوتی تھیں۔

کندایے کا نظام:۔ شیواجی حکومت میں کندایہ کا نظام کسانوں کے لیے سہولت والا نظام تھا جو کہ ان کی زراعت کی اصلیت کی بنیاد پر ہوتا تھا۔اس نے جاگیرداری کندایہ نظام کو رد کر دیا۔کندایہ پیسوں میں یا اشیا کی شکل میں دینے کا حکم صادر کیا۔ چاؤت اور سر دیش مکھ نام کے کندایے جاری تھے۔

نظام عدلیہ: شیواجی کے عہد حکومت میں روایاتی نظام عدلیہ باقی تھا۔قریوں میں پنچایت کی جانب سے انصاف ہوا کرتا تھا۔ برہمن منصف قدیم فیصلوں کی روشنی میں انصاف کیا کرتے تھے۔

فوج:۔ مراٹھا فوجوں میں پیدل فوج، ہاتھی سوار، گھڑسوار اور توپوں والے فوجی دستے ہوا کرتے تھے۔رائے

©KTBS Not to be republished

گڈھ، راجہ گڈھ، تورنا پرتاب گڈھ اور سمہا گڈھ میں اہم قلعے تھے۔ حوالدار قلعوں کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ فوج میں چھوٹی چھوٹی کئی اکائیاں ہوا کرتی تھیں۔ گوریلا جنگ کی تکنیک میں شواجی کے فوجیوں کو خصوصی تربیت دی جاتی تھی۔

آپ کو معلوم رہے:۔ گوریلا جنگ پہاڑ، پہاڑی اور جنگلات میں چھپ کر بیٹھنا اور اچانک دشمن پر گھات لگا کر حملہ کرنے کو کہتے ہیں۔

شیواجی کے جانشین:۔ شیواجی کے انتقال کے موقعہ پر اس کی سوتیلی ماں سائی بائی (سامباجی کی ماں) سوریہ ابائی شرکے (راجارامن کی ماں) کے مابین اندرونی اختلافات نمایاں ہوئے۔ سامبھاجی اپنی قوت کے بل بوتے پر مراٹھا حکومت پر قبضہ کرلیا اور حکومت کرنا شروع کیا۔ اسے دوراندیشی اور عقل کی کمی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی حکومت کو بچانے کے بجائے اورنگ زیب کے حملوں کا اشکار ہوکر مارا گیا۔ اس کی بیوی اور چھوٹا بیٹا ساہو گرفتار ہوگئے جس کی وجہ سے اس کے سوتیلے بھائی راجاراما شاہو (سامبھاجی کا بیٹا) بادشاہ کر ترجمان بن کر اقتدار حاصل کرلیا۔ راجاراما نے دوبارہ مغلوں سے لڑائی کرتے ہوئے گجرات، مالوہ، خاندیش، برار اور چند ایک قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ راجاراما 1700 عیسوی میں مرجانے کی وجہ سے اس کی بیوی تارابھائی موہتے نے اپنے دس سالہ بیٹے شیواجی دوم کو تخت نشین کراتے ہوئے اپنا اقتدار شروع کیا۔ اس نے 1700 سے 1708 تک بادشاہ کی ترجمان بن کر حکومت کے کام کاج چلاتی رہی۔ اس نے بھی اورنگ زیب کے ساتھ جنگ کرنی شروع کردی۔ ابتدا میں مغل کامیاب رہے بعد میں مراٹھوں نے اپنے کھوئے ہوئے قلعوں پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔

اورنگ زیب کا جانشین بہادر شاہ اول سامبھاجی کے بیٹے شاہو کو قید سے آزاد کیا اور دکن میں مغلوں کے صوبوں سے چاؤت اور سردیش مکھ کو وصول کرنے کی اجازت دیدی جس کی وجہ سے تارابائی اور شاہو کے درمیان مزید اندرونی اختلافات کا باعث بن گئے تارابائی کو شکست ہوئی مگر شاہو میں صلاحیت کی کمی تھی جس کی وجہ سے اپنے اقتدار پیشوا (وزیر اعظم) کے حوالے کردیا۔ اس طرح ریاست میں پیشواؤں کی حکومت شروع ہوگئی۔

پیشوا:

بالاجی وشواناتھ (1713-1720):۔ شاہو کا سپہ سالار بن کر شہرت حاصل کرنے والا یہ مراٹھا سردار تھا۔ بھروسہ منداور لائق کارگذار ہوکر کام کرنے کی وجہ سے بالاجی وشواناتھ کو پیشوا کے طور پر نامزد کیا گیا۔ اس نے شاہو اور اس کی ماں کو مغلوں کے قبضے سے آزاد کرانے میں فیصلہ کن اقدام کیا۔ مغل حکومت کے بھائی سید کے

©KTBS Not to be republished

برادران سے دوستی کرتے ہوئے شیواجی کے ماتحت رہنے والے علاقوں کو مغلوں نے قبضہ کرلیا اوران علاقوں کا ٹیکس وصول کرنے اختیار حاصل کرلیا۔ مراٹھا تنظیم کا طاقتور لیڈر بھونسلے، گائک واڈ، ہولکر سندھیا اور پیشوا کو آپس میں ملا کر مراٹھوں کی شان وشوکت دوبارہ قائم کیا۔

باجی راؤ اول (1740-1720):۔ بالاجی وشواناتھ کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا باجی راؤ اول پیشوا کے طور پر نامزد ہوا۔ صرف انیس سال کی عمر ہونے پر بھی یہ انتہائی بہادر تھا۔ مراٹھا حکومت کو شمالی ہندوستان میں پھیلانے کی غرض سے گجرات مالوہ کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ چاؤتھ اور سردیش مکھوں کو جمع کرنے کا اختیار حاصل کرلیا۔ کرناٹک کے چتر درگ اور شری رنگ پٹن پر حملہ کیا۔ باجی راؤ نے جب مغلوں پر حملہ کیا تو نظام الملک نے مغلوں کو کمک دینے کی غرض سے اپنی فوجوں کے ساتھ دہلی جاتے ہوئے بھوپال کے قریب ہوئی لڑائی میں مراٹھوں کے ہاتھوں شکست کھائی۔ جس کی وجہ سے نرمدا اور چمبل ندیوں کے درمیان کا وسیع علاقہ اور پانچ لاکھ روپیئے جنگی ہرجانے کے طور پر باجی راؤ کو ملے۔ علاوہ ازیں پرتگالیوں سے سالسیٹ، بیسن اور سدھیوں سے جنجرا حاصل کرلیا۔ پونہ اس کی حکومت کا مرکز بنا۔ اسی وقت مراٹھا تنظیم میں رہنے والے گوالیار کے سندھیا اندور کے ہولکر اور ناگپور کا بھونسلے اور بروڈہ کا گائیکواڈ نے آپس میں ایک دوسرے سے آزاد ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ باجی راؤ اول کے لائق انتظامیہ سنبھالنے کے علاوہ مراٹھا حکومت کی شان وشوکت کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب رہا۔ اسی لیے اس کا نام شیواجی دوم پڑ گیا۔

بالاجی باجی راؤ (1761-1740):۔ اس نے صرف بیس سال کی عمر میں عہدہ سنبھالنے کی وجہ سے انتظامیہ کی بہتر دیکھ بھال کے لیے اس کے قریبی رشتہ دار سداشیوا باؤ کو نامزد کیا گیا۔ اس نے مراٹھوں کے عزت وآبرو بڑھانے کے لیے اس کی بھرپور ہمت افزائی کی۔

ریاست کی مالی صورت حال کو سدھارنے کے لیے کئی ایک اقدامات کئے۔ بندیل کھنڈ میں اپنا اقتدار اعلیٰ قائم کرنے کے لیے 1742 میں ہولکر اور سندھیا کی فوجوں کے ساتھ سفر کیا۔ افغانستان سے احمد شاہ ابدالی مغل علاقوں پر حملہ کر کے لاہور، ملتان اور کاشمیر کے علاقے اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اس وقت مغل وزیر صفدر جنگ اندرونی اور بیرونی حملوں سے متعلق مراٹھوں سے معاہدہ کرلیا۔ امید کے مطابق احمد شاہ ابدالی ہندوستان پر حملہ کیا۔ بالاجی باجی راؤ نے مرہٹہ فوجوں کو پانی پت بھیجا جہاں وہ دشمنوں کے ساتھ لڑتے ہوئے ہار گئے۔

مادھوا راؤ اول:۔ بالاجی باجی راؤ کے دوسرا بیٹا اپنے باپ کی موت کے بعد پیشوا بنا۔ نابالغ لڑکا ہونے کی

©KTBS Not to be republished

وجہ سے اپنے چچا کو بادشاہ کا ترجمان بنا کر نامزد کیا۔ پانی پت کی تیسری شکست کے بعد تعجب خیز انداز میں سنبھل گیا۔ جنوبی اور شمالی ہندوستان میں زبردست قوت حاصل کر لی۔ پانی پت کا ہار کا فائدہ اٹھانے کے لیے نظام نے جب کوشش کرنے کا فیصلہ لیا تو اسے احمد نگر کے قریب ہوئی جنگ میں ہرا دیا۔ میسور کے حیدر علی کو بھی ہرایا۔ دوسری مرتبہ میسور پر حملہ کرتے ہوئے شری رنگپٹن پر قبضہ کر لیا۔ شیواجی نے جن علاقوں پر قبضہ کیا تھا حیدر علی سے ان علاقوں کو فتح کرنے کے علاوہ بے حساب جنگی ہرجانے کے طور پر زبردست قیمت حاصل کی۔ شمالی ہندوستان میں راجپوت جاٹ اور روہیل کو ہرایا۔ ملک و تخت سے محروم ادھر ادھر مارا مارا پھرنے والا مغل بادشاہ شاہ عالم دوم کو دہلی کے تخت پر بیٹھانے کے لیے مدد کی۔ اس طرح نہایت مختصر مدت میں مراٹھوں کی شان و شوکت کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔

تیسری اینگلو۔مراٹھا جنگ میں انگریزوں نے مراٹھوں کو فیصلہ کن شکست دینے سے مراٹھوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کے ساتھ پر کیجیے۔

1۔ مغل حکومت کا بانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔
2۔ مغل بادشاہت کا مشہور بادشاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔
3۔ آگرہ میں تاج محل کا تعمیر کرنے والا۔۔۔۔۔۔۔تھا۔
4۔ دین الٰہی کے نام سے نیا مذہب کا قائم کرنے والا۔۔۔۔۔۔۔تھا۔
5۔ شیواجی کی ماں کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

II. ان سوالوں کے جواب لکھیے۔

1۔ بابر کی فوجوں کے کارناموں کی تفصیل لکھیے۔
2۔ شیر شاہ کی انتظامی طور طریق اور آج کے انتظامیہ کا فرق واضح کیجیے۔
3۔ اکبر کی جانب سے مفتوحہ علاقوں کے نام لکھیے۔
4۔ شاہ جہاں کے زمانے کے فن اور فن تعمیر پر تفصیل لکھیے۔

©KTBS
Not to be republished

5۔ شیوا جی کے نظام حکومت کی تفصیل لکھیے۔

6۔ باجی راؤاول کے کارناموں کی تفصیل لکھیے۔

III. سرگرمی

1۔ ہندوستان کے نقشے میں اکبر کے جیتے ہوئے صوبوں کی نشاندہی کیجیے۔

2۔ شیوا جی میں حب الوطنی بڑھانے کے لیے اس کی ماں جی جا بائی کیسے مددگار ثابت ہوئی اس کی تفصیل لکھیے۔

IV. منصوبہ جاتی عمل:

1۔ اپنے مقامی انتظامی اکائی نظام سے متعلق ایک رپورٹ لکھیے۔

***

©KTBS Not to be republished

باب:6

بھکتی تحریک

اس باب میں ہم درج ذیل نکات سمجھیں گے۔

- رمانندا، چیتنیا، گرونانک کے بارے میں
- کرناٹک میں بھکتی تحریک
- بھکتی مذہب کے نتائج
- بھکتی مذہب کی اہم خصوصیات

بھکتی تحریک عہدِ وسطیٰ کے ہندوستان کی اہم خصوصیت تھی۔ مکتی (نجات) ہندوستان کے مذہبوں اور روایتوں کی اہم طرز مانی جاتی تھی۔ بھارت میں اس روایتی نجات کو حاصل کرنے کے لئے مختلف مصلحین نے مختلف طریقوں سے کام کیا جس کے اثر سے معلومات، نجات کی راہ، بھکتی تحریک کرمامارگ، گیانا مارک، یاگا، جیسے اہم تصوّرات اور تہوارات کا منانا اہم ہوگیا تھا۔ ان دنوں بھکتی تحریک کو اعلیٰ تقویت ملی۔ مختلف مذہبی مصلحین اور سماجی مصلحین میں بھکتی کا طریقہ اختیار کیا۔ بھکتی تحریک کا فروغ دہلی کے سلاطین کے زمانے کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اس دور کے مذہبی مصلحین اور فلسفیوں نے ایک آزاد بھکتی مذہب کا پرچار کیا۔ بھکتی سے مراد خدا پر مکمل اور پاک وصاف اعتقاد رکھنا۔ خدا میں بھکتی (اعتقاد) رکھنا اور خود کو اس کے سپرد کرنے پر زور دیا گیا۔ عوام میں وحدت کے فلسفے کو بڑھاوا دینے اور تمام مذاہب کی یکسانیت کے فلسفہ کی تبلیغ کی۔ یہ کسی بھی مذہب کے رسم ورواج کو اپناتے نہیں تھے۔ کرشنا، راما اور اللہ کے نام سے پہچانے جانے والے خداؤں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے انسانوں کو نجات اخروی کے لیے بھکتی طریقہ کو اپنانے کی صلاح دی۔ پاک وصاف ذہن اور مکمل طور پر خود کو خالق کے سپرد کرنا ہی بھکتی کا بنیادی فلسفہ ہے۔ بھکتی مذہب کے ساتھ ساتھ اسلام کے ماننے والوں میں صوفی مسلک (تصوف) پیدا ہوا۔ بھکتی تحریک عوام کے تمام طبقوں سے تک پہنچنے لگی بھکتی مصلحین نے اپنی مقامی زبان میں لوگوں سمجھایا اور ان

©KTBS
Not to be republished

کے دماغوں کو سلجھایا اس دور میں ظاہر ہونے والے بھکتی سادھوں میں رامانند، نامدیوا، کبیر، گرونانک، میرابائی، چیتنیا، روی داس، سورداس، شمالی ہند میں مشہور ہوئے۔ پرندرداس، کنکا داس، شیشونالہ شریف، جنوبی ہند میں بالخصوص کرناٹک میں ظاہر ہوئے۔

راماندا

راماندا:۔ رامانندا الہ آباد کے برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ بنارس کے ہندو مت کے اصولوں پر اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے رامانج کے فلسفہ کے پیروکار ہوئے۔ انہوں نے بھکتی اور محبت کی بنیاد پر ویشنو مذہب کا ایک مدرسہ شروع کیا۔ شمالی ہندوستان کے بعض حصوں کا دورہ کرتے ہوئے راما اور سیتا کی پوجا کو عوام میں مقبول بنایا۔ بنارس ان کے کام کاج کرمرکز بنا۔ انہوں نے ذات پات کی بنیاد کی مذمت کی اور تمام ذات پات کے لوگوں کو اپنے مذہب میں شامل کرلیا۔ ان شامل ہونے والوں میں سب سے زیادہ مشہور ہونے والے کبیر تھے جو ہند میں اپنے تعلیمات پھیلائے۔

آپ کو معلوم رہے: رامانندانے لوگوں کو خصوصی پیغام اس انداز سے دیا ذات پات کو نہ پوچھو، ہری (خدا) کو یاد کرو ہری کے نام پر سب ایک ہو جاؤ کون کس ذات کا ہے یہ خدا پوچھتا نہیں، جو خدا کی یاد کرتا ہے اسے خدا کی مہربانی حاصل ہوتی ہے۔

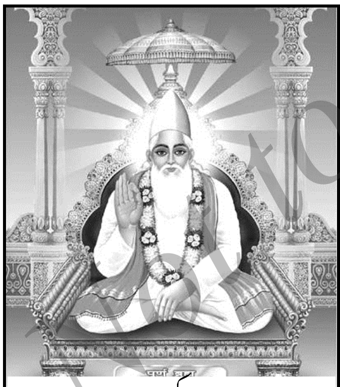

کبیر

کبیر:(1440-1510):۔ اس دور کے ایک سنت کبیر ہیں جو شمالی ہندوستان کے ہیں۔ کبیر ''جولاس'' نامی جولاہوں کے پیشہ ور مسلم گھرانے میں پرورش پائی۔ یہ رمانندا کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اپنا زیادہ تر وقت بنارس میں گذارا۔ خود کا ہی نیا فلسفہ لوگوں کو سمجھانا شروع کیا۔ ذات پات اور کئی ایک معبودوں کی پوجا کی مخالفت کی اور کہا کہ خدا ایک ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے ایک ہی خدا ہے۔ اس ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ ان دونوں مذہبوں کے درمیان بھائی چارہ اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی عادت کو پروان چڑھایا۔

کبیر نے دوہے لکھے جو دوبیتی ہیں جن کو ہندو اور مسلمان آج بھی ان دوہوں کو دہراتے رہتے ہیں۔ کبیر کے

©KTBS Not to be republished

ماننے والوں کو ''کبیر پنتھی'' کہا جاتا ہے جس کے معنے ہیں کبیر کے راستے پر چلنے والا کبیر ہندوستان کے اہم مذہبی اور سماجی مصلح ہیں۔

چیتنیہ

چیتنیہ: (1486-1533)۔ بھکتی تحریک کے مشہور سنتوں میں سے ایک چیتنیہ ہیں۔ یہ بنگال کے برہمن گھرانے میں پیدا ہوئے اور اپنے 25 ویں برس میں سنیاس اختیار کیا۔ کئی سالوں تک متھورا اور برانداون میں رہائش کی سچی عقیدت ہوتو ذات پات کا بھید بھاؤ ختم ہوجاتا ہے اور بھکتی سے آدمی کا دل ودماغ پاک وصاف بن جاتا ہے یہ ان کی پند ونصیحت تھی۔ کرشن کی عبادت کو عوام میں مقبول بنایا۔ کرشن سے متعلق کئی ایک گیت بھی لکھے۔ انہوں نے بھی عوام میں ذات پات کے نظام کی مخالفت کی۔ سب ایک کے فلسفہ کے تبلیغ کی کوشش کی۔ ان کی روحانی تعلیمات ''چیتنیہ چرتامرتا'' نامی کتاب میں جمع ہیں۔

گرونانک (1539-14669):۔ اس زمانے کے ایک اور بھکتی مذہب کی تبلیغ کرنے والے گرونانک نے اپنی کم عمری ہی میں مذہبی رسوم ورواج کے عادی تھے۔ گرونانک کا جنم تلونڈی گاؤں میں ہوا (جو پاکستان میں ہے) کئی دنوں کی کوشش کے بعد راوی ندی کے کنارے کرتار پورہ نام مقام پر بھکتی مرکز بنایا۔ ان کے پیرکاروں نے تمام مذاہب کے اُصولوں سے علیٰحدہ طریقہ اپنا کر طعام کا انتظام کیا کرتے تھے۔ گرونانک نے بھی اسی طرح کا ایک طعامی ادارہ قائم کیا جسے ''لنگر'' کا نام دیا گیا۔

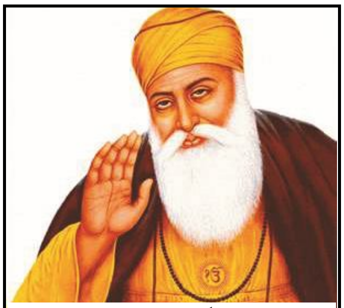

گرونانک

خدا صرف ایک ہے کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ بت پرستی کی مخالف کی۔ نیک کام اور صاف اور بے داغ اخلاق کی اہمیت کو واضح کیا۔ ان کے ہندو اور مسلمان شاگرد تھے۔ ان کے ماننے والوں کی ''سکھ'' کہا گیا۔ ان کی تعلیمات کو ''گروگرنتھ صاحب'' میں اکٹھا کیا گیا ہے جو سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔

یہ آپ کو معلوم رہے:۔ ''گروگرنتھ صاحب'' سکھوں کی قدیم مقدس کتاب کہا جاتا ہے اس کی سکھوں کے گرد وارے میں رکھ کر پوجا کی جاتی ہے۔

©KTBS Not to be republished

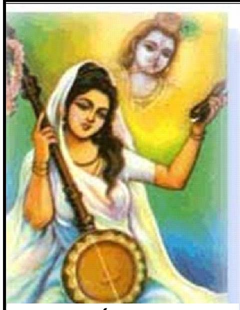

میرابائی

میرابائی:۔ بھکتی تحریک کی ایک اور مشہور شخصیت میرابائی میواڑ کی شہزادی تھیں۔ میرابائی راجپوت شہزادی تھی دنیا کی ظاہری زندگی کو خیر باد کہہ کر کرشن کی خاص عقیدت مند بن گئیں۔کرشن سے متعلق عقیدت بھری نظمیں لکھیں۔یہ نظموں کا مجموعہ کو''بھجن'' نام سے مشہور ہوا۔سارے ہندوستان میں وہ نظمیں آج بھی گائی جاتی ہیں۔ہندوستان کے اکثر علاقوں میں ہندواور مسلمانوں کے درمیان فرق کو کم کرنے کے لیےکئی ایک مصلحین نے کوششیں کی ہیں۔

مہاراشٹر کی بھیما ندی کے کنارے پنڈار پور کے وٹھوبنا مندر بھکتی مذہب کا مرکز بنا تھا۔گیانیشور اور نام دیو، ایکناتھ، تکارام اور رام داس نئے مذہب کے ماننے والون میں کافی مشہور ہوئے۔ پرندرداس اور کنک داس کرناٹک کے بھکتی تحریک کے اہم ترین لوگوں میں سے ہیں۔پرندرداس کے» کیرتن« لکھے اور کنک داس نے» موہناترنگنی« نامی نظم اور کیرتن کنڑزبان لکھے۔

صوفی سنت:۔ صوفی لوگ ایران سے ہندوستان آکر یہاں کے مختلف علاقوں میں آباد ہوگئے۔ان کو پیر(گرو) کہا جاتا ہے۔''صوف'' نام کے اونی کمبل کو پہنا کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کے مذہبی لوگوں کو''صوفی'' ہا گیا۔ پیار محبت اور بھکتی سے خدائے تعالیٰ کے یا پرماتما کے ساتھ جاملنا ممکن ہے اس بات کی تبلیغ کی سارے طبقوں کے لوگوں سے باعزت طریقے سے پیش آنے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔بھکتی کے ساتھ ملی ہوئی چال چلن اور موسیقی ہم کو اللہ کی طرف لے جاتی ہے۔ایسا خیال صوفیوں کا تھا۔انہوں نے اردو اور ہندی زبان میں بھکتی کی اہمیت کو پہنچانے کے لیے کئی ایک کتابیں لکھیں کتربن نامی شخص نے''مرگاوتی ''اور ملک محمد جائسی نے ''پدماوت'' نامی نظم لکھ کر صوفی ازم یا تصوف کو واضح کیا۔صوفیوں میں بارہ گروہ تھے جن میں سے چارہ اہم تھے بیدر، کلبرگی، وجئے پور اور شمالی کرناٹک کے دیگر مقام صوفی مراکز تھے۔ہندو اور مسلمان دونوں مذہبی تہوارات جسے''عرس منانے میں شریک ہوتے۔ان مرکز میں آج بھی یہ رسم ورواج موجود ہیں۔چند ایک صوفی حضرات: معین الدین چشتی، بابا فرید، نظام الدین اولیا، ملک محمد جائسی اور خواجہ بندہ نواز وغیرہ ہیں۔

شوشنالہ شریف:(1819-1889):

ہاویری ضلع کے شگاوی تعلقہ کے امام صاحب اور ہاجوماں کے گھر میں 1819 میں، شوشنالہ شریف کا جنم ہوا۔قاضی کی رائے کے مطابق والدامام صاحب نے ان کا نام محمد شریف رکھا۔

''شریف'' فارسی لفظ ہے جس کے معنی''فرمابردار، ہمدرد شخص کے ہیں یا بہترین اخلاق کو رکھتے ہوئے دیگر افراد

©KTBS Not to be republished

ششونالہ شریف

سے احترام حاصل کرنے والا“ ان معنوں کے مطابق شریف بھی تھے۔

بچپن ہی سے شریف اسلامی، ویراشیوا، اور ویدک اصولوں کی تعلیم سے متاثر تھے۔ تین زمانی ماہر گوندا بھٹ ان کے اُستاد تھے۔ ششونالہ نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے مقامی چندریشور مندر میں ہی اسکول کو کھول کر مذہبی اُصولوں اور جذبات کو اجاگر کرنے کی وجہ بنے۔

یہ ایک تنظیمی شخّص تھے۔ شریف ششونالہ علاقے میں منعقد ہونے والے میلے تہوارات، کھیل کود ، اور محرم الحرام کے اجلاسوں میں فعال طریقوں سے شرکت فرما کر لوگوں کے دل و دماغ کو مہکاتے تھے۔ محرم الحرام سے متعلقہ روایتی معلومات کا اجتماع کرتے اور محرم الحرام سے متعلقہ روایتی ادب کے دلدادہ تھے۔

پرندرداس:(1564-1484)

پرندرداس

داسا سے مراد پرندرداس ہے۔ اپنے گرو ویاسا سے تحسین کے لائق ویشوا بھکتی اور ہری کیرتنوں سے ملحوظ کنڑا ادب اور کنڑا موسیقی کے پتا کہلانے والے پرندرداس تھے۔

پرندرداس مہاراشٹرا میں موجود پُرن گڑھ نامی گاؤں کے ایک مالدار گھرانے میں پیدا ہوئے ، وردپّا نائیک اور لکشمی دیوی ان کے والدین تھے ۔ان کے پچھلے طبقہ کا نام شیوپّا نائیکا تھا جو سونے کے بیوپار کرنے والے شیوپّا نائیکا کے نام سے مشہور تھا۔ اپنی بیوی سرسوتی بائی کی محبت اور عقیدے کی بدولت پرندرداس کا روپ دھارن کیا۔

پرندرداس مادھوامت کو اپنے کیرتن کی مدد سے پرچار کرتے کرتے کئی مقدس مقامات کا سفر کیا۔ تروپتی، سری رنگا پٹن، ارونا گری، اڑپی، کنچی، کنکا چیلا، کاشی، کمبا کونم، کوڈالی پور، ہستا گری، کالہستری، شری نیلا، گھٹکا چیلا، گدگ، پنڈھرپورا، بیلور، منوّر، ملّور، میلوکوٹے ہمپی ، ہری ہرا جیسے مقدس علاقوں کا سفر کرتے ہوئے پرندرداس سے عام لوگوں میں بھکتی کی راہ دکھلائی۔

پرندرداس نے اپنے سکیرتنوں میں ویشوا بھکتی اور عقیدتمندوں کے ساتھ ساتھ سماجی بھید بھاؤ، سماجی اونچ نیچ

©KTBS Not to be republished

بھکتی کی پوجا سے نجات اور زندگی کے اُصولوں کے اہم نظریات کو لوگوں میں پھیلائے اور انہوں نے ذات پات کے نظام پر بھی غور وفکر کیا ۔ یاگا اور یگناس کو ترک کیا ضعیف الاعتقادی نظریات کو دور کرنے کے طریقے بتلائے ۔ دکھلاوے کی بھکتی کو روکنے کو کہا اور خوداری اور داخلی و روحانی اعتقادات کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ اپنی روح کو پاک وصاف کئے بغیر دوسروں کو ظاہری پاکی صفائی ناممکن بتایا انہوں نے کہا کے باطنی اور روحانی پاکیزگی سے ہی جسمانی اور ظاہری پاکیزگی بنتی ہے اپنے من کو دھوئے بغیر ہم کسی کے بھی تن دھو نہیں سکتے ۔ پانی میں بیٹھ کر ظاہری پاک وصاف مذاکرہ کرنے والے ظاہری سادھوں کو دکھلاوے کے پرندوں سے موازینہ کیا۔ روحانی بھکتی کے بغیر ظاہری طور پر ہزاروں من پانی سے نہا کر پاکیزہ ہونے کو بیکار کہا۔

انسان کا جنم بہت بڑا ہے۔ اس لئے کامیابی کے ساتھ زندگی گذارنا اس کا فرض بنتا ہے۔ اپنی زندگی کی بھکتی اور مکتی کو تباہ کرنے والوں کو دیوانوں سے موازینہ کیا تمام لوگوں کے دل ودماغ میں خدا کی بھکتی اور اس کے پالن کو اپنی روحانی پاکیزگی اور خودی کے اعتقاد، خود کی پاکیزگی جیسے اہم زندگی کے اُصولوں کو اپنا کر کامیاب زندگی کا طریقہ بنایا۔ اپنی روح، تن من کو دھونا ہی صحیح بھکتی کہا۔ پرندرداس نے اپنے کیرتنوں سے انسان کے روحانی معلومات کو جھنجھوڑا یہ تمام اصلاحی کام نے داسا کو پرندرداسا کا نام دینے کی وجہ بنے۔

کنکا داس:

بیرپّا اور بچمّا کنکاداس کے ماں باپ تھے ۔ یہ شری ویشنو امذہب کے پیروکار تھے اپنی اکلوتی اولاد کو اپنے فرقے کے گرو وینکٹپتی کا نام رکھنے کے لئے انہوں نے تمپّا کا نام رکھا۔ تمپّا کی بے شمار دولت کے مدنظر لوگوں نے ان کو کنکا کا نام دیا کہا جاتا ہے کہ کنکا نے اپنے حصّے میں آئی بے شمار دولت کا غلط استعمال نہ کرتے ہوئے کاگی نیلے نامی مقام پر آدی کیشوا کے مندر تعمیر کی۔

کنکاداس

بطورِ کنکا باڑا اور بنکاپورہ کے مقامی نائیک وہ بچپن ہی سے جنگوں میں ماہر تھے۔ ایک مرتبہ جنگ میں بے حد گہرے زخم کھانے کے بعد کنکا نے اپنے شاہی اقتدار کو ترک کرتے ہوئے زندگی کے اہم اُصولوں کو اپنا کر ظاہری نمائش اور جسمانی طاقت کو رد کرتے ہوئے روحانی طاقت کو اپنا کر داسا راستہ اختیار کرتے ہوئے کنکاداس بنے۔

©KTBS
Not to be republished

کنکا داس بطور بھکتی سنت سماج میں موجود اونچ نیچ، بھید بھاؤ کو دور کرنے کے لئے جہد و جہد کی ڈھکو سلے بھکتی سنتوں کو لتاڑا اور کہا کہ حقیقی بھکتی ہی سے انسان خدا کو حاصل کرسکتا ہے۔ بھکتی کی آسان راہ بھی بتلائی خدا کی راہ کو حاصل کرنے اور بھکتی کے صحیح راستہ کی تلاش کے لئے اونچی ذات میں جنم لینے کے نظریے دینے والے پروہتوں کو اپنے کیرتنوں کے ذریعے دور کیا اور کہا کہ بھکتی کی راہ کے لئے ذات پات نہیں بلکہ اپنی خودکی پاکیزگی ضروری ہے۔

کنکا داس ایک بھکتی شاعر بھی تھے۔ انہوں نے لاتعداد بھکتی کیرتن بھی لکھئے اور کئی بھکتی تصانیف بھی مکمل کیا ان میں اہم یہ ہیں موہن ترنگنی، نلا چرترے۔ راما دھانیا چرترے اور ہری بھکتی سارا۔

بھکتی تحریک کے اثرات:

ہندو اور مسلم سماج میں موجود ضعیف الاعتقادی نظریے اور آپسی اختلافات کو دور کرتے ہوئے ہندو اور مسلم سماج میں باہمی بھائی چارگی اور آپسی محبت کو لانا ہی بھکتی مت کے اہم مقاصد تھے۔ ہندو سماج کے کئی نقائص کو مصلحین نے سدھارا، ہندوستان کے علاقائی زبانوں کا فروغ ہوا۔ اور ان کو دیسی زبانوں میں تحریر کر کے اشاعت کی گئی اور ان کا فروغ بھی کیا گیا۔ یہ تحریک ہندوستانی ثقافتی فروغ کا سبب بن کر ''کثیر ثقافتی سنگم'' کہلایا۔

یہ بھی معلوم کیجئے ۔ بھکتی پنتھ میں سنتوں نے اپنی خود کی زبان میں کیرتنوں کو لکھا اور اس سے غیر ملکی اور ہندوستانی زبانوں میں ملکی ادب کا فروغ ہوا۔ سُرداس نے ہندی میں ''سُرساگر''، تلسی داس نے رام چرت مانس لکھا۔ مرہٹی میں کیرتن کے ساتھ ساتھ معلوماتی گیان دیوتا کے گیانیشوری بھی تشکیل دی گئی۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کے ساتھ پر کیجیے۔

1۔ بھکتی کے معنے خدا کے ساتھ خالص ۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

2۔ راما نندا کے شاگردوں میں ۔۔۔۔۔۔۔ مشہور ہوئے

3۔ کبیر کے ماننے والوں کو ۔۔۔۔۔۔ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

©KTBS Not to be republished

4۔ چیتنیہ کے روحانی تعلیمات کے مجموعہ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

II. درج ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

1۔ کبیر کے تعلمات کیا ہیں؟

2۔ سکھ لوگ کون ہیں ان کی مقدس کتاب کونسی ہے؟

3۔ پرندر داس کی بھکتی سے متعلقہ خیالات کو بیان کیجئے؟

4۔ بھکتی تحریکات کے کیا اثرات ہوئے؟

III. سرگرمی

1۔ بھکتی مصلحین کی زندگی اور ان کی تاریخ جانئے۔

2۔ اپنے استاد کے ساتھ بحث کر کے مصلحین کی مکمل تفصیل حاصل کیجیے۔

IV. منصوبہ جاتی عمل

1۔ بھکتی مذہب کے مصلحین میں سے ایک کے بارے میں ایک مفصل منصوبہ تیار کیجیے۔

2۔ کنک داس، پرندر داس کے کیرتنوں میں چھپے اقدار کے بارے میں اساتذہ کی مدد سے بحث کیجیے۔

3۔ کنک داس اور پرندر داس کے کیرتنوں کی مشق کیجیے۔

***

©KTBS
Not to be republished

باب:7

عہد وسطیٰ کا یورپ

اس باب میں ہم درج ذیل نکات کو سمجھیں گے۔

- عہد وسطیٰ کے یوروپ کی صورت حال
- جاگیرداری طریقہ کا مطلب
- جاگیرداری طریقہ کے مختلف انداز
- جاگیرداری نظام کی خرابیاں
- جاگیرداری نظام کا خاتمہ

رومی حکومت کا زوال:

395 سن عیسوی تک کی عام رومی سلطنت کے بعد دو سلطنتوں کا وجو عروج ہوا۔395 سے 476 تک رومیولس اگٹیولس کے حکمرانیت سے برطرف کے بعد مغربی حکومت عروج ہوئی۔395 سے 1453 سن عیسوی تک مشرقی رومن سلطنت قائم تھی۔مشرقی رومن سلطنت کو بائجانٹین حکومت کے نام سے جانا جاتا تھا۔اس طرح سے 5ویں عام سن عیسوی سے 15 ویں صدی تک کے یوروپ کو عہد وسطیٰ کا یوروپ کہا جاتا ہے۔مغربی رومن سلطنت کے اختتام کے بعد سے عہد وسطیٰ کا یوروپ کی شروعات ہوئی۔عام طور سے ترکوں نے جب 1453 میں قسطنطیہ پر حملہ کیا اس سال کو عہد وسطیٰ کا آخری سال ماناجانے لگا۔

پہلے پہل تمام عہد وسطیٰ کو''تاریکی دور'' کہا جاتا تھا۔عہد وسطیٰ کو تین شروعاتی درمیانی اور آخری عہدوں میں بانٹا گیا ہے۔پھر شروعاتی دور کے طور پر نشاندہی کی گئی ہے۔اس شروعاتی دور کے پہلے مرحلے کو تاریکی دور کہا گیا۔

یونان کے شہری علاقوں کی طرح روم بھی پیاٹریشین نامی زمینداری طبقہ کے زیر نگران تھا۔تمام سیاسی حقوق کو'' سینٹ'' کے نام سے ہی موسوم کئے جاتے تھے روم کے غرباء کو''پلیبین'' کہا جاتا تھا۔اور ان کو کوئی بھی سیاسی حقوق نہیں تھے۔غلام گری کے نام سے راج کرنے والے غلامی حکمران اپنے غلاموں کو اپنی جائیداد کی طرح استعمال

©KTBS Not to be republished

کرتے تھے۔ غلام لوگوں کی محنت کو رائیگاں کرتے تھے اور غلام لوگوں کے کام مختلف اور خطرناک ہوا کرتے تھے ۔اپنے آقا کے حکم پر ہی کام کرنا تھا۔اور یہ ادب وتہذیب اور اُصولوں پر مبنی زندگی کا تصور صرف غلاموں کی محنت سے ہی ممکن تھا۔غلام محنت کرتے اور آقا آرام سے رہتے۔

رومی حکومت کے خاتمہ کے بعد یوروپ کا درمیانی عہد شروع ہوتا ہے۔ گریس (یونانی) رومیوں کے قابل فخر کارنامے ایک ہزار سال بعد کے یوروپ میں تہذیبی گراوٹ پائی گئی اس دور کو' تاریک دور'' کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کی تاریخ میں ہی نقل مکانی کا زمانہ ہے اس زمانے میں ہر ہر قوم کے عروج کے ساتھ جاگیرداری کا نظام جنم لیتا ہے۔

جاگیردارانہ نظام:

رومی حکومت کے خاتمہ کے بعد یوروپ کے کئی ایک ممالک کے سیاسی معاشی اور سماجی حالات ابتر ہوگئے روم کا شاچارل میانگے کے موت کے بعد صورت حال اور بگڑ گئی۔ طوائف الملوکی اور بدنظمی کا ننگا ناچ ہونے لگا۔ جان اور جائیداد کی حفاظت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس مشکل صورت حال میں جو سیاسی اور معاشی نظام مغربی یوروپ میں ظاہر ہوا اسی کو جاگیردارانہ نظام کہا گیا۔

سرگرمی: اپنے گاوں کے گرام (محاسب) حساب کتاب رکھنے والا سے ملاقات کر کے زمین کے مالکانہ حقوق سے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

جاگیردارانہ نظام طاقتور اور کمزوروں کے درمیان کا ایک عہد تھا جو طاقتور آدمی جاگیری زمین رکھتا اسے رئیس (NOBLE) اور زمین پر ملکیت رکھنے والے آدمی کو لکیت والا یا مالک (Vassal) کے نام سے پکارنے کی رسم پڑگئی۔ طاقتور زمین دار کمزور کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ملکیت دار کے ساتھ مقررہ خدمات بھی حاصل کرتا تھا۔

بنیادی طور پر جاگیردارانہ نظام ''لو اور دو'' کے اصول پر مبنی تھا عہد وسطی کے یوروپ کے ہر طبقہ میں اداروں اور تنظیموں میں اس نظام نے اپنے قدم جمائے مگر مشکل یہ تھی کہ اس نظام کا خاکہ اور صورتیں ایک ہی انداز کی نظر نہیں آتیں۔

جاگیردارانہ نظام سیاسی اور معاشی طور پر زمین کی حق ملکیت سے لیکر شروع ہوا۔ وسطی دور میں یوروپ کے ایک آدمی کی سماجی حیثیت اس کی ملکیت میں آنے والی زمین سے ہوتی تھی۔ لہٰذا اس کی آمدنی کا واحد ذریعہ زمین ہی ہوا کرتی تھی۔ عام طور پر اس وقت راجہ اپنے قبضہ میں آنے والی زمین کا مالک ہوتا بادشاہ نوبل لوگوں کو زمین تقسیم کرتا نوبل لوگ اپنے سے کم درجہ والوں میں زمین بانٹا کرتا۔ مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جاگیردارانہ نظام مقررہ خدمات حاصل کرنے کی غرض سے پیدا شدہ نظام تھا۔

©KTBS Not to be republished

جاگیردارانہ نظام کی نوعیت اور قسمیں:

جاگیردارانہ نظام کا خاکہ اور قسمیں (بادشاہ کے ساتھ عہد) قبضہ کی ہوئی زمین کو انعامی زمین کہتے تھے۔ اس نظام کی اہم ترین رسم و رواج شامل تھیں۔(investiture) اس قسم میں زمین کا مالک زمین پر کھیتی کرنے والے کو سونپتے ہوئے انصاف اور تحفظ بھی دیتا تھا۔ دوسری قسم میں (homage) وفاداری کا حلف لینا اس میں کاشت کرنے والا مالکانہ حقوق اور مالک کی خدمت کا حلف لیا کرتا تھا۔ مالکانہ لوگوں میں کئی درجے تھے۔ ان میں اہم ڈیوک، ارل بیارن اور نائٹس وغیرہ تھے۔ کاشتکار بقیہ لوگوں کی مدد سے کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ اس جاگیردارانہ نظام کے بقیہ لوگوں کو زندگی کی گذر بسر کے لیے ضرورت کے مطابق زمین ان کے کام کرنے کی مدت تک دی جاتی تھی۔ ان کو پیسوں کی شکل میں تنخواہ نہیں دی جاتی تھی۔

جاگیردارانہ نظام کے اثرات:

اس نظام کی سب سے بڑی خوبی اس کی آسانی تھی۔ آسانی اور تیار نظام بھی اسی کی دین تھی۔ آدمی کی حفاظت کا بھروسہ اس نظام میں دیکھا جاسکتا ہے زمین دار فوجی خدمات کے معاملہ میں کھیتی کرنے والے کے اوپر منحصر تھے۔ جس کی وجہ سے کاشتکار طبقہ کے من مانی کرنے کا معاملہ ختم ہوگیا۔ اقتصادی نظام میں قابل لحاظ ترقی پذیر تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ بربری قوتوں کو کچل دیا گیا۔ بنیادی طور پر آدمی اپنے حقوق کی بازیابی اور فرائض اس نظام سے حاصل کرنے لگا۔ اس کے علاوہ انگلینڈ، فرانس اور جرمنی میں ادب کے فروغ کے لیے اس نظام نے خوب بڑھاوا دیا۔ اس کی اگر خصوصی دین ہے تو اس کے اصولوں کی تشکیل ہے۔ ان اصولوں کی بنیاد پر زمین داروں نے تربیت حاصل کی۔ اس سے زمیندار عورتوں، کمزوروں کے مددگار اور عیسائی مذہب کے تحفظ کرنے والے بن گئے۔

اس نظام کے اثر سے اونچی ذات کے لوگ پیدا ہوئے۔ اونچی ذات اور زمینداروں کے درمیان لڑائی جھگڑے شروع ہوئے۔ اس مصیبت کی وجہ سے کاشتکار اور زمینداروں کے معاہدے ٹوٹ گئے۔ کبھی کبھی رئیسوں اور ان کے ماتحت رہنے والے بادشاہوں کے مابین مقابلے شروع ہوجاتے۔ بعض لوگ وطن کے غدار یا باغی بن جانے کے ساتھ اپنے علاقوں کے اتحاد کے لیے خطرہ بن گئے۔ عدالتی نظام میں مساوات نہ ہونے کی خرابی صاف نظر آنے لگی۔ ان سب سے بڑھ کر چرچ اور حکومتوں کے مابین جھگڑے پیدا ہو گئے۔

جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ:

14 ویں صدی میں آئے ہوئے امراض تقریباً 3.5 کروڑ آدمیوں کی موت کی وجہ بن گئے آبادی کا ایک تہائی حصّہ موت کی وادی میں پھنس گیا۔ اس حادثہ کو تاریخ میں ''سیاہ اموات'' کہا جاتا ہے۔ پلیگ کے مرض نے سارے

©KTBS Not to be republished

ماحول کو گھبراہٹ میں ڈال رکھا تھا۔ غذائی اجناس میں کمی نے زراعت پر گہرا اثر ڈالا تھا اور یہی غذائی پیداوار میں کمی کا باعث بنا حالات کو قابو میں لانے کے لئے جاگیرداروں نے کسانوں پر روایتی لگان عائد کرنے اور ہر طرف سماجی کہرام مچا ہوا تھا۔ یورپ میں بغاوتیں عام ہونے والی جاگیردارنہ نظام کے خاتمہ نے سرمایہ داری کے نظام کی یورپ میں بھی شروعات کی۔

پندرہویں صدی عیسوی میں کئی ایک واقعات اس نظام کے خاتمے کے سبب بنے انگلینڈ، فرانس اور اسپین میں پیدا ہوئے طاقتور شاہی خاندانوں کی وجہ جاگیرداری نظام کے محل ٹوٹنے کا سبب بن گئے۔

علاقائی زبانوں کے فروغ، قومی جذبہ، بادشاہوں کی بے لگام انتظامیہ کی زبردستی ٹھونسی گئی خواہشات اس کی تباہی کا سبب بن گئیں۔ بندوق کی طاقت ایک طرف اس کی تباہی کا سبب بنی تو دوسری طرف درمیانی عہد کی عیسائی مذہب کی لڑائیاں بھی کئی ایک نظاموں کی تباہی کا سبب بنیں۔ آگے چل کر یوروپ کے سدھار اور نشاۃ ثانیہ کے انقلابات خصوصاً جاگیردارانہ نظام کی کمزوری کے سبب بنے۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

1۔ یوروپ کی تہذیبی گراوٹ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا ہے۔
2۔ زمین کی ملکیت رکھنے والے کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا تھا۔
3۔ حق ملکیت رکھنے والے کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا تھا۔
4۔ زمین کی ملکیت پانے والے کمزور آدمی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا تھا۔

II. درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1۔ جاگیردارانہ نظام کسے کہتے ہیں؟
2۔ جاگیردارانہ نظام کی خوبیاں اور نقائص کی فہرست بنائیے۔
3۔ جاگیردارانہ نظام کے اثرات لکھئے۔
4۔ جاگیردارانہ نظام کے زوال کے اسباب لکھیے۔

III. جاگیردارانہ نظام کے متعلق ایک مضمون نویسی کا مقابلہ انعقاد کیجئے۔

***

©KTBS
Not to be republished

باب:8

جدید یوروپ

اس باب میں ہم درج ذیل نکات معلوم کریں گے۔

- نشاۃ ثانیہ کے اسباب اور نتائج
- جغرافیائی دریافت اور نتائج
- مذہبی اصلاح کے اسباب اور نتائج
- صنعتی انقلاب اور نتائج

5 ویں صدی میں قدیم یورپ کی مغربی رومی حکومت کو وحشی راج نے کچل دیا تھا۔ اسے حملوں سے تحفظ کے لئے رومن کیا تھلک اقوام نے پوپ کی رہنمائی میں آپس میں متحد ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چرچ نے عام آدمیوں کے دماغ میں ضیعف الاعتقادی نظریے کو پیوست کر کے اپنی برتری کو حاصل کرنا چاہا اس مکمل دور کو تاریک دور کہا گیا ۔کمزور حکمران اور جاگیر دار طاقتور بنتے گئے۔ یورپ کے اوسط اور نچلے طبقے کو اس دور میں مکمل طریقہ سے کچلا جاتا تھا۔ 15 ویں صدی کے شروعات سے یہ عہد ایک نئے عہد میں تبدیل ہونے لگا۔

نشاۃ ثانیہ (The Renaissance):

نشاۃ ثانیہ کا مطلب: دوبارہ جنم لینا یا دوبارہ ہوش میں آنا ہے۔ یہ یوروپ کے عہد وسطی کے آخر میں پیش آنے والے تمام عقلیت پسند تبدیلیوں کو مجموعی طور پر بتائے جانے والا لفظ کہا جا سکتا ہے۔ چودھویں اور پندرھویں صدی مغربی یوروپ کے فن، فن تعمیر، مذہب، فلسفہ، سائنس اور سیاسی معاملات کی ترقی کو بتاتی ہے۔ علم کے فروغ یا دوبارہ زندہ ہونے کی تحریک سب سے پہلے اٹلی میں شروع ہوئی۔ بعد میں یہ تحریک یوروپ کے دوسرے علاقوں میں پھیل گئی۔ اس لیے اٹلی کو ''نشاۃ ثانیہ'' کا میکہ کہا جاتا ہے۔

انگریزی لفظ Renaissance لاطینی لفظ Renaisstre سے ماخوذ ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے معنی دوبارہ جنم لینا یا نئی شروعات کے ہیں۔ لاطینی اور یونانی ادب نے نئی سوچ کو بیدار کیا اس ادبی معلومات کے مطالعہ کے بعد یورپی عام بہت ہی سادہ، معقول اور سچائی کے ماننے والے بن گئے۔ لوگوں نے تاریکی دور کو ختم کرتے ہوئے ایک نئے عہد میں قدم رکھا۔

©KTBS Not to be republished

نشاۃ ثانیہ کے اسباب:۔ عہدِ وسطیٰ میں اٹلی کا ایک الگ ثقافتی ورثہ تھا۔ مالدار اور رئیس شہر روم، وینیس اور چنیوا میں لاطینی ادب کے مطالعہ کا شوق رکھتے تھے۔ یورپ کے دیگر حملوں میں کئی مفکرین، مصورین، اسکالرس، روم میں مہاجروں کی طرح پہنچنے لگے۔

1) کئی مفکرین جیسے پیٹر، ایبلارڈ، روزادبیکن، جان وائکلف، اور دیگر نے کیتھولک چرچ کی توہم پرستیوں پر سوال کھڑا کئے اور یہ ہی شروعاتی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنا۔

2) 1453 میں عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے یوروپی تجارت کا مرکز کہلانے والے شہر پر اپنا اقتدار قائم کیا تب قسطنطنیہ کے ذہین مفکر اٹلی کو اپنے ادبی تصانیف کے ساتھ پہنچے اور یہ بھی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے۔

3) 1455 میں جرمنی کے گٹن برگ نے پرنٹنگ میشن ایجاد کی اور وہ ہی کئی کتابوں کی اشاعت کا سبب بنا اور معلومات کی تیز رفتار وسعت میں مددگار ثابت ہوا۔

4) راجاؤں، پادریوں اور مالداروں نے مفکرین کو سراہا اور ان کی امداد بھی کی۔ نکولاس سوم، پوپ لیو دہم۔ رانی ایلزبتھ اوّل نے مفکرین کو رہائشی امدادیں فراہم کی اور ان کے معلومات اور تخیّلات کو پھیلانے میں مدد کی۔

5) جدید جغرافیائی تحقیقات نے مشرق میں کئی مقامات کو آگے لایا اور انہوں نے دولت اور معلومات کو سامنے لایا وہی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنی۔

نشاۃ ثانیہ کی خصوصیات:

(1) نشاۃ ثانیہ کے دور کے لوگوں کے نظریات درمیانی عہد سے مختلف تھے۔ دنیا اور انسان سے متعلق لوگوں کے خیالات میں تبدیلی آئی۔ اسے ››انسان نوازی‹‹ کے نام سے پکارا گیا۔ انسانیت نواز نے نہایت عمدہ ادب کے طرف مائل ہوئے۔ انسانی زندگی سے متعلق کام کاج پر زور دینے کی کوششیں شروع ہوئیں۔

(2) نشاۃ ثانیہ کے دور کے انگریزی، اطالوی اور جرمن زبان میں لکھنے والوں کا ادب نہایت مالا مال ہوا۔

(3) اقتصادی اور سماجی زندگی میں انقلاب آیا۔ زرعی زندگی تجارتی اور صنعتی سرگرمیوں میں تبدیلیاں آئیں۔ سماجی تعلقات میں بنیادی طور پر فرق دکھائی دینے لگا۔

(4) نشاۃ ثانیہ کی اہم خصوصیت یہ کہ عوام نے اعلیٰ تہذیب سے اپنا لگاؤ ظاہر کیا۔ جو سب سے بہتر ہے اسی کو اپنانا اپنا پیشہ بنالیا۔ اس کو ’عمدہ اپنانا‘‘ کہا گیا۔

(5) نشاۃ ثانیہ کے آثار سب سے پہلے اٹلی میں دکھائی دینے لگے اس کی وجہ یہ کہ یونان اور رومی علما ہجرت

©KTBS Not to be republished

کر کے اٹلی میں مقیم ہو گئے تھے۔

نشاۃ ثانیہ کا ادب: اٹلی کئی ایک عظیم ادیبوں کا مسکن تھا۔فرانس، انگلینڈ، جرمنی اور اسپین جیسے ممالک کے ادیبوں نے ادب کے دریا بہائے تھے۔اس دور کے ادب کا مغز مذہب نہ ہو کر دینوی معاملات تھے۔انسانی جسم، مقوی بدن وغیرہ موضوعات پر لکھا گیا۔لاطینی زبان کے بدلے یوروپ کی علاقائی زبانیں استعمال ہوئیں۔

پیٹرارک (1304 سے 1374) صدی عیسوی:

پیٹرارک

پیٹرارک کو نشاۃ ثانیہ کا باپ کہا جاتا ہے۔اس نے تقریباً دو سو لاطینی اور یونانی مخطوطات کو جمع کیا۔''آفریقہ'' اس کی مشہور نظم ہے۔یہ لاطینی زبان میں ہے۔کئی ایک گیت اور سانیٹ لکھنے کی وجہ سے کافی مشہور ہوا۔انسان جو اس دنیائے فانی میں اپنے سکھ اور دکھ دیکھتا ہے اس پر انتہائی گہری سوچ پیٹرارک کی نظموں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

بوکاشی یو نے اطالوی زبان میں سو حکایتوں کا مجموعہ ڈے کا مے ران دانتے کا تحریر کردہ ''ڈی وائن کامیڈی'' ''انگلینڈ کے چاسر کا لکھا'' یا نٹر بری ٹیلس'' ''اسپین کے سرو انٹس کا لکھا ڈان کیو کیا سٹ'' انگلینڈ کے تھامس مور کا تحریر کردہ ''یٹوپیا'' اور انگلینڈ ہی کے شکسپیئر جو کہ ایک مشہور شاعر اور ڈرامہ نگار تھا اس نے کئی ایک مشہور المیہ وطربیہ ڈرامے لکھے۔لندن میں قائم شدہ سینٹ پال مدرسہ میں یہ نئے علم کی تعلیم ہی کے لیے خاص تھا۔

نشاۃ ثانیہ میں فن (فن تعمیر اور فن نقاشی):

نشاۃ ثانیہ کے دور کی تصویر

اس زمانے میں فن نہایت آسان اور فطری تھا۔دیو مالائی شخصیات خدا کا بیٹا عیسیٰ اور اس کے شاگردوں کو عام انسانی جذبات کے ساتھ تو تصویروں میں ابھارا گیا۔مذہبی اصلاح نے یوروپ میں دوسرا راستہ ہی اختیار کر لیا اور مذہبی ماحول گندہ ہو گیا۔ یوروپ کے سارے لوگ مذہبی عقائد پر جانیں مذا کر دیں یا پھر قید خانے میں ڈال دئے گئے یا پھر ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔رومن کیتھولک نے جہاں ان کے

©KTBS not to be republished

اثر ورسوخ زیادہ تھا وہاں پروٹسٹنٹوں کو تکالیف دینی شروع کیں۔ جس کے جواب میں مذہبی اصلاح کے لیے حکومت کی امداد ملنے والی جگہوں پر پروٹسٹنٹوں نے کیتھولک عقیدہ والوں کو تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ تیس سالہ طویل جنگ کیتھولک اور پروٹسٹنٹوں کی دشمنی اور جدوجہد اسی کا نتیجہ تھی۔

16 ویں صدی میں اٹلی میں کئی مصوروں نے جنم لیا مائیکل اینجلو کا آڈم اور فائنل ڈیٹیشیشن، لیونارڈو ونچی کا لاسٹ سپر، اور مونالیسہ، رافہ کا سسٹن ماڈونا اور ٹیٹان کا اسمیشن آف دی ورجین اہم مصوری شاہکار تھے۔

نشاۃ ثانیہ کے دور میں سائنس (جدید سائنس کا جنم):

کیپلر

نشاۃ ثانیہ کے زمانے ہی سے نئی سائنس جنم لیتی ہے۔ سائنس نے مذہبی خیالات کو پرے رکھ کر نئی تحقیقات کی اشاعت کی۔ انسان سے متعلق حاصل ہونے والی معلومات اس زمانے میں نئی نئی دریافتوں مان لیا کرتے تھے۔ ضرورت کے مطابق اور سوال کرنے کا جذبہ پیدا نہ ہونے پائے اس انداز سے سائنس تجربات بڑھنے لگے۔ فرانسس بے کن نے قدیم سائنسی نظریات کو مکمل یا پختہ تسلیم کرنے سے پہلے سوال کرنے کے موضوع کو پیش کیا۔ پولینڈ کے کوپرنیکس نے یونان کے ٹالے میا کے زمینی مرکز کے دعویٰ کو چھوٹا قرار دے کر سیاروں کا شمسی مرکز کے فلسفہ کو پیش کیا۔

کیپلر: کیپلر جرمن کا ایک سائنسدان تھا۔ اس نے کہا کہ سیارے سورج کے اطراف بیضوی شکل میں گھومتے رہتے ہیں۔

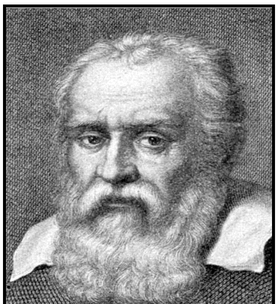
گیلی لیو

گیلی لیو:۔ گیلی لیو نے دوربین ایجاد کی۔ کوپرنیکس نے خیالات کی تائید کی۔ اسے روم کو بلا کر چرچ کے عتاب کا شکار ہوا۔

©KTBS Not to be republished

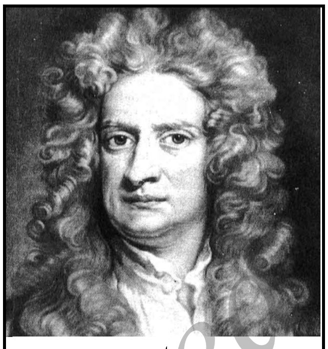

نیوٹن

نیوٹن: نیوٹن نے کشش ثقل کے اصولوں کو دریافت کیا اور کہا کہ سارے سارے سیارے کشش ثقل کی وجہ سے دوہرے موڑ والی حرکت والے ہیں۔علم کیمیا،علم طب اورعلم الابدان کی تشریح میں زیادہ دلچسپی دکھائی گئی۔ آنڈریویس وسالی یس نے جراحت کے ذریعہ ڈھانچے ،گوشت کے اعصاب، دماغ،نظام ہاضمہ اوراعضائے تناسل پرموثر علاج کئے جاسکنے کے بارے میں علم الابدان پر سائنسی کتاب لکھی۔

نشاۃ ثانیہ کے اثرات:۔

1) یورپ کے تاریکی دورکونشاۃ ثانیہ نے ختم کیااورجدید معلومات کی راہ کھولی۔

2) مذہبی اصلاحی تحریک میں بھی نشاۃ ثانیہ نے ایک نیاراستہ دکھلایا۔انسانیت کی بنیاداورانفرادی آزادی کو کیتھولک چرچ کے استحصال سے آزادکیا۔

3) ادب وفن اورمصوری اورسائنس میں کئی وسیع تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

4)انسانی شعوراوربیدارنے انسانی دلچسپی کوجنم دیااوران دلچسپیوں نے جغرافیائی دریافتوں کے لئےسہولت بنائی۔

5) کئی یوروپی زبانیں اطالوی،فرانسیسی،جرمنی،انگریزی اوراسپانیش نے اپنی نشوونما پائی۔

جغرافیائی دریافتیں:۔ سولہویں صدی عیسوی کو’’جغرافیائی دریافت کا زمانہ‘‘ کہا جاتا ہے۔عہدوسطی کے اختتام تک یوروپین کوجغرافیائی علم اس قدرحاصل نہ تھا۔ بعدکی تبدیلیوں سے یوروپین لوگوں نے دنیا کے کئی ایک مقامات سمندری راستہ تلاش کرلیا۔ نئے براعظم شمالی امریکہ،جنوبی امریکہ اورآسٹریلیاوجودمیں آئے۔

جغرافیائی دریافت کے اسباب:

(1)1453صدی عیسوی میں تُرکیوں نے کانسٹ ٹانٹی نوپل نے جب شہر پرقبضہ کرلیا مشرقی اورمغربی حصہ پرتجارتی دروازے کے کھلنے کے برابرہوگیا۔اس کی وجہ سے ہندوستان سے منگوایا جانے والا سالن کا سازوسامان سے زیادہ فائدہ ترکوں کے حصہ میں آیا۔جس کی وجہ سے یورپین لوگوں کوہندوستان جانے کانیاسمندری راستہ تلاش کرنا ہی پڑا۔

(2)اسپین اور پرتگال جیسے مما لک کے سمندری تاجرعرب لوگوں کے مقابلے کاارادہ کیا۔

(3) نئے ملکوں کودریافت کرنے سے عیسائیت کی اشاعت کی راہ ہموار ہوسکے گی۔

©KTBS Not to be republished

(4) مغربی ممالک کی طرف سمندری سفر کے مہم پر ہاتھ ڈالے یوروپین لوگوں میں ایک نیا جوش پیدا کیا۔

(5) ملاحوں کے قطب نما اور اسطرلاب اوزار ملاحوں کے سمندری سفر میں رہنمائی کرتے نقشے اور زمینی نقشے ان کے ہاتھ آئے۔

(6) مارکو پولو نے ہندوستان اور چین کی دولتمندی کو اپنی کتاب ٹراولرس آف مارکو پولو میں سمجھایا اور اِسی کتاب نے یورپی ممالک کی سیاحت کو لائق بنایا۔

اسطرلاب	قطب نما
ملاح لوگ کے منزل کی دوری اور راستہ دریافت کرنے کے لیے ایجاد کردہ آلہ	سورج سیاروں اور ستاروں کے زمینی سطح کی دوری اور وقت بتانے والا آلہ

جغرافیائی کھوج:

عہد وسطی کے بعد زمین کی تلاش میں مصروف اہم ممالک پرتگال اور اسپین ہیں۔ ملاح ہنری کے بھیجے ہوئے ملاح لوگ ایک لمبی مدت تک بھاگ دوڑ کر کے آفریقہ کے براعظم مغربی ساحلی علاقہ بہت حد تک جنوبی علاقے تک تلاش کیا۔

بھارتالومیوڈیاس نامی ملاح آفریقہ کے جنوبی حصہ تک پہنچ کر اسے » گڈ ہوپ زمینی سرا« کہا 1498 سن عیسوی میں واسکوڈی گاما آفریقہ کے گڈ ہوپ زمینی سرا کو گھومتے ہوئے ہندومہاساگر کو پار کرتے ہوئے ہندوستان کے کالی کٹ پہنچ گیا ہندوستان کے راستے سے ہندوستان پہنچنے کا یوروپی لوگوں کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔

©KTBS
Not to be republished

دنیا کا نقشہ (نئے سمندری راستے):

پرتگالی کبرال کے ساتھ 1500 عیسوی میں برازیل پہنچے بل بھوواپناما کے تنگنائے کے قریب ایک پہاڑ پر چڑھ کر مغرب کی طرف ایک وسیع وعریض سمندر دیکھا۔ یہی پسیفک (بحرالکاہل) ہے۔ ایک اور ملاح جو کہ پرتگال تھا فرڈی نانڈ میگالن سرے کا چکر لگانے والا پہلا شخص تھا۔ تقریباً پانچ مہینے سفر کرتے ہوئے 1520 عیسوی میں جنوبی امریکہ پہنچا۔ وہاں سے ہندومہا ساگر کے ذریعہ فلپائن پہنچا۔ ایک جہاز آج کے انڈونیشیا کے جزیروں کے درمیان سے ہوتا ہوا زمین کا پہلا چکر کاٹکر ''کیپ آف گڈ ہوپ'' کے راستے سے اسپین کو پہنچا۔

جنیوا کا شہری ملاح کرسٹوفر کولمبس اسپین کے بادشاہ کی مدد سے 1492 عیسوی میں اٹلانٹک سمندر پار کرتے ہوئے ویسٹ انڈیز (غرب الہند) بہاما کے جزیرے کو پہنچا۔

آپ کو معلوم رہے:

اے ریگو ویسوپس نامی شخص نے امیزون ندی کا دہانہ کھوج کر یہ ایک نیا براعظم ہے بتایا۔ اسے امریکہ کا نام پڑا۔

©KTBS Not to be republished

زمینی کھوج کے اثرات:

(1) نئے دریافت شدہ علاقوں میں نوآبادی اور حکومت بنانے کے لیے یوروپی ممالک کے درمیان مقابلہ شروع ہوگیا۔ امریکہ آفریکہ اور ایشیا کے ملکوں میں تجارت کے لیے آپس مقابلہ شروع ہوگیا۔ مفتوحہ ممالک پر تجارتی اجارہ داری قائم کرنے کی راہ ہموار ہوئی۔

(2) یورپ کا مکمل معاشی نظام تبدیلیوں میں تھا۔ اٹلی اور جرمنی کی مقبولیت میں کمی ہونے لگی۔ فرانس اور انگلینڈ طاقتور بننے لگے اور اپنی عظیم سلطنتیں بنانے لگے۔

(3) یورپی ممالک انگلیند اور فرانس نے امریکہ اور ہندوستان میں اپنے نئے مارکیٹ بنائے انہیں مقامات پر نوآبادیات قائم کر کے زائد منافع کمایا۔

(4) عیسائی مبلغین دنیا میں ہر طرف پھیل کر عیسائی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی۔

(5) جغرافیائی دریافتوں نے مشرق اور مغرب میں اپنے خیالات اور تصورات کو بانٹنے لگے جس سے جدید معلومات کی آگہی ہوئی۔

(6) میگلان کی مدد سے عملی طور سے یہ ثابت ہوگیا کہ زمین گول ہے۔

(7) شمالی امریکہ نے آفریقی غلاموں کو معاشی ترقی کے لئے استعمال کیا اور غلاموں کی خرید و فروخت کا دور شروع ہونے لگا۔

مذہبی و اصلاحی تحریک:

سولہویں صدی میں یوروپ میں پیدا ہونے والے سب سے بڑے مذہب کی تحریک رومن کیتھولک چرچ کی اجارہ داری پر اٹھے باغیانہ سوال ہی مذہبی اصلاح ہے۔ غالبا عہد وسطی کے اداروں میں چرچ سب سے بڑا تھا۔

مذہبی اصلاح نے نئے زمانے کے طلوع ہونے کا اعلان کر دیا۔ مارٹن لوتھر کے شروع کردہ مذہبی تحریک مذہبی اصلاح کا نام حاصل کرلیا۔ یہ تحریک عیسائی مذہب میں پروٹسٹنٹ عیسائیت کا نام لیا۔ اس تحریک کی کئی ایک وجوہات تھیں۔

(1) کئی ایک عیسائی راہب پوپ (پادری) ترک دنیا کی زندگی نہ کرتے ہوئے مجازی عیش وعشرت والی زندگی میں مشغول تھے کئی ایک غیر اخلاقی حرکتوں میں ملوث تھے۔ پوپ (پادری) مذہبی اصلاح کو بھول کر سیاست میں دلچسپی لینے لگے اٹلی کے بوکا شیو ہالینڈ کا اِراس مس انگلینڈ کا جان وی کلف نے ان کاموں کی خدمت کی۔

©KTBS Not to be republished

(2) پجاریوں کی جماعت میں سارے کے سارے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ چرچ کے اعتقادطور طریقوں پر تنقید کرنے والوں کے خلاف مقدمہ دائر کر کے جیتنے کی صلاحیت تک نہ تھی۔

(3) عہدِ وسطی میں پادری اور بادشاہ کے درمیان چلنے والے جھگڑوں سے بادشاہ کی عزت و ناموس کو دھکہ لگا۔

(4) ملکی جمہوریتوں کو بڑھاوا ملا اور طاقتور بنیں۔ ان ریاستوں کے اندرونی معاملات میں رومن کیتھولک چرچ یا پادریوں کی مداخلت کو پسند نہیں کیا۔

(5) نئی روشنی سے پیدا ہونے والی سائنسی نظر اشتیاق یوروپیوں میں اسے مذہبی معاملات پر بھی لاگو ہوسکتی ہیں کے فیصلہ پر آنے والے بن گئے۔

(6) بائبل (انجیل) جو بنیادی طور پر یونانی زبان میں تھی اسے دیگر زبانوں میں منتقل کرنے (ترجمہ کرنے) پر بھی چرچ والوں نے اعتراض کیا۔

مارٹن لوتھر 1546-1483 صدی عیسوی:

مارٹن لوتھر

مارٹن لوتھر نے جس مذہبی تحریک کو شروع کیا تھا اسے مذہبی اصلاح کا نام دیا گیا۔ مارٹن لوتھر نے کیتھولک چرچ کی تعلیمات کو مسترد کر دیا۔ 1517 میں اس نے گناہوں کے معافی نامہ کی فروخت کے خلاف چرچ والوں سے اپنے اختلافات کی اشاعت کی۔ کتھولک چرچ کا کہنا تھا کہ عوام سے ہونے والی خطاؤں پر سزا کم کرنے کا حق پادریوں کو خدا کی جانب سے دیا گیا ہے۔ یسوع مسیح اور پادریوں کی جانب سے ہونے والے اچھے کام کی بنا پر ان کو یہ حق دیا گیا ہے۔

اس طرح سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگنے کے لیے آدمی خود ہی اچھے کام کرتے رہنا ہوتا تھا لیکن کئی ایک موقعوں پر ایسا نہ کرتے ہوئے چرچ کے لیے پیسہ وصول کرنے کا طریقہ اپنا کر ایسی خطاؤں کی معافی دی جاتی تھی۔ خطاؤں کا معافی نامہ چرچ والوں کی جانب سے فروخت کرنے پر سخت ترین اعتراض کیا۔ مارٹن لوتھر کے پیروکاروں کو ''پروٹسٹنٹ'' کہا جانے لگا۔ جرمنی کی آبادی میں تقریباً نصف آبادی پروٹسٹنٹوں کی تھی۔

سب سے پہلے اس کا آغاز انگلینڈ میں ہوا۔ بعد میں یہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں پھیل گئی۔ انقلاب کے معنی عام طور پر سیاسی حلقوں میں تیزی کے ساتھ اور تشدد برپا کرنے والی تبدیلیاں مانی جاتی ہیں لیکن انگلینڈ کے صنعتی انقلاب میں اس قدر تیزی اور تشدد تبدیلیاں تو نہیں ہوئیں۔ تبدیلیاں نہایت سست رفتار، ترتیب وار اور مسلسل ہوتی

©KTBS Not to be republished

رہیں۔مگر وہ وسعت والی شاندار تبدیلیاں تھیں۔

مذہبی اصلاحات کے نتائج:

(1) مذہبی اصلاح کے نتیجہ میں عیسائی دنیا کی وحدت پر چوٹ آئی۔عیسائی کی مذہب خاص کر تین تین شاخوں میں بٹ گیا وہ ہیں۔1۔کیتھولک چرچ 2۔آرتھوڈکس چرچ 3۔پروٹسٹنٹ چرچ۔

(2) یوروپ کے اکثر ممالک کے بادشاہاں پادریوں کی گرفت سے آزاد ہوگئے۔

(3) مذہبی اصلاح قومی جمہوریت کے فروغ کا سبب بنی۔

(4) چرچ کی ضبط شدہ دولت اقتصادی حالت کی ترقی کے لیے استعمال ہونے لگی۔

(5) قومی جذبات اور زیادہ طاقتور بن گئے اور یوروپ کے بادشاہ مذہبی اعتبار سے برداشت کو قبول کرلیا۔

(6) اس تحریک سے ادبی حلقہ بھی فروغ پایا۔مقامی زبانیں یوروپیوں کے دل ودماغ پر اثرانداز ہونے لگیں۔

(7) کیتھولک چرچ میں سدھار آیا وہی آگے چل کر اصلاح دوم کی تحریک میں بدل گیا۔

اصلاح دوم کی تحریک (جوابی اصلاح کی تحریک):

پروٹسٹنٹ طبقہ بہت جلد زود اثر ہوکر ہر جگہ پھیلنے لگا۔اس پر کیتھولک طبقہ میں بیداری ہوئی اور اس نے اپنے روایات کو برقرار رکھ کر اصلاحات کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اسے اپنے ہی اندر تلاش کرنے لگے۔ پروٹسٹنٹ کا نظریہ عوامی توجہ کو نتیجہ خیز انداز میں اثر پذیر ہوا۔ یہ واقعہ بھی رومی چرچ کے وجود کے قائم رکھنے میں زبردست نقصان کا باعث بنا۔ چرچوں کے مفاد کی خاطر کچھ نہ کچھ کرنا نہایت ضروری ہوگیا۔ایسی ضرورت ہی جوابی اصلاح کی تحریک کے جنم کا باعث بنی۔ پروٹسٹنٹ کی ترقی کی روک کر رومن چرچوں کو ہونے والے نقصانات کی بھر پائی کرنا ہی اس تحریک کا مقصد تھا۔لہذا چرچوں کی اندرونی اصلاحات کرتے ہوئے ساری مشکلات کا حل تلاش کرنے کی کوشش ہوئی۔اقتدار کے غلط استعمال کو روکنے کا انتظام ہوا۔چرچوں کے انتظامی طور طریقوں کو درست کیا گیا۔

اس جوابی اصلاح کی تحریک کا قائد ایک اسپینی مالدار شخص اگنی شیس لیولا تھا۔اس نے 1540 عیسوی میں جیسس سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔اس کی اہم کوشش تھی کہ رومن چرچ کو اقتدار اور گم شدہ شان وشوکت دوبارہ حاصل ہوجائے اس تنظیم کے پیروکاروں کو بہترین تعلیم اور تربیت دیتے ہوئے سماجی خدمات ہی کے لیے اپنی زندگی وقف کردینا ہی اس کا مقصد اولین بن گیا۔

©KTBS Not to be republished

چرچ کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تحقیق کے بعد سزا دینے کو »انکیوزیشن« نامی مذہبی تحقیقی نظام 1542 عیسوی میں جاری ہوا۔اس کے علاوہ کیتھولک پروٹسٹنٹ مذہب کو اختیار کر لینے کی عادت ختم ہوگئی۔

صنعتی انقلاب:

صنعتی انقلاب:۔نوآبادی نظام کے قیام کی وجہ سے تجارت خصوصا تیار شدہ اشیا کی مانگ بڑھنے لگی زیادہ مانگ کو پورا کرنے کی اہل نہیں تھی۔اسی موقعہ پر عقلیت پسند بیداری پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ منافع خوری کی امید بھی بڑھ گئی۔ان نکات کی وجہ سے صنعتوں میں لگے ہوئے کئی افراد میں پیداواری طریقوں کو اور بہتر بنانے کا جوش پیدا کیا۔ اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں نئے طور طریقوں نے صنعت اور حمل ونقل کے میدان میں تبدیلی یا انقلاب پیدا کیا۔ 1760 سے 1830 تک صنعتی حلقوں میں پیدا ہونے والی کئی ایک تبدیلیاں ''صنعتی انقلاب'' کہلائیں۔

1760 عیسوی سے پہلے انگلینڈ زراعت پیشہ ملک ہونے پر اونی کپڑے اور سوتی کپڑوں کی صنعتی ترقی کافی حد تک تھی۔جیسے جیسے بیوپار بڑھتا گیا تیار شدہ اشیا کی مانگ بڑھنے لگی۔مگر مانگ کے مطابق پیداوار نہیں ہو رہی تھی۔ دستکار طبقہ کے لوگ خام اشیا کے اوپر زیادہ سرمایہ لگا کر پیداواری طریقہ میں تیزی لا نہیں سکتے تھے۔لہذا چند ایک سرمایہ داران دستکاری مزدوروں کو مزدوری پر رکھ کر ان کو خام اشیا دیتے ہوئے ان کے کارخانوں جیسے بڑی بڑی عمارتوں میں کام کرنے کا موقعہ دیا۔یہی طریقہ آگے چل کر کارخانوں کی بنیاد کا سبب بنا۔کارخانوں کے مالک یہاں کی تیار شدہ مصنوعات کو فروخت کر کے زیادہ منافع کمانے کے باوجود یہاں کے کاری گر اور دوسرے مزدور طبقے کے لوگ غریب ہی رہے۔

(1) نشاۃ ثانیہ کے دور کے سائنسی دریافتیں جو انگلینڈ میں ہوئی ہیں۔وہی صنعتی انقلاب کا نتیجہ بن کر ابھریں۔

(2) یورپ کے وہ ممالک جو اپنے نوآبادیات سے منافع حاصل کئے تھے وہی منافع کو صنعتوں میں لگائے اور وہی انقلاب بن کر ابھرے۔

(3) آبادی اور یورپی ممالک کے ذائقہ میں جس طرح بڑھوتری ہوئی اور صارفی اشیاء میں جس طرح اضافہ ہوا وہ ہی دریافتوں کا سبب بنا۔

(4) سیاسی استحکام بہترین بحری راستے اور قدرتی وسائل نے بھی صنعتی انقلاب کا راستہ ہموار کیا۔

(5) یوروپی تکنیکی ماہرین اور ہل مزدوروں نے یورپ کے ملک انگلینڈ میں مقیم ہو کر صنعتی انقلاب میں حصہ لیا۔

©KTBS Not to be republished

صنعتی انقلاب سب سے پہلے انگلستان میں شروع ہوا اور دوسرے ممالک میں بھی پھیلنے لگا۔ عام طور سے انقلاب کے معنی تیز رفتار تشددی اور گہری سیاسی تبدیلی کے ہیں لیکن صنعتی انقلاب نے نہ کوئی تشدد اور تیز رفتار تشددی تبدیلیاں نہیں ہوئیں۔ وہ وسیع پیمانے پر پھیلنے لگی۔

1760 عیسوی سے 1830 عیسوی کی مدت میں انگلینڈ میں کپڑوں کے تیار کرنے کی صنعت میں نہایت اہم تبدیلی آئی۔

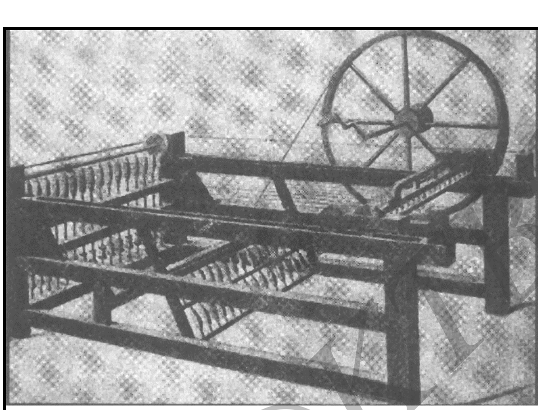

نشاۃ ثانیہ کے دور کی تصویر

سولھویں صدی میں اٹلی میں کئی ایک فن کار تھے۔ مائیکل انجیلو، راجیل، لیونارڈ، ڈا۔ ونچی اور ٹی ٹی یان اہم فنکار تھے۔ مائیکل انجیلو کی ''آدم اور آخری فیصلہ'' لیونارڈ ۔ڈا۔ونچی کی ''لاسٹ سپر''، اور مونالیزا رافیل کی ''سسٹائن میڈونا'' اور ٹی ٹی ین کی ''ازمپشین آف دی ورجن'' اہم بولتی تصویریں تھیں۔

1764 میں جیمس ہارگریوس نے اسپننگ جینی (سوت کاتنے والی مشین) دھاگے کی مشین دریافت کی۔

چند سالوں بعد رچرڈ آرکرائٹ نے سوت کاتنے والی مشین کو اور بہتر بنایا اور 1769 میں اس نے پانی کا دریافت کیا۔

1779 عیسوی میں سیموئیل کیامپٹن نامی نے » میول « نامی مشین تیار کیا۔ جان کے نامی شخص سے ایک جانب سے دوسری جانب چلنے والے نعل دریافت کیا۔ 1785 عیسوی میں وڈ منڈ کارٹ رائٹ نامی شخص نے پاؤرلوم نامی بننے والی مشین ایجاد کی۔ اس کی وجہ سے زیادہ کپڑے کم وقت میں بنانا ممکن ہوا۔

1793 عیسوی می یلیوٹنا نامی شخص نے کاٹن جن نامی مشین دریافت کیا۔ یہ ساری ایجادات، کاتنے، بننے اور کپاس سے بیج نکالنے اور پیداوار میں تیزی لانے کا سبب ہوئیں۔

بھاپ سے چلنے والی مشینوں کی دریافت صنعتی انقلاب میں مزید ایک سنگ میل ثابت ہوئی۔ 1705 عیسوی میں تھامس میاکومس نے ایک بھاپ کی انجن دریافت کیا 1774 مین جیمس ویاٹ نامی شخص نے اس بھاپ کے انجن کو مزید بہتر بنایا۔ 1801 میں رچرڈ ٹرے وے تھک نامی شخص نے ویاٹ کی بھاپ سے چلنے والی مشن کی ریل گاڑی

© KTBS Not to be republished

سے جوڑ کر رستے پر چلنے والا بنا دیا۔اس کے بعد پڑیوں پر چلنے والی خود کار بھاپ کا انجن دریافت کیا۔جارج اسٹیون سن نے 1815 میں اسباب کے حمل ونقل کی ریل گاڑی دریافت کیا۔انگلینڈ کے سواک ٹن اور ڈارلنگ ٹن شہروں کے درمیان مسافروں کو لے جانے والی ایک ٹرین اور لیور پول اور میانچسٹر کے درمیان صنعتی پیداوار کی حمل ونقل والی ریل کا راستہ بنایا گیا۔

1801 میں ولیم سی منگ ٹن نامی امریکی واڈسن نامی انجن ایک کشتی کو لگا کر اسے چلنے کے قابل بنایا رابرٹ پلٹن نامی ایک اور امریکی ایک اور بھاپ والی جہاز تیار کیا۔

نتائج:

1) صنعتوں میں کئی ایک تبدیلیاں ہونے کی وجہ سے مشینوں کی مانگ بڑھنے لگی۔
2) صنعتی انقلاب کی وجہ سے اقتصادی اور سماجی حلقوں میں کئی ایک تبدیلیاں رونما ہوئیں۔
3) نئی نئی صنعتیں شروع ہوئیں۔ پیداواری خرچ کم ہوا ضروریات زندگی کم قیمتوں پر دستیاب ہونے لگیں۔
4) گھریلو صنعتیں بڑے پیمانے کے کارخانوں سے مقابلہ بن کر ہی رہے۔
5) قریوں سے لوگوں نے شہروں کا رخ کیا۔
6) سماج میں سرمایہ دار طبقہ کا عروج ہوا مالک ومزدور کے مابین تعلقات بگڑ گئے اور طبقہ واریت کا ٹکراو شروع ہو گیا۔

مشقیں

I. درج ذیل خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کے ساتھ پر کریں۔

1۔ نشاۃ ثانیہ کے معنے ۔۔۔۔۔۔۔
2۔ نشاۃ ثانیہ کا باپ ۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا ہے۔
3۔ مارٹن لوتھر کے پیرو کاروں کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا گیا۔
4۔ جوابی اصلاح کی تحریک کا لیڈر ۔۔۔۔۔۔تھا۔
5۔ اسپننگ جینی مشین کی دریافت کرنے والا ۔۔۔۔۔۔

©KTBS Not to be republished

II. درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے۔

1۔ مذہبی اصلاحات کے نتائج کون کونسے ہیں؟

2۔ جغرافیائی دریافت کے اسباب کے نکات لکھیے۔

3۔ لیونارڈ ڈیونسی کی اہم پینٹگس کون کونسی ہیں۔

4۔ نشاۃ ثانیہ کے زمانے میں ادب کے فروغ کی مثالیں دیجیے۔

5۔ صنعتی انقلاب کے نتائج بتایئے۔

III. سرگرمیاں

1۔نشاۃ ثانیہ کے دور کے سائنسدانوں کے متعلق اساتذہ سے معلوم کیجیے۔

2۔صنعتی انقلاب کے دوران دریافت شدہ مشینوں کی تصاویر جمع کیجیے۔

IV. منصوبوں کا عمل

1۔ نشاۃ ثانیہ کے دور کے فنکاران کی تحریریں جمع کرتے ہوئے ایک منصوبہ تیار کریں۔

2۔ سائنسدانوں اوران کی دریافتوں کی فہرست تیار کیجیے۔

3۔ اپنے مدرسہ کے آرٹس ٹیچرس کے ساتھ بحث کرتے ہوئے آج کے مختلف فن کاروں کے حالات زندگی جمع کیجیے۔

4۔ یوروپی سائنسدانوں سے پہلے ہندوستان کے سائنسدانوں اوران کی دریافتوں کی ایک فہرست بنایئے۔

***

©KTBS Not to be republished

باب-9

انقلاب اور قومی جمہوریت کا فروغ

- قومی جمہوریت کا ظہور اور فروغ
- امریکی جدوجہد آزادی کے اسباب اور نتائج
- فرانس کے عظیم انقلاب کے اسباب
- اٹلی اور جرمنی کا ایک ہونا

جدید دور کا ظہور قومی بادشاہت کے عروج کی علامت تھی۔ فرانس، جرمنی اور اٹلی جیسی ریاستوں کی تشکیل کے لیے کوئی منطقی بنیاد نہیں تھی۔ وہ شہنشاہیت سے لے کر شہر اور ریاستوں تک الگ الگ حیثیتیں رکھتی تھیں۔ ان ریاستوں میں رہنے والے لوگ ایک ہی قسم سے تعلق رکھنے والے نہیں تھے۔ ان کی قومیت الگ الگ تھی۔ الگ الگ زبانیں بولا کرتے تھے اور ساتھ ہی مختلف اور جداگانہ تہذیبیں رکھتے تھے۔

جاگیردارانہ نظام کے خاتمہ کے بعد انعامی زمینات کے مالکوں کی سیاسی قوت بھی کم ہوگئی۔ اس لیے یوروپ کے کئی ایک بادشاہ انعامی زمینات کے مالکوں کے اوپر رہنے والے اپنا انحصار کم کرتے ہوئے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے کئی ایک بادشاہان خدائی حقوق (Divine Right) پر اعتقاد رکھتے ہوئے اپنے شہریوں کو جواب دہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ایسا سمجھ بیٹھے تھے۔

درمیانی طبقہ بھی اپنے مفاد کی خاطر بادشاہوں کی تائید کرتے اور قومی جمہوریت کے آغاز اور ترقی میں اہم کردار ادا کرنے لگا۔ حد سے زیادہ موثر قومی جذبہ یا حب الوطنی اپنے ہی طرز کا اچھا اور برا انجام لئے ہوئے تھا۔ ان ملکوں نے جاگیردارانہ نظام کے زمانے میں چلی آرہی عدم رہبریت کو ختم کر ڈالا۔ وہ سب ایک ہی طرز کی تہذیب کے حامل ہوتے ہوئے لوگوں کو ایک بادشاہ کے زیر اقتدار سب کو جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

ملک اور ممالک کے درمیان جھگڑا اور مقابلہ شروع ہوا۔ امریکہ اور براعظم ایشیا میں تجارت اور نوآبادیت کو قابو میں رکھنے کے لیے لڑائی اور جنگوں کے مواقع فراہم کئے۔

امریکہ کی جنگ آزادی:

امریکہ کے براعظم کے دریافت ہونے کے بعد یوروپ کے کئی ایک ممالک وہاں نوآبادیت کی تعمیر شروع

کر دی۔شمالی امریکہ میں نوآبادیت کی بنیاد رکھنے والے ممالک میں فرانس، اسپین، ہالینڈ اور انگلینڈ زیادہ اہم ہیں۔شمالی امریکہ کے اٹلانٹک کے ساحل کی لمبائی پر انگلینڈ نے تیرہ نوآبادیاں قائم کیں۔ان کو ''نئی انگلش نوآبادی'' کہا گیا۔شمالی امریکہ میں نوآبادیوں کی تعمیر کے لیے فرانس اور انگلینڈ ممالک اہم مقابلہ باز تھے۔مکمل آزادی کی سب سے بڑی خواہش مند امریکی نوآبادی نے انگلینڈ کے خلاف فساد پیدا کر دیا۔

اسباب:۔نوآبادیت کے متعلق مادر وطن کا سلوک اور نوآبادیوں کی آزادی کی چاہت سات سالوں کی جنگ کے نتائج، بحری قواعد تھامس فائن، جان آڈمس، سیموئیل آڈمس، جان ایڈورڈ کوک، بنجامن فرینکلن جیسے ادیبوں کے اثرات، کیوبیک قانون، ٹاؤن شِ ینڈ ٹیکس اور بوسٹن کی ٹی پارٹی وغیرہ اسباب کی وجہ سے امریکہ میں انقلاب برپا ہوا۔

یہ آپ کو معلوم رہے:۔ سات سالہ جنگ 63-1756 صدی عیسوی فرانس اور انگلینڈ کے درمیان ہوئی۔بحری فوج کے قانون 1760 میں جاری ہوئے۔ انگلینڈ کی نوآبادی سمندری تجارت میں واحد ملکیت والی ہوا کرتی تھی۔ 1764 میں جاری ہوئے مولاسس (راب گنے کے رس سے بننے والی چیز) کا قانون امریکہ میں مولاسس (راب) تیار کرنے والوں کو سہولت فراہم کی۔ 1774 عیسوی میں کیوبک قانون بھی نوآبادی والوں کے لیے نا قابل برداشت ثابت ہوا۔ 1765 میں اسٹامپ کا قانون جاری ہوا۔ 1767 میں چائے، کاغذ، شیشہ وغیرہ چیزوں پر ٹیکس لاگو کرنا ممکن ہوا۔

شمالی امریکہ کی تیرہ انگریزی نوآبادیات	
1.	نیو ہیامپ شائر
2.	نیو یارک
3.	پنسل وے نیا
4.	مساساچوسیٹس
5.	روڈس آئی لینڈ
6.	کنیکٹی کٹ
7.	نیو جرسی
8.	دلاویر
9.	میری لینڈ
10.	ورجنیا
11.	شمالی کیرولن
12.	جنوبی کیرولن
13.	جارجیا

بوسٹن ٹی پارٹی 1773 عیسوی: مخالف کے باوجود برطانیہ سے چائے کی پتی سے بھرا جہاز بوسٹن کی بندرگاہ بھیجا گیا۔جس کی وجہ سے نوآبادیت میں مقیم لوگوں کے جذبات بھڑک گئے۔ پچاس آدمیوں کا ایک گروہ ریڈ انڈین لوگوں کا لباس پہن کر چائے کی پتی سے بھرا جہاز میں گھس کر اس میں موجود 340 چائے کی پتی سے بھری پیٹیاں (بکس) کو سمندر میں پھینک دیا۔

اعلان آزادی:۔صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے 1774 عیسوی میں امریکہ کی تیرہ نوآبادیوں کے ترجمان فلی ڈی لیفیا شہر کے اجلاس میں شریک ہوئے۔انہوں نے اپنی آزادی کو چھین لینے کی مادر وطن کی کوششوں کو ہتھیاروں کے بل پر احتجاج کرنے کا فیصلہ لیا۔ برطانیہ کے بادشاہ نے ان کے اس عمل کو فساد مچانے کے عمل کا اعلان کر دیا اور

نوآبادیوں کے احتجاج کو کچلنے کے لیے فوج کی ٹکڑیاں روانہ کیں۔ نوآبادکاروں کو اب اپنی مقامی فوج کے ساتھ برطانیہ کا سامنا کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ اس طرح 1775 عیسوی اپریل 19 کو »لیک سٹگٹن« نامی نوآبادیوں میں سے ایک فوجی ٹکڑی برطانیہ کی فوجوں پر حملہ کیا تو امریکہ کی جنگ آزادی شروع ہوگئی۔

جارج واشنگٹن

فلی ڈے فی لیا کا اجلاس اس وقت جارج واشنگٹن کو نوآبادیاتی فوجوں کا سپہ سالار نامزد کیا۔

جارج واشنگٹن:۔ جارج واشنگٹن ورجینیا کے ایک باغ کا مالک تھا۔ اس نے فرانس کے خلاف ہوئی سات سالہ جنگ میں اہم کردار نبھاتے ہوئے سپہ سالار بن کر اعزاز حاصل کیا۔ اس نے غیر تعلیم یافتہ اور غیر منظم نوآبادیاتی سپاہیوں میں دلیری اور جوش بھر دیا۔ انہوں نے برٹش سپاہیوں سے ہمت کے ساتھ لڑنے پر آمادہ کرتے ہوئے 1776 جولائی 4 کو فلی ڈیا کے قومی مجلس کے روبرو مشہور «اعلان آزادی« کا فرمان منظور کیا۔ یہ اعلان سارے تیرہ نوآبادکاروں نے بھی مادر وطن سے سارے سیاسی تعلقات کو ختم کرتے ہوئے آزادی کا اعلان کر دیا۔

جنگ:۔ انگلینڈ اور نوآبادکاروں کے درمیان جنگ پانچ سال تک چلتی رہی۔ ابتدا میں نوآبادکاروں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ جارج واشنگٹن کو کئی ایک معاملات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر سارا ٹوگا جنگ میں برطانیہ کی فوج ہار گئی۔ فرانس کی فوج کی مدد سے جارج واشنگٹن یارک ٹون کی جنگ میں برطانوی فوج کو مکمل طور پر ہرا دیا۔ برطانیہ کا سپہ سالار کارن والس اپنی فوجوں کے ساتھ گرفتار ہوگیا۔ 1783 عیسوی کے پیرس معاہدہ کے تحت برطانیہ نے تیرہ نوآبادیوں کو آزاد تسلیم کرلیا۔ جولائی 4 کو آزادی کا اعلان کرنے کی وجہ سے امریکیوں کے لیے وہ ایک نہایت اہم دن ثابت ہوا۔ آج بھی جولائی کی چار تاریخ کو امریکہ کی آزادی کا دن منایا جاتا ہے۔

1787 عیسوی میں فلی ڈے لیفیا میں آزادی حاصل کردہ سارے نوآبادکاروں کے ترجمان اجلاس منعقد کر کے جارج واشنگٹن کو متحدہ امریکہ اداروں کا صدر چن لیا۔ انہوں نے ایک دستور تیار کیا۔ وہی دنیا کا سب سے پہلا دستوری فرمان تھا جو تحریری شکل والا تھا۔

امریکہ کی آزادی کی جدوجہد کے نتائج:

اس جنگ نے فرانس کے عظیم انقلاب کو ہوا دی۔ نوآبادکاروں کی جماعت کو اپناتے ہوئے جدوجہد کرنے والے کئی ایک فرانسیسی فرانس کے عظیم انقلاب کے رہنما بنے۔ امریکہ میں کئی ایک اسپینی اور پرتگالی آبادکار اپنے اپنے

مادر وطن کے خلاف فساد مچاتے ہوئے آزاد ہونے کے لیے ولولہ حاصل کیا۔ متحدہ امریکہ ادارے نامی نیا ملک وجود میں آیا۔

فرانس کا عظیم انقلاب

اپنے بادشاہ کی بے لگام جمہوریت کا خاتمہ کرتے ہوئے مساوات اور عوامی جمہوریت کی بنیاد پر نیا سماجی اور سیاسی انتظام قائم کرنا ہی فرانس کے انقلاب کا مقصد تھا۔ اس انقلاب نے دنیا کے دیگر ممالک کی سیاسی تحریکات پر گہرا اثر ڈالا فرانس کے عظیم انقلاب کے لیے درج ذیل نکات ہی اس کے اسباب تھے۔

آپ کو معلوم رہے: ایک مورخ کے خیال کے مطابق فرانس میں انقلاب واقع ہونے سے یوروپ کی تاریخ، ایک قوم ایک واقعہ اور ایک شخصیت میں ضم ہو گیا۔ وہ قوم فرانس ہے۔ واقعہ فرانس کا انقلاب ہے تو یہ شخصیت نپولین ہے۔

سماجی اسباب:۔ فرانسیسی سماج میں عدم مساوات ہر ایک میدان میں ننگا ناچ رہی تھی جو نا قابل برداشت اور غیر انسانی تھی۔ یہ عدم مساوات کا درد انسانوں کے دل میں غصہ بن کر انقلاب کا باعث بنا۔ انقلاب سے پہلے فرانس کے سماج میں تین طبقے تھے۔ پہلے طبقے میں پادری تھے۔ دوسرے طبقے میں مالدار لوگ بقیہ بچے ہوئے سارے لوگ تیسرے طبقے کے تھے۔

پہلے دونوں طبقے ہر طرح کی تمام سہولیات حاصل کرتے تھے اور ان کی تعداد نہایت ہی کم تھی۔ ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ تھے اور عیش و عشرت کی زندگی گذارتے تھے۔

تیسرے طبقے کے لوگ ہر سہولت سے محروم تھے، عقلمند، کسان، مزدور اور پیشہ ور طبقے کے لوگ اس میں شامل تھے۔ ان کی آمدنی نہایت کم تھی اور ٹیکس حد سے زیادہ ان کی زندگی نہایت خراب صورت حال میں تھی۔ ان تمام لوگوں کو سماج میں باعزت مقام حاصل نہ تھا۔ سیاسی حقوق نہیں تھے انہیں ہر جگہ بے عزتی سہنی پڑتی تھی۔ انہیں مذہبی اعتبار سے یا سیاسی اعتبار سے یا پھر کسی بھی اعتبار سے آزادی حاصل نہیں تھی۔ فرانسیسی عوام میں یہی لوگ حد درجے غیر مطمئن تھے یہ لوگ اس قدیم طرز کو اکھاڑ پھینکنے کے منتظر تھے۔

اقتصادی اسباب:۔ فرانس ایک اہم زرعی ملک تھا۔ زراعت میں کئی ایک ترقیاں ہونے کے باوجود زراعت نہایت پس ماندہ تھی۔ زمین کی پیداوار بہت کم تھی۔ کسان لوگ ہی حد سے زیادہ مشکلات کا سامنا کرتے۔ قحط سالی عام تھی۔ جس کی وجہ سے غذا کے لیے فسادات برپا ہو جاتے تھے۔ کارخانے پیشہ ور تنظیموں کے ماتحت تھے۔ اندرونی رکاوٹوں اور افسران کی بے جا مداخلت سے ان کی ترقی بہت کم ہو گئی تھی جس کے نتیجے میں پیداوار کی شرح بہت کم تھی۔

سیاسی اسباب: ۔فرانس پر بوربون خاندان کی حکومت تھی سولہواں لوئی راجہ بنا۔ یہ ایک ناتجربہ کار راجہ تھا۔ یہ ورسلز کے شاندار محل میں شاہی افراد خاندان کے اور درباریوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ یہ نہایت آرام اور پرمسرت زندگی تمام تر فضول خرچیوں کے ساتھ اپنی زندگی گذار رہا تھا۔ سرکاری کاموں میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔اس کی بیوی میری انٹائینٹ کے نام والی تھی۔ وہ آسٹریا ملک کی شہزادی تھی اپنی تمام تر خوشیوں اور تیوہاروں کے موقعہ پر فضول خرچ کیا کرتی تھی۔عوام کی مشکلات کی طرف اسے کوئی فکر نہ تھی۔ ملک کے انتظامی معاملات میں دخل اندازی کیا کرتی تھی۔ غیر ملکی اور اپنے معاملہ میں کسی قسم کی کوئی محبت نہ تھی اس وجہ سے لوگ اس پر غصہ کیا کرتے تھے۔ راجہ کا اس پر کوئی بس نہ چل سکا۔ آہستہ آہستہ صورت حال اس قدر بگڑ گئی کہ وہ کچھ نہ کرسکتا تھا جس کا نتیجہ انقلاب کی شکل میں سامنے آیا۔

فرانسیسی مفکرین کے اثرات: مشہور فلسفی اور عالم مان ٹیس کو روسو اور والٹیر وغیرہ نے اپنی انقلابی تحریروں سے انقلابیوں کو جوش دلایا۔

مان ٹیس کیو: مان ٹیس کیو نے اپنی ''اسپرٹ آف لاس'' نامی تصنیف میں راجاؤں کے خدائی حقوق کو بے بنیاد بتا کر اس پر تنقید کی۔ دستوری عوامی جمہوریت کی تائید کی۔

روسو: روسو نے اپنی تصنیف ''سماجی معاہدہ'' کہا کہ انسان آزاد پیدا ہوا مگر کہیں نہ کہیں زنجیروں میں بندھا پڑا ہے۔

والٹیر: والٹیر نے فرانس میں جاری روایت وحدانیت کے عمل اور اندھی عقیدت کی مذمت کی۔ ساتھ ہی اس نے رومن کیتھولک چرچ کی بھی اس نے مذمت کردی۔

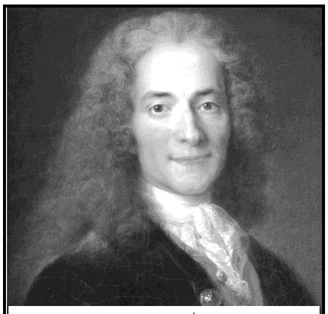
والٹیر

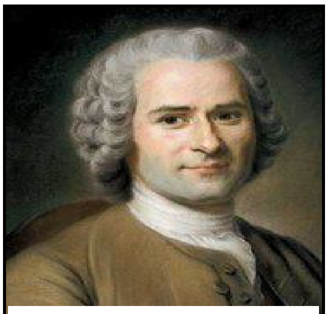
روسو

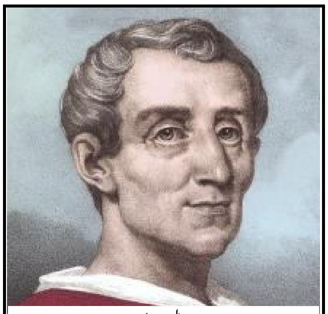
مان ٹیس کیو

امریکہ کی آزادی کی جدوجہد کے اثرات: امریکہ کی جدوجہد آزادی نے بھی فرانس پر زبردست اثرات مرتب کئے۔ امریکہ میں انگلینڈ کے خلاف جدوجہد کرنے والے کئی ایک فرانسیسی سپاہی مادر وطن کو واپس چلے گئے۔

انہوں نے انقلابیوں کو ضروری قوت اور ہمت دیتے ہوئے انقلاب برپا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ان تمام واقعات کے سلسلے کی وجہ سے فرانس کے بادشاہ کو 1750 سے بلائے نہ جانے والے اسٹیٹس جنرل نامی فرانس کے مجلس مقننہ اجلاس بلانا پڑا۔ تیسرے طبقے کے ارکان خود ہی قومی اجلاس ہیں کہہ کر اعلان کردیا۔ بقیہ دونوں طبقوں کے لوگوں بھی ان میں آکر شامل ہوجانے کی دعوت دی۔

1789 عیسوی میں جولائی 14 کو انقلابیوں نے ''بیاسٹائل'' نام کے قید خانے پر حملہ کرکے تمام قیدیوں کو رہا کرتے ہوئے بے لگام بادشاہت کا خاتمہ کردیا۔ آہستہ آہستہ یہ انقلاب ملک کے بقیہ حصوں میں پھیل گیا۔ راجہ صرف نام کا رہ گیا۔ قومی اجلاس کے سارے قوانین کو منسوخ کرتے ہوئے نئے قوانین وضع کئے۔ 1789 عیسوی آگسٹ ستائیس کو انسانی اور شہری حقوق کے اعلان کرنے کو منظور کرلیا گیا۔ بادشاہت کو نکال کر جمہوریت قائم ہوئی۔

یہ عمل بھی تشدد بھرا ہوگیا۔ انتہائی زیادہ سدھار کی مانگ کرنے والوں کو ‹‹جاکوبیا‹‹ نامی ایک گروہ اقتدار پر آیا۔ انقلاب خطرناک صورت حال میں ہے سمجھ کر گبھرا گئے اور یہ گبھراہٹ ان کے انتظامیہ میں صاف دکھائی دینے لگی۔ ان کا لیڈر روبس پی یر بادشاہت کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا اور مشتبہ افراد کو قتل کرنے ہی کے لیے تیار کردہ گلوٹن مشین پر انقلابیوں کی قربانی دیدی۔

نتائج:۔ فرانسیسی انقلاب نے اہم واقعات کے لیے موقعہ فراہم کیا۔ جاگیردارانہ نظام ختم ہوا۔ پادریوں اور مالداروں کو حاصل خصوصی اختیارات، سہولتیں رد کردی گئیں۔ مالداروں کی زمینیں چھین لی گئیں۔ چرچ حکومت کے زیر اقتدار آ گیا۔ ملک بھر میں صرف ایک ہی طرح کا قانون عمل میں آیا۔ عوام کو آزادی، مساوات اور حکومت کے فلسفوں پر مکمل بھروسہ دلایا گیا۔

اتحادی تحریکات

اٹلی کا اتحاد:

قدیم رومن حکومت کی شان وشوکت دیکھا ہوا۔ اٹلی کا ملک سارے ملک میں اگرچہ ایک ہی زبان بولی جاتی تھی مگر اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ رومن کیتھولک مذہب اٹلی کے عوام کا مذہب تھا۔ ایک ہی حکومت کی بادشاہت حاصل کرنے کے لیے لائق ہونے کے باوجود اس طرح کا ایک کرنا ناممکن ہوگیا تھا۔

انیسویں صدی کے نصف میں اٹلی کی کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستیں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ ان میں لومبارڈی، وی نیشیا، نے پلس (دونوں سسلی کی ریاستیں) پوپ ریاستیں ٹس کنی، پارنا اور موڈے نا اہم ہیں۔ پنڈمینٹ ریاست سارڈی نیا، پڈمنٹ اور جنیوا شامل تھیں۔

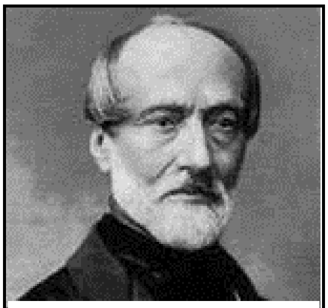
میازنی

1815 صدی عیسوی میں 1848 عیسوی کے درمیان اٹلی کی مختلف ریاستوں میں فسادات بھڑک اٹھے، ان تمام فسادات کا اہم مقصد قومی آزادی اور اتحادی عمل تھا۔ جوزف میازنی، کاؤنٹ کیور اور گیاری بالڈی اٹلی کے اتحادی عمل کے معمار تھے۔

میازنی مشہور انقلاب، مفکر اور ادیب تھا اس نے اپنی تصنیف ”اٹلی آسٹریا یا پاپسی“ نامی کتاب کے مضامین کی وجہ سے اٹلی کے نوجوانوں میں جوش پیدا ہوگیا۔ اس کی قومیت کا ایکی کرن، آزادی وغیرہ انقلابی خیالات سے ان کے

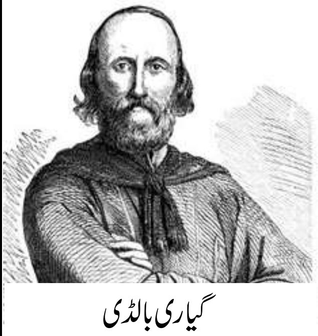
گیاری بالڈی

دل ودماغ کو بھر دیا۔''نوجوان اٹلی ''نامی ایک پارٹی بناتے ہوئے قومی آزادی اور اٹلی کے ایکی کرن کا مقصد لیے ہوئے تھا۔

گیاری بالڈی:۔ گیاری بلڈی ایک سپاہی انقلابی تھا۔اس نے ینگ اٹلی نامی جماعت میں شامل ہوکر کئی باراس کی قیادت کی۔اس بعد»لال قمیص«نامی فوج تیار کرتے ہوئے سارڈی نیا کے ساتھ ملکر آسٹریا کے خلاف جنگ کی 1860 میں دو سسلیوں کی حکومت کے اوپر اپنی لال قمیص فوج کے ساتھ حملہ کرکے اس پر قبضہ اٹلی کے ایکی کرن کوختم کیا اور جمہوریت کی اصلاح پر زور دیا۔

اٹلی کے اتحاد کے موقعہ پر سارڈی نیا کے وزیر اعظم کاؤنٹ کاور سب سے بڑا آدمی تھا۔وہ ایک صحافی پیشہ تھا۔اٹلی کے ادب کی نشاۃ ثانیہ کے لیے مختص''ریسارجی منٹو''نامی رسالہ جاری کیا۔اپنے موثر تحریروں سے عوام کے دلوں پر اور بادشاہوں کے دلوں پر گہرے اثرات ڈالے۔

کاؤنٹ کیور: آسٹریا کو اٹلی سے الگ کرتے ہوئے سارڈینیا کو بہت زیادہ طاقتور ریاست بنانے کا فیصلہ کیا۔سارڈینیا کا وزیر اعظم بنتے ہی اپنے مقصد کو پورا کرنے کے کام شروع کردیا۔ریاست میں کئی ایک اصلاحات کو جاری کرتے ہوئے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ریاست بنادیا۔

کاؤنٹ کیور

کاؤنٹ کیوراور نے فرانس کے ساتھ خفیہ معاہدہ کرلیا۔آسٹریا کو جنگ پر اکسایا اور فرانس کے ساتھ ملکر آسٹریا کو ہرادیا۔لامبارڈیا سے الگ کرتے ہوئے، سارڈینیا اور لمبارڈیا کو اپنی ریاست میں شامل کرلیا۔ٹسکینی اور موڈینا پارما اور شمال کے پوپ را کی ریاستوں میں انقلاب بپا ہونے کی وجہ وہ ساری ریاستیں سارڈینیا کے ساتھ مل گئیں۔

کاؤنٹ کاور نے خفیہ طور پر گیاری بالڈی کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ سسلی پر حملہ کرے۔1861 عیسوی میں وکٹر یمونیل کو اٹلی کا بادشاہ بنانے کا اعلان کردیا۔اٹلی کو آسٹریا سے ونیشیا مل گئی۔اب صرف روم ہی سے الگ رہ گیا تھا۔1870 میں فرانس اور پرشیا کے درمیان لڑائی شروع ہونے پر فرانس کو اپنی فوج روم سے واپس بلالینی پڑی۔

اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وکٹرویا مونیل روم پر چڑھائی کرتے ہوئے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ روم اٹلی کا پایہ تخت بن گیا۔اس طرح اٹلی کا ایکی کرن ہوگیا۔

جرمنی کا اتحاد

انیسویں صدی کے نصف آخر میں جرمنی کئی ایک آزاد ریاستوں پر بٹ گئی تھی۔ان میں پرشیا ریاست سب سے بڑی اور سب سے طاقتور ریاست تھی۔ پورٹیم برگ، بے ویریا بے ڈن اور سیاک سونی دوسری بڑی ریاستیں تھیں۔ بقیہ ریاستیں چھوٹی چھوٹی تھیں اکثر و بیشتر یہ ریاستیں آپس میں ایک کمزور تھیں اور اقتصادی طور پر بدحالی کا شکار تھیں۔ موجودہ صورت حال کی وجہ سے لوگوں میں ایک طرح کی بے چینی تھی اور اصلاحات کے بے چینی سے منتظر تھے۔

فرانس کے عظیم انقلاب نے جرمنی کی قومیت کو چھیڑ دیا۔جس کی وجہ سے ریاست میں بسنے والے عوام قومی یکتا کے لیے اور سماجی و اقتصادی اصلاحات کے لیے اصرار کرنے لگے۔ آسٹریلیا کی قیادت میں جرمن ریاستوں کی ایک تنظیم بن گئی۔لیکن ان ریاستوں کی حکمرانی کرنے والے بادشاہ اپنی آزادی اور اپنی بقا کے لیے سیاسی اور سماجی انتظامیہ بچانے کی فکر میں لگے تھے۔

جرمنی کے وطن پرست اور قومیت پسند عوامی اداروں کے لیے اور جرمنی کے اتحاد کے انہوں نے تحریکات شروع کردیں لیکن یہ تحریکیں خفیہ تھیں اور انقلابی سارے ملک چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ پرشیا ان سرگرمیوں میں ایک اہم حصہ یا کردار ادا کرتے ہوئے اقتصادی ترقی اور صنعتی ترقی حاصل کرلی۔

بسمارک

بسمارک:۔ بسمارک جرمنی کے اتحاد کا سب سے بڑا معمار پرشیا ملک کا بادشاہ ولیم اول کا وزیر اعلی اٹوان بسمارک، غیر ممالک میں ڈائیٹ اور سفیر کا پیشہ اختیار کر اپنی زندگی شروع کرتے ہوئے نہایت بلند مقام پر پہنچا۔اس نے آسٹریا کی قیادت میں جرمنی کی ریاستوں کی تنظیم کی کارکردگیوں کے بارے میں نہایت حساس تعارف رکھتے ہوئے ان کی کمزوریوں کو اچھی طرح جان گیا۔آسٹریا، فرانس اور روس کا سفیر بن کر اپنی خدمات انجام دیتے ہوئے ان کی قوتوں کا اچھی طرح اندازہ لگالیا۔ جرمنی کے اتحاد کو حاصل کرنے کے لیے پرشیا ہی ایک ایسی ریاست تھی جس کا اندازہ

کرتے ہوئے اوراشیا کی سیاسی قیادت کرنے کی ٹھان لی۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس کی کوششیں دو طرح کی ہوگئیں۔ ایک آسٹریا کو جرمن کی ریاستوں کی تنظیم سے باہر رکھنا، دوسری جرمنی میں ضم ہونے کی اپنی انفرادیت کھودینے سے جرمنی ہی کو پرشیا بنادینا۔ یعنی پرشیا کی تہذیب، روایات، انتظامی مشنری اور فوجی قوت کو جرمنی تک پھیلا دینا۔

بسمارک نے جرمنی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے »خون اور لوہا« کے فلسفہ ہی سے حاصل کرنا ممکن ہے ایسا سمجھ بیٹھا تھا۔ خون اور لوہے کا فلسفہ سے مراد جنگ بازی۔ اس کے لیے اس نے ایک مضبوط فوج تیار کی۔ اس کا اگلا نشانہ آسٹریا کو جرمنی ریاستوں کی تنظیم سے باہر رکھنا تھا۔

ڈنمارک انتظامیہ میں شامل دو چھوٹی ریاستیں شیلزوگ اور ہال اسپرن کو بسمارک نے ضم کر لینے کا خواہشمند تھا آسٹریا کے ساتھ ملکر ڈنمارک کے اوپر چڑھائی کرتے ہوئے اس پر قابض ہوگیا۔

اس کے بعد بسمارک اٹلی کے ساتھ ملکر ایک معاہدہ کرتے ہوئے آسٹریا کے ساتھ لڑائی ہونے پر اس کی حمایت کی خواہش ظاہر کی۔ جرمنی کی منظم فوج نے آسٹریا کو ہرا کر 1866 میں »شمالی جرمنی ریاستوں کی تنظیم« کی بنیاد رکھی۔ پرشیا کے بادشاہ کونسل درنسل اس ریاست کا سربراہ بنادیا گیا۔ آسٹریا کو جرمنی کے سرزمین سے باہر کرنے کے بعد بھی جرمنی کا اتحاد ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ فرانس کو ساتھ لیکر بھی جنوب میں سولہ جرمنی ریاستیں ریاستی تنظیم سے باہر ہی رہیں۔ جرمنی کو کمزور کرنا ہی فرانس کے نپولین سوم کی خواہش تھی۔ جرمنی کے اتحاد کو پورا کرنے کے لیے درکار تھی فرانس سے لڑائی ہی واحد حل ہے کا پکا ارادہ کرلیا۔ اس کے لیے بسمارک نے جنگی تیاریاں شروع کردیں۔ جب نپولین نے پرشیا پر حملہ کیا جنوبی جرمن کی ریاستوں نے اسے ہرادیا۔ جس کی وجہ سے بسمارک بقیہ ریاستوں کو جرمن اتحاد کے ساتھ ضم ہوجانے پر مجبور کردیا۔ جرمنی کا اتحاد پورا ہو چکا تھا۔ پرشیا کے ولیم اول نے جرمنی کا شہنشاہ کے خطاب حاصل کرلیا۔ الےسیں اور لوریں کے صوبے فرانس سے پرشیا کو حاصل ہوگئے۔

مشقیں

I. نیچے دیے گئے جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

1۔ انگلینڈ اٹلانٹک کے کنارے آباد نوآبادیوں کو۔۔۔۔۔۔کہا جاتا ہے۔

2۔ 1774 میں تیرہ نوآبادیوں نے ایک اجلاس۔۔۔۔۔۔میں منعقد کیا۔

3۔ امریکہ کی آزادی کا اعلان۔۔۔۔۔۔میں ہوا۔

4۔ اسپرٹ آف لاس کا مصنف۔۔۔۔۔۔

5۔ نوجوان اٹلی نامی تنظیم اٹلی میں۔۔۔۔۔۔۔۔نے قائم کیا۔

6۔ خون اور لوہے کا فلسفہ۔۔۔۔۔۔نے بیان کیا۔

II. درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1۔ امریکہ کی جدوجہد آزادی کے اسباب بیان کیجیے۔

2۔ امریکہ کی آزادی کی اہمیت بیان کیجیے۔

3۔ اقتصادی مسائل کیسے فرانس کے انقلاب کے باعث بنے؟

4۔ اطالوی اتحاد کے لیے گیاری بالڈی کا کردار کیا تھا۔

5۔ جرمنی اتحاد کا معمار کون تھا؟ اس پر ایک نوٹ لکھیے۔

III. سرگرمیاں:

1۔ فرانس کے عظیم انقلاب کے زمانے میں مفکرین کے بارے میں تفصیل اپنے اساتذہ سے معلوم کریں۔

2۔ اطالوی اتحاد کے اسباب کا اپنے اساتذہ کے ساتھ جماعت میں بحث کیجیے۔

IV. منصوبہ جاتی عمل:

1۔ فرانس کے انقلاب کے موقعہ موجود مفکرین کے تعلق سے تصاویر کا منصوبہ البم تیار کیجیے۔

2۔ اطالوی اتحاد کے کردار بننے والے انقلابیوں سے متعلق ایک منصوبہ تیار کیجیے۔

باب:4

عدالتی انتظام

اس باب میں درج ذیل نکات کو سمجھیں گے۔
- سپریم کورٹ کی تشکیل اور اقتدار کے حدود۔
- ہائی کورٹ کی تشکیل اور اقتدار کے حدود۔
- ذیلی عدالتیں
- کندایہ عدالتیں

ہمارا عدالتی نظام ایک طریقہ کا ہے۔ جو بہت اہمیت والا ہے۔ یعنی امریکہ کی طرح مرکزی علاقوں کو علاحدہ عدالتیں نہ ہوکر سارے ملک کے لیے ایک ہی عدالتی نظام ہے۔ ہمارا عدالتی نظام مجلس وزرا اور مجلس عاملہ سے آزاد ہے۔ سپریم کورٹ اور اس کی ذیلی عدالتیں سپریم کورٹ کے زیر قابو اپنے کام انجام دیتی ہیں۔ انصاف، دستور، قانون سازی روایتی اور سابق میں دئے گئے فیصلوں کے دفعات انصاف کے فیصلوں کی بنیاد ہوتے ہیں۔ ان سب کے لیے سپریم کورٹ ہی ملک کی سب بڑی انصاف دینے والی اتھارٹی ہے۔ اس کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔

سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ):

دستور ہند میں جیسا کہ بتایا گیا ہے پارلیمنٹ میں منظور شدہ قانون کے تحت سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) کا قیام 28 جنوری 1950 کو ہوا اور یہ عدالت دہلی میں ہے۔ اس عدالت عظمی کے چیف جسٹس اور دیگر جج صاحبان کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں۔ اس عدالت میں چیف جسٹس سمیت اکتیس جج ہوتے ہیں۔ اس عدالت میں جج (منصف) مقرر ہونے والوں کے لیے درکار قابلیت یوں ہے۔ ہندوستان کے شہری ہوں، وہ کسی بھی عدالت عظمی میں کم از کم پانچ سال کی مدت بحیثیت جج خدمت انجام دیا ہو یا پھر کس عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) میں بحیثیت وکیل کے دس سال خدمت انجام دیا ہو اور صدر جمہوریہ کے خیال کے مطابق انصاف کرنے میں ماہر ہو۔

سپریم کورٹ:

اس عدالت عظمی کے جج کی وظیفہ یابی کی عمر پینسٹھ سال ہو یا اس سے پہلے وہ صدر جمہوریہ کو اپنا استعفیٰ پیش

کرے۔ اگر جج اپنے فرض کی ادائیگی میں کوئی غلطی کرے تو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مقررہ اکثریت کی سفارش پر صدر جمہوریت اسے برطرف کر سکتے ہیں۔ وظیفہ یاب یا برطرف شدہ جج کسی بھی عدالت میں کوئی مقدمہ لے نہیں سکتا۔ ان کی تنخواہ اور دیگر معاملات پارلیمنٹ قانون بنا کر فیصلہ کرے گی۔

اختیار والے کام:

بنیادی اختیار کا احاطہ:۔ مرکز اور ریاستوں کے مابین یا ایک ریاست اور دیگر ریاستوں کے مابین پیدا ہونے والے تنازعات کو حل کرنے کا اختیار عدالت عظمیٰ کو ہوتا ہے۔ بنیادی حقوق کی حفاظت کرنا۔ دستور کو بامعنی تفصیل فراہم کرنے کا حق قیدی سے امید کی درخواست پر سماعت کرنے کا حق ہے۔

رِٹ عرضی کے اختیار کا احاطہ:

نچلی عدالتوں کے دئے گئے فیصلہ کے خلاف رٹ گذار عدالت عظمیٰ میں رٹ عرضی داخل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ایسی رٹ عرضی قبول کرتے ہوئے تحقیق کرنے کا حق اس عدالت کو حاصل ہے اور رٹ عرضی داخل کرنے کی خصوصی اجازت دینے کا اختیار بھی اس عدالت کو ہے۔

صلاح دینے کے اختیار کا احاطہ:۔ عوامی طور پر اہم مسائل پر صدر جمہوریہ کے صلاح مشورہ طلب کرنے پر عدالت عظمیٰ کو مشورہ دینے کا حق حاصل ہے۔ دستور ہند کے جاری ہونے سے پہلے حکومت نے جو معاہدے کئے ہیں یا قرار وغیرہ معاملات پر اگر اختلاف ابھر آئے تو اس وقت صدر جمہوریہ عدالت عظمیٰ سے صلاح و مشورہ دریافت کر سکتے ہیں۔

اوپر بتائے گئے اختیارات والے کاموں کے ساتھ عدالت عظمٰی دستاویزی عدالت ہوتی ہے مرکز اور ریاستوں کے لیے اہم صلاح مشورہ دینے والی ہوکر خصوصی رٹ عرضی جاری کرنے کا حق رکھتی ہے۔

عدالت عالیہ (ہائی کورٹ):۔ ہر ریاست میں ایک عدالت عالیہ ہو یہ بات ہمارے دستور میں بتائی گئی ہے دو یا اس سے زیادہ ریاستوں کے لیے ایک ہی عدالت ہوسکتی ہے۔ عدالت عالیہ ایک چیف جج اور دوسرے جج صاحبان پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک عدالت عالیہ کے ججوں کی تعداد ایک ریاست سے دوسری ریاست میں مختلف ہوتی ہے۔

کرناٹک ہائی کورٹ (عدالت عالیہ):

یہ آپ کو معلوم رہے: 1862 میں انگریزوں نے ہندوستان میں کلکتہ، ممبئی اور مدراس میں تین ہائی کورٹ کی بنیاد رکھی۔ موجودہ دور حکومت میں اکیس عدالت عالیہ ہیں۔ پنجاب، ہریانہ ریاستوں کے لیے ایک ہی عدالت عالیہ ہے۔ اسی طرح آسام منی پور میگھالیہ، تریپورہ، ناگالینڈ، میزورم اور اروناچل پردیش کے لیے آسام کے گوہاٹی میں ایک ہی عدالت عالیہ ہے۔

کرناٹک میں حال ہی میں بنگلور کی عدالت عالیہ کے ساتھ ساتھ دھاڑ واڑ میں اور گلبرگہ میں متحرک بنچ قائم کی گئی ہے۔

ہائی کورٹ یا عدالت عالیہ میں چیف جسٹس ہونے کے لیے درکار صلاحیتیں:

(1) ہندوستانی شہری ہو (2) کم از کم دس سال کسی بھی عدالت میں منصف کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہو یا دس سال کی مدت عدالت عالیہ میں وکیل کی حیثیت سے خدمت انجام دی ہو۔ (3) صدر جمہوریہ کے خیال کے

مطابق وہ انصاف کرنے میں ماہر ہو۔ان کی وظیفہ یابی کی عمر باسٹھ سال۔ان کی تنخواہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ طے کرتی ہے دستور ہند کی ترمیم پندرہ کے دفعہ 1963 وظیفہ یابی کی عمر ساٹھ سے باسٹھ کو بڑھائی گئی۔مرکزی کابینہ نے منظوری دیتے ہوئے 31 جولائی 2010 کے قانون کے مطابق یہ حکم جاری ہوا ہے۔

اختیاری کام:

اس عدالت کا دائرۂ کار ساری ریاست پر پھیلا ہوا ہوتا ہے۔اس سے صادر ہونے والے کام یوں ہوتے ہیں۔

* شہری اور جرائم سے متعلق تنازعات، ملازمت از دواجی رشتوں سے متعلق، توہین عدالت وغیرہ تنازعات کا فیصلہ کرنے کا بنیادی حق والا مقام ہے۔
* ذیلی عدالتوں سے دئے گئے فیصلوں کے خلاف عدالت عالیہ کورٹ دینے پر اسے قبول کرتے ہوئے اس پر فیصلہ سنانے کی درخواست پر حق رکھنے والا ادارہ۔
* عدالت عالیہ کے دائرۂ کار میں آنے والی ذیلی عدالتیں اپنے اندر ہی تبادلے کے لیے چند ایک قوانین پر ذیلی عدالتیں عمل پیرا ہوئے اور سارے دستاویزات جمع کر لینے کی ہدایت دے کر ان پر سنوائی کرنے کا حق بھی رکھتی ہے۔ان سب کے علاوہ افسران کا تقرر اور قابو بنیادی حقوق تحفظ مختلف رٹ عرضیاں قبول کرتے ہوئے انصاف دلانے کا کام کرنا۔

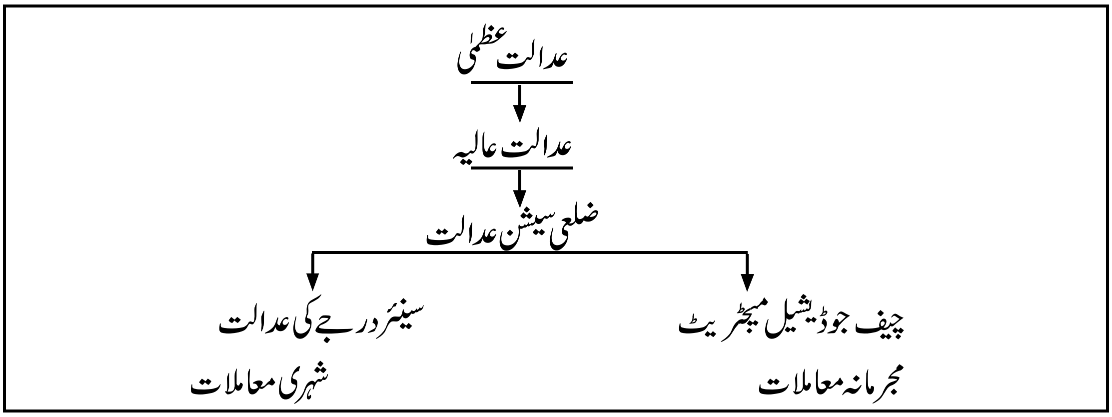

ذیلی عدالتیں:۔ 1948 میں منعقد ہوئے عدالتوں کی کانفرنس میں ذیلی عدالتوں خوداختیاری ہونے کی پرزور تائید کی گئی۔جس کے نتیجہ میں دستور ہند میں ذیلی عدالتوں کی تشکیل اور دائرۂ عمل کو قبول کیا گیا۔یہ عدالتیں ایک ریاست سے دوسری ریاست میں تھوڑی بہت مختلف ہونے پر بھی ان کی بنیادی خصوصیات عام طور پر ایک جیسی ہی ہیں۔عدالتوں کو دو قسموں میں بانٹا گیا ہے۔

(1) شہری عدالتیں (سول کورٹس) (2) جرم والی عدالتیں (کریمنل کورٹ)

شہری عدالتیں:۔ یہ ہر ایک صوبہ میں رہتی ہیں۔ضلعی جج اس کے سربراہ ہوتے ہیں۔ یہ جج سرکاری اعلیٰ ججوں کے ساتھ تو صلاح مشورہ کے بعد گورنر کی جانب سے ان کا تقرر ہوتا ہے۔ایسے جج ملک کے کسی بھی یا ریاست کسی بھی عدالت میں سات سال تک بحیثیت وکیل خدمت انجام دی ہو۔بقیہ جج مقابلاتی امتحان کے ذریعہ مقرر کئے جاتے ہیں۔

یہ عدالتیں شہریوں کے تنازعات جائیداد، زمین، پیسوں کا لین دین، شادی، طلاق اور دیگر مقدمات کے فیصلے کرتے ہیں۔ساتھ ہی رٹ عرضی کا حق اور اس کا دائرہ کار رکھتے ہوئے ذیلی عدالتوں کی جانب سے دئے گئے فیصلوں کے خلاف رٹ عرضیاں قبول کرتے ہوئے فیصلوں کی جانچ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔

سارے جج ریاست میں رہنے والی ساری شہری عدالتوں پر قابو رکھتے ہیں۔

ان عدالتوں کے تحت درج ذیل ذیلی عدالتیں ہوتی ہیں۔

ذیلی جج کی عدالت

زائد ذیلی جج کی عدالت

منصف کی عدالت

زائد منصف کی عدالت

مجرمانہ عدالت یا جرمانہ والی عدالت:۔ مجرموں سے متعلق عدالت کا یکم اپریل 1947 کو قیام ہوا۔اس کو ضلعی سزا دینے والی عدالت کہا جاتا ہے۔ یہ ریاست کی عدالت عالیہ کے زیر نگرانی ہوتی ہے۔مجرموں کی عدالتوں میں ضلعی حیثیت سے اہم عدالتیں یعنی سیشن عدالت ضلعی جج ہی اس کے جج ہو کر کام کرتے ہیں۔قتل ڈاکہ زنی جیسے جرم سے متعلق مقدمات کی جانچ کرتے ہیں۔ان عدالتوں کو موت کی سزا سنانے یا عمر قید کی سزا سنانے کا حق ہوتا ہے مگر ان کی دی ہوئی موت کو سزا کو عدالت عالیہ میں اس کی توثیق کرانی پڑتی ہے۔اسی طرح ان عدالتوں کے فیصلوں کو عدالت عالیہ میں رٹ عرضی کے ساتھ چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ان عدالتوں کے تحت دوسری مجرموں سے متعلق عدالتیں ہوا کرتی ہیں۔

اعلیٰ مجسٹریٹ کی عدالت:۔ اس عدالت کو موت کی سزا سنانے یا عمر قید کی سزا سنانے کا اختیار نہیں ہے مگر سات سال کی سزا سنانے کا حق ہے۔

اول درجے کے مجسٹریٹ کی عدالت:۔ یہ عدالت بالائی درجہ کا حق رکھتی ہے۔تین سال تک کی سزا سناتے ہوئے یا پانچ ہزار روپیوں کا جرمانہ عائد کرتی ہوئی یا دونوں بیک وقت عائد کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ یا پھر ذیلی

عدالتوں میں دیئے گئے فیصلوں کے خلاف رٹ عرضی قبول کرسکتی ہے اوران کی جانچ کرسکتی ہے۔

درجہ دوم کے مجسٹریٹ کی عدالت :۔ یہ عدالت دوسال تک کی سزائے قید سنا سکتی ہے اور ایک ہزار روپیئے سے زائد کا جرمانہ عائد کرسکتی ہے یا پھر دونوں سزائیں دینے کا حق رکھتی ہے۔

سرگرمی: قریبی عدالت کو جاکر وہاں چلنے والے دعوے اور مخالف فریق کی دلیلوں سے اپنے اساتذہ کے ساتھ بحث کیجیے۔

درج سوم کے مجسٹریٹ کی عدالت:۔ اس عدالت کو نہایت کم اختیارات حاصل ہیں۔ایک مہینہ کی قید کی سزا یا پچاس روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں بیک وقت جاری کرنے کا اختیار رکھتی ہیں مگر دوسرے درجے اور تیسرے درجے کی عدالتیں رٹ عرضی قبول کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔

ضلعی اور سیشن عدالتیں دونوں الگ الگ نہ ہوتے ہوئے ایک ہی ہوتی ہیں۔ایک ہی جج ان دونوں عدالتوں کے جج رہ کر اپنا کام یا فرض انجام دیتے ہیں۔شہری معاملات کی جانچ کرتے وقت ضلعی عدالت جرم سے متعلق معاملات کی جانچ کرتے ہوئے اس کی سیشن عدالت کا بھی نام دیا جاتا ہے۔

کندایہ عدالتیں:۔ ہر ایک ضلع میں کندایہ عدالتیں ہوتی ہیں۔یہ کندایے سے متعلق جانچ کرتے ہوئے مقدموں کی سنوائی کرتی ہیں جن میں زمین کی دستاویزات زمین کا کندایہ وغیرہ کی جانچ کرتی ہیں۔کندایہ عدالتیں ان ذیلی عدالتوں کو بھی اپنے اندر شامل رکھتی ہیں۔

تحصیلدار عدالت:۔ کندایہ عدالتوں میں سب سے ذیلی عدالت تحصیلدار کی عدالت ہوتی ہے۔ تحصیلدار ہی جج ہوتا ہے۔ان عدالتوں کو تعلق مجسٹریٹ کی عدالت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ضلعی نائب علاقائی افسر کی عدالت: تحصیلدار کی عدالت کے فیصلے اور انصاف کے خلاف داخل کردہ رٹ عرضی کو نائب علاقائی افسر کی عدالت قبول کرتے ہوئے اس کی جانچ کرتی ہے۔معاون کمشنر اس عدالت کے جج ہوتے ہیں۔

ضلعی کندایہ عدالت یا ضلعی مجسٹریٹ کی عدالت:۔ یہ عدالت ضلعی مرکز میں ہوتی ہے تحصیلدار اور ضلعی نائب افسر کی عدالت میں دیئے گئے فیصلوں کے خلاف دائر کردہ رٹ عرضی قبول کرتے ہوئے جانچ کرتی ہے۔ضلعی حاکم (Deputy Commissioner) اس عدالت کے جج ہوتے ہیں۔

آیوکتہ عدالت:۔ آیوکتہ کی عدالت ضلعی مجسٹریٹ کی عدالتوں میں دیئے گئے فیصلوں کے خلاف رٹ عرضی قبول کرتے ہوئے جانچ کریں گے اور مسائل کا حل پیش کریں گے۔اس کے جج ریاستی سطح کے علاقائی افسر ہوتے ہیں۔

کندایہ کی جماعت:۔ یہ کندایے سے متعلق مقدمات کی سب سے بڑی عدالت ہے۔یہ عدالت ذیلی

عدالت میں دئے گئے فیصلوں کے خلاف دائر کردہ رٹ عرضی کو قبول کرتے ہوئے تحقیق کرنے کا اختیار رکھتی ہے کندا یہ سکر یٹری (معتمد) اس کے سر براہ ہوتے ہیں۔عدالت عالیہ کے جانچ کرتے ہوئے اپنا کام کاج کرتی ہے۔

یہ آپ کو معلوم رہے: انتظامی نکتۂ نظر سے (1) بنگلور (2) میسور (3) گلبرگہ (4) بلگام

جنتا عدالتیں (لوک عدالت):

ہندوستان میں انصاف ملنے میں تاخیر اور مہنگا ہوتا ہے۔اس کا خیال کرتے ہوئے مقدمات جلد اور کم خرچ میں فیصل کرنے کے لیے جنتا عدالتیں 1985 میں قائم ہوئیں۔ایک صاف معاملہ میں حصہ دار دو آدمیوں کے درمیان اختلافات میں آپسی رضامندی کرانے یا فیصل کر لینے کا مقصد ہوتا ہے۔

یہ عدالتیں گجرات، دہلی، کرناٹک وغیرہ ریاستوں میں کام کر رہی ہیں۔سپریم کورٹ کے چند ایک جج، سماج کارکن اور نوجوان قانون کے تعلیم یافتہ ان عدالتوں کے قیام کے ذمہ دار ہیں۔ریاست کی عدالت عالیہ اور دوسری کوئی بھی عدالتوں میں فیصلوں نہ ہو کر رہ جانے والے مقدموں کو ان عدالتوں کے ذریعہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔اس کی تین اہم خصوصیات ہیں۔

(1) آپس رضامندی کے لیے زیادہ تر ہمت افزائی کرتی ہے۔

(2) یہ جلد اور کفایت شعاری والی ہوتی ہے۔

(3) دوسری عدالتون کا بوجھ ہلکا کرتی ہے۔

یہ عدالتیں چند معاملات جیسے گاڑیوں کے حادثات، زمین پر قبضہ کرنا بینکوں سے متعلق معاملات ازدواجی معاملات اور نان نفقہ کا معاملہ، مزدوروں کے مسائل وغیرہ معاملات کا فیصلہ کرتی ہیں۔یہ عدالتیں ضلعی قانونی اتھارٹی یا تعلق قانونی خدمت کمیٹی سے تشکیل شدہ عدالتیں ہوتی ہیں۔اس میں دو تصفیہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

ایسی لوک عدالت میں ہونے والے فیصلے حرف آخر ہوتے ہوئے اس کی خلاف اپیل کا حق نہیں رہتا۔اس فیصلہ پر فریقین متفق ہوں گے۔اس کا فیصلہ بھی شہری عدالتوں کے فیصلوں کے برابر تسلیم شدہ ہوتے ہیں۔

مشقیں

I خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کریں۔

1۔ سپریم کورٹ کا قیام۔۔۔۔۔میں ہوا۔

2۔ ججوں کی ریٹائرمنٹ عمر۔۔۔۔۔۔ہوتی ہے۔

3۔ ججوں کا تقرر۔۔۔۔۔۔کرتے ہیں۔

4۔ کندا یہ بورڈ کے سربراہ۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتے ہیں۔

5۔ جنتا عدالتیں۔۔۔۔۔میں قائم ہوئیں۔

II. سوالات کے جوابات لکھئے۔

1. عدالتِ عظمیٰ کے اختیارات اور کام کاج بیان کیجئے۔
2. ہائی کورٹ کے اختیارات اور کام کاج بیان کیجئے۔
3. شہری عالتوں کی سرپرستی والے ذیلی عدالتیں کونسی ہیں؟
4. مجرم عدالتوں کے متعلق تفصیل سے لکھئے۔
5. کندا یہ عدالتوں پر مختصر نوٹس لکھئے۔
6. جنتا عدالتیں قائم کرنے کے مقاصد کیا ہیں۔

سرگرمیاں:

1. کسی قریبی وکیل کے پاس ملاقات کیجئے۔اور عدالت کے متعلق مزید معلوم حاصل کیجئے۔
2. سپریم کورٹ میں ریاستِ کرناٹک سے چیف جسٹس کے اُصول پر خدمات انجام دینے والوں کی فہرست تیار کیجئے۔
3. تمہارے قریبی عدالتوں کو جا کر وہاں پر ہنے والے مقدمات کا مشاہدہ کیجئے اور ان کی تفصیلات اکٹھا کیجئے۔
4. اخبارات میں شائع ہونے والے عدالتوں سے متعلقہ معلومات کو اکٹھا کیجئے۔

***

باب:5

ہندوستان میں انتخابی انتظام

اس باب میں درج ذیل نکات سمجھیں گے۔

- الیکشن کمیشن
- سیاسی پارٹیاں
- انتخابی عمل کا نظام
- ذرائع ابلاغ اور جمہوریت
- مخلوط حکومت

ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا اور عظیم جمہوری ملک ہے جمہوری انتظام کامیابی کے پاک وصاف اور خطرے سے دور انتخابات کا عمل بہت ضروری ہوتا ہے۔ انتخابات کی نگرانی، انتخابات کا عمل اور انتخابات انتظام کے متعلق ہمارے دستور کے 15 ویں حصّے کے 324 سے 329 تک کی دفعات میں ابتک آزاد اور پاک اور صاف انتخابی کےشن انتظام کے متعلق تفصیلی طور سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ انتخابی کمیشن سارے ہندوستان کا انتخابی ادارہ ہے وہ مرکزی اور ریاستی انتخابات کے ذمہ داریوں کو نبھاتا ہے۔ دفع 324 اور 24 کے مطابق ریاستی انتخابی کمیشن مقامی اداروں کے انتخابات کے عمل کو چلانے کی ذمہ داری نبھاتا ہے۔

انتخابی کمیشن کی تشکیل:

ہندوستانی دستور کی دفعہ 324 میں انتخابی کمیشن کی تشکیل کے متعلق سے درج ہے۔ 25 جنوری 1950 میں الیکشن قائم ہوا۔ ابتد میں صرف ایک الیکشن کمشنر ہی اس کا سربراہ ہوتا تھا۔ 1989ء میں دستور کے 61 ویں ترمیم کے مطابق ووٹ ڈالنے کی عمر 21 سال سے 18 سال تک گھٹائی گئی جن کی بدودلت انتخابی کمیشنر کے کام کاج میں اضافہ ہوا۔ اس لئے چیف الیکشن کمیشنر کے ساتھ ساتھ دو الیکشن کمیشنروں کا تقرر بھی کیا گیا۔ 1990 میں دو الیکشن کمشنروں کو برطرف کر دیا گیا پھر 1993 سے الیکشن کمیشنر نے ایک چیف الیکشن کمیشنر اور دو الیکشن کمیشنروں کو شامل کیا۔ تینوں الیکشن کمیشنر کے مساوی اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر ان الیکشن کمشنروں میں مخالفت رائے ہوئی۔ آپسی کثیر رائے مشورے سے فیصلہ لیا جاتا ہے۔

صدر جمہوریہ الیکشن کمیشنر کا تقرر کرتے ہیں اور ان کا اقتداری مدت 6 سال یا 65 سال تک کی عمر کا ہوتا ہے۔ ان میں جو پہلے ہوا ُسے قبول کیا جاتا ہے۔

کسی بھی وقت وہ صدر جمہوریہ اپنا استعفیٰ پیش کر سکتے ہیں یا پارلیمانی اراکین کو ن غیر تشفی بخش اور ۔۔۔ حرکات

کی بنیاد پر برطرفکرنے کا حق شامل ہوتا ہے۔

الیکشن کمیشن ،صدارتی نائب صدر راجیہ سبھا، وک سبھا، ودھان پرشید اور دو دھان سبھا کے انتخابات منعقد کرادتا ہے۔الیکشن کی تاریخ کا اعلان سے لے کرنتائج ظاہر ہونے تک بھی کہا جاتا ہے۔الیکشن کے کام کاج کے لئے الیکشن کمیشن کا اپنا خود کارکون عملہ نہیں ہوتا۔

الیکشن کمیشن صدر ہند کی منظوری کے بعد ریاستی عملہ کو الیکشن کمیشن عملہ کے طور پر تقرر کرتا ہے۔

پنچایت اور بلدیہ اداروں کے انتخابات کو ریاستی انتخابی کمیشن کرواتا ہے۔دستور کے دفع 243K اور 2A کے مطابق گورنر ریاستی انتخابی کمیشنر کا تقرر کرتی ہے۔

کرناٹک کے گرام سوراج اور پنچایت راج کو 1993 میں 308 دفع کے تحت ریاستی الیکشن کمیشن کے زیر نگرانی دیا گیا یہ ریاست کے مقامی اداروں کے انتخابات کو کامیابی کے ساتھ انعقاد کرتا آرہا ہے۔

انتخابی حلقے:(Constitutuencies)

ملک کو انتخابی مقصد کے لئے چھوٹے چھوٹے انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ان کو انتخابی حلقے کہا جاتا ہے۔آبادی کے لحاظ سے انتخابی حلقے تشکیل دیئے جاتے ہیں۔انتخابی حلقہ کی دو قسمیں ہیں۔ایک لوک سبھا کا انتخابی حلقہ دوسرا اسمبلی کا حلقہ ہے۔لوک سبھا حلقہ منتخب ہونے والے اراکین پارلیمنٹ کے رکن (Member of Parliement) بن جاتے ہیں۔انہیں پارلیمنٹ کے رکن یا MP کہتے ہیں۔اسی طرح اسمبلی حلقہ سے منتخب ہونے والے اراکین ریاستی مجلس قانون ساز اسمبلی کے رکن بن جاتے ہیں۔انہیں مجلس قانون ساز کے رکن یا MLA کہا جاتا ہے۔ان دونوں انتخابی حلقوں میں پسماندہ ذات اور پسماندہ قبائل اقلیتوں اور عورتوں کو نشستیں مخصوص کردی جاتی ہیں۔انہیں مخصوص انتخابی حلقہ کہا جاتا ہے۔

ووٹرس کی فہرست: رائے دہندگان کی فہرست کو الیکٹرال رول (Electoral roll) بھی کہا جاتا ہے۔الیکٹرال رول کو انتخابات کے عرصہ پہلے الیکشن کمیشن تیار کرتا ہے۔

ہر پانچ سال میں ایک مرتبہ الیکٹرال رول کی جانچ کی جاتی ہے۔جانچ کے دوران 18 سال کی عمر پار کرنے والوں کے نام ووٹرس فہرست میں شامل کر

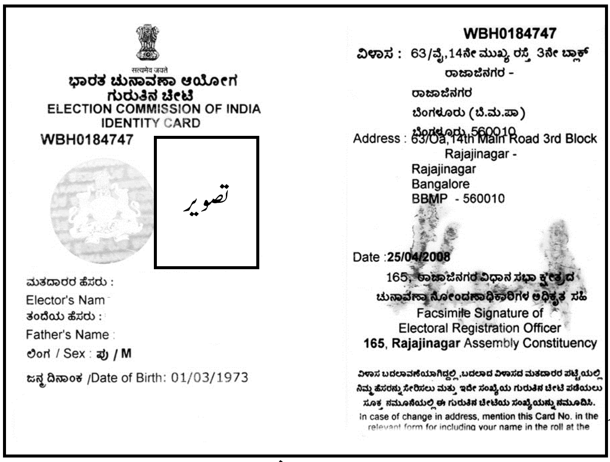

انتخابی شناختی کارڈ (EPIC)

لئے جاتے ہیں۔اور مرے (انتقال) ہوئے لوگوں کے نام مٹادیئے جاتے ہیں۔الیکٹرول رول رائے دہندگان کی شناخت میں انتخابی حکام کی مدد ومعاون ہوتا ہے۔

انتخابی شناخت کارڈ الیکشن کی جانب سے جعلی شخصیت کو روکنے کے لئے اہل کار ووٹرس کو مہیا کئے جاتے ہیں۔ رائے دہندگان کو EPIC یا کوئی دیگر ثبوت جیسے PAN(Permanent Account Number Card) ڈرائیونگ لائسنس پاسپورٹ یا دیگر کوئی شناختی دستاویز جو حکومت کی جانب سے مہیا کیا گیا ہو۔ووٹ ڈالتے وقت حاضر کرنا چاہئے۔

حکومت ہند نے بیومیٹرک Bio- Metric پر مشتمل یونیک آئی۔ڈی۔کارڈس تمام شہریوں کو مہیا کرنے کا انتظام کر چکی ہے۔اس Unique ID کو آدھار کارڈ Aadhar Card کہا جاتا ہے۔آج کل آدھار کارڈ کو حاصل کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

اعلان (Notification):

انتخابی عمل کا آغاز اعلان سے ہوتا ہے۔الیکشن اپنی اطلاع میں الیکشن کی تاریخ کا اعلان کرتا ہے۔تفصیلی معلومات اور الیکشن کے اوقات شائع کئے جاتے ہیں۔یا گورنمنٹ کے گزٹ میں مطلع کیا جاتا ہے۔اور ساتھ ہی مواصلاتی ذرائع جیسے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں نشر کئے جاتے ہیں۔

امیدواروں کی نامزدگی:

جیسا کہ ہماری نمائندہ جمہوریت ہونے کے ناطے عوام کو انتخاب کرنے کا حق ہے۔امیدوار جو انتخاب میں حصہ لینا چاہتا ہے۔اسے چند شرائط پورے کرنے ہونگے۔اور اس مقصد کے لئے تقرر کئے گئے حکام کے روبرو نامزدگی کے پرچہ بھرنے ہونگے۔امیدوار کو کچھ رقم جمع کرنی پڑے گی جیسے (Security Deposit) حفاظتی رقم جمع کرنے کے ساتھ ساتھ نامزدگی پرچہ بھرنا ہوگا۔

سیاسی جماعتیں، پارٹی کی نمائندگی کے لئے امیدوار کو چنتے ہیں۔انتخابات لڑنے کے لئے پارٹی کی جانب سے دیئے جانے والے اختیار کو ''پارٹی ٹکٹ'' کہا جاتا ہے۔پارٹی ٹکٹ حاصل کرنے کے بعد امیدوار کو پارٹی نشان کے استعمال کا فائدہ ہوتا ہے۔اور اسے انتخابی مہم میں پارٹی سے مدد ملتی ہے۔کئی دفعہ کثیر ووٹ حاصل کرنے میں پارٹی ٹکٹ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔کبھی امیدوار پارٹی کے نام پر زیادہ ووٹ حاصل کر لیتا ہے۔

کیوں کہ کثیر تعداد میں ووٹ امیدوار سے زیادہ پارٹی سے متعلق کو وٹ ملتے ہیں۔وہ امیدوار جو کسی سیاسی

پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا۔اسے ''آزادامیدوار'' کہتے ہیں۔ایسے آزادامیدواروں کوالیکشن کمیشن نشانیاں مہیا کرتا ہے۔

نامزدگی کی جانچ پڑتال:

تقررشدہ حکام کی جانب سے اُمیدوار کے بھرے ہوئے پرچوں کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔جانچ پڑتال کے بعداہل امیدوارکانام اوراُمیدواروں کے نام کااعلان ہوتا ہے۔

نامزدگی کے پرچوں کی واپسی:

فہرست کے اعلان کے بعداہل امیدواروں کواپنانام واپس لینے کاوقت دیا جاتا ہے۔اگروہ چاہیں۔

انتخابی مہم:(Election Compaign)

امیدواروں کی آخری فہرست کے اعلان کے بعدانتخابی مہم یاپروپگنڈہ کا آغاز ہوتا ہے۔یہ مہم الیکشن کے 48 گھنٹے پہلے بندکرناہوگا۔مہم کے دوران سیاسی پارٹیاں اپنی اپنی پالیسوں اور پروگرام کااعلان کرتے ہیں۔اوراگر انہیں ووٹ دےکراقتدارمیں لائیں گے۔تووہ اپنے وعدوں کو پوراکریں گے۔اس قسم کے وعدوں کوالیکشن مینی فیسٹو کہا جاتا ہے۔عوامی جلسہ،گھرگھرتک مہم چلاناپوسٹرلگانا،کٹ آوٹ پانپلیٹ اورجھنڈےلہرانا۔نعرے لگاناوغیرہ پروپگنڈہ میں عام بات ہےتمام الیکشن لڑنے والےامیدواروں کوانتخابی الیکشن کی جانب اعلان کردہ،موڈل کوڈآف کنڈکٹ Model Code of Conduct کاپابندہوناچاہیئے۔

ووٹ ڈالنےکادن(Polling Day):

پولنگ کادن ووٹ ڈالنےکادن یاانتخاب کادن ہوتا ہے۔پولنگ کےدن رائےدہندگان ووٹ ڈالنے کے لئے پولنگ بوتھ جاتے ہیں۔پولنگ بوتھ رائےدہی کی جگہ ہے۔پولنگ پرانتظام کرنے کے لئے پولنگ حُکام کاتقرر کیا جاتا ہے۔پولنگ میں رائے دہندوں کوووٹ ڈالنے کے لئے بیلیٹ پیپرمہیا کئے جاتے ہیں۔بلیٹ پیپر میں امیدواروں کانام اوران کودی گئی انتخابی علامتیں ہوتی ہیں۔انتخابی علامتیں ناخواندہ طبقات اوردیگرلوگوں کوامیدوارکو سمجھنے میں مددکرتی ہیں۔

آج کل الیکٹرانیک ووٹنگ مشین (EVMS) نے بلیٹ پیپرکی جگہ لے لی ہے۔رائے دہندگان اپناووٹ

EVMS میں محفوظ کر دیتے ہیں۔ الیکشن کے بعد بیلٹ پیپر یا EVMS کو مہر بند کر کے گنتی کے مقام کو پہنچایا جاتا ہے۔

ووٹوں کی گنتی :(Countting of Votes)

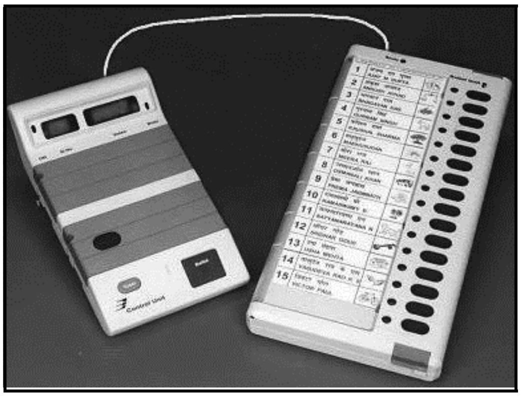

الکٹرانگ ووٹنگ میشن EVM

گنتی کے مراکز میں ووٹوں کی گنتی امیدواروں اوران کے ایجنٹس کی موجودگی میں کئی افسران کی ووٹوں کی گنتی کا کام کافی آسان اور جلد ہوتا ہے۔

چند مخصوص حالات میں دوبارہ گنتی کرائی جاتی ہے۔ کسی تنازعہ کے معاملے میں امیدوار قانونی عدالت سے رجوع ہوسکتا ہے۔ رٹرننگ افسر گنتی کے نتائج کا اعلان کرتا ہے۔

رٹرننگ افسر Returning officer کسی نہ کسی متعین انتخابی حلقہ میں انتخابی عمل کی بندوبستی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ الیکشن کمیشن سے تقرر کیا جاتا ہے۔ صدر صدر نشین افسر (Presiding officers) اور پولینگ آفسر کسی ایک انتخابی حلقہ میں انتخابات کا انتظام کرنے کے لئے تقرر کیا جاتا ہے۔

سیاسی جماعتیں:

جمہوری نظام میں سیاسی جماعتوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ سیاسی پارٹیاں، نمائندوں حکومت اورعوام کو ایک دوسرے سے جوڑتی ہیں۔ وہ سماجی جماعتیں جو مرکزی حکومت میں ایوان زیرین (لوک سبھا) میں اور ریاستی سطح پر قانون ساز اسمبلی میں اکثریت حاصل کرتی ہیں۔ وہ حکومت تشکیل دیتی ہیں۔ پارٹی جو حکومت تشکیل دیتی ہے۔ وہ حکمران پارٹی کہلاتی ہے۔ وہ پارٹی جو دوسرا درجہ حاصل کرتی ہے۔ وہ مخالف پارٹی کہلاتی ہے۔ معمولی سیاسی پارٹیاں یا آزاد حکمران پارٹی یا مخالف پارٹی کا ساتھ دے سکتے ہیں۔

قومی پارٹیاں(National Parties):

ہندوستان میں مختلف سیاسی پارٹیاں ہیں۔ یہ سیاسی پارٹیاں قومی سیاسی پارٹیوں اور علاقائی سیاسی پارٹیوں میں

تقسیم کیئے گئے ہیں۔قومی سیاسی پارٹیوں کی شاخیں ملک کی مختلف ریاستوں میں پائی جاتی ہیں۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مجلس قانون ساز میں ان کی قابل احترام نمائندگی ہوتی ہے۔الیکشن کمیشن قومی پارٹیوں کو منظوری عطا کرتا ہے۔ انڈین نیشنل کانگریس بھارتیہ جنتا پارٹی کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا، ہندوستان کی چند اہم قومی سیاسی پارٹیاں ہیں۔ وہ اپنی پارٹی کی خاص علامت سے پہنچانی جاتی ہیں۔

علاقائی سیاسی پارٹیاں(Regional Political Parties):

علاقائی سیاسی پارٹیوں کو ریاستی سیاسی پارٹیاں بھی کہا جاتا ہے۔ سیاسی تنظیمیں قابل اقدر نشستوں کو اسمبلی انتخابات میں جیتنے سے اُسے ریاستی حکومت کی علاقائی پارٹی کہا جاتا ہے۔DMK،AIADMK آسام گن پریشد، تیلگو دیشم، شیوسینا۔ جنتا دل (سیکولر) اور سماج وادی پارٹیاں چند بڑی علاقائی سیاسی جماعتیں ہیں۔ علاقائی سیاسی پارٹیوں کے خود کی انتخابی علامتیں ہوتی ہیں۔ پارلیمنٹ میں علاقائی پارٹیوں کی نمائندگی ہوتی ہے۔ جب بڑی سیاسی پارٹیاں مرکز یا ریاستوں میں اکثریت حاصل کرنے میں ناکام ہوجاتی ہے۔تب علاقائی پارٹیاں حکومت کی تشکیل میں اہم کردار نبھاتی ہیں۔

مخلوط حکومت(Coalition Government):

انتخابات میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے کئی سیاسی پارٹیاں حصہ لیتی ہیں۔ اگر وہ اکثریت حاصل کرتی ہیں۔تو حکومت بناتی ہیں۔مگر کئی دفعہ کوئی بھی پارٹی حکومت کی تشکیل کے لئے درکار اکثریت نہیں بنا پاتی۔ ایسے حالات کو معلق پارلیمنٹ (Hung Parliment) یا معلق اسمبلی، قانون ساز اسمبلی (Hung Legislative Assembly) کہا جاتا ہے۔ان حالات میں چند سیاسی پارٹیاں آپسی میں مل جاتی ہیں۔ اور حکومت کی تشکیل کے لئے درکار اکثریت حاصل کرنے کے لئے معاہدہ بنا لیتی ہیں۔

ایسے معاہدے کو انتخاب کے بعد کا معاہدہ (Post Poll alliance):

کہا جاتا ہے۔کبھی کبھی صرف ایک یا دو پارٹیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔اور انتخابات سے پہلے معاہدہ طے کرلیتی ہیں۔اس قسم کے معاہدہ اور بعد کا معاہدہ سیاسی پارٹیوں کو جوڑ کر حکومت کی تشکیل دینے میں مدد کرتا ہے۔جب کہ ہنگ پارلیمنٹ یا ہنگ قانون ساز اسمبلی ہوتی ہے۔ایسی حکومت جو مختلف سیاسی پارٹیوں کے تعاون سے تشکیل دی جاتی ہیں۔اسے ملی جلی حکومت Coalition Government کہتے ہیں۔ملی جلی حکومت کی مختلف سیاسی پارٹیاں وزراء کی کونسل میں شامل ہوکر اقتدار کے حصہ دار سیاسی پارٹیاں وزراء کی کونسل میں شامل ہوکر اقتدار کے حصہ دار بن جاتے ہیں۔کئی دفعہ وہ اقتدار کے حصہ دار نہیں بنتے بلکہ صرف باہر سے ہی مدد دیتے ہیں۔اسے باہر رہ کر سہارا'' Out Side Support کہتے ہیں۔1989 سے ہنگ پارلیمنٹ یا ہنگ قانون ساز اسمبلی عام ہے۔کئی بار ملی جلی حکومت مرکز اور چند ریاستوں میں تشکیل دی گئی ہے۔

عوامی رائے عامہ:(Public Opinion)

عوامی رائے عامہ عام لوگوں کی جانب سے کسی خاص موضوع پر جو ان سے تعلق رکھتی ہے۔بیان کی گئی عام رائے ہے۔یہ اکثریت کی سیاست دانوں کی رائے نہیں ہے۔حکومت عام رائے کی بنا پر پالیساں اور قوانین بناتی ہے۔رائے عامہ مسائل کی بنا پر وقت بہ وقت بدلتی ہیں۔عوام کو مسائل سے باخبر رہنا چاہیئے۔

اور اپنی رائے کے بغیر کسی خوف یا تعصب کے اپنی رائے دینے سے آزاد ہونا چاہیئے۔حکومت اور سیاسی پارٹیوں کو عوام کی رائے پر اثر انداز ہونا چاہیئے۔ٹی۔وی،ریڈیو،اخبارات،رسالے،ویب سائٹ اور ایسی دیگر نشریات عوام کی رائے ہموار کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

ذرائع ابلاغ اور جمہوریت:(Media and Democracy)

ذرائع ابلاغ کی جانب سے روز برز واقعہ ہونے والے حالات کی معلومات واطلاعات مہیا کی جاتی ہیں۔یہ حکومت کی پالیسیاں اور منصوبوں کے سمجھنے میں مدد کرتی ہیں۔حکومت کے کاموں کے متعلق جانکاری رہتی ہیں۔
ذرائع ابلاغ حکومت تک عوام کے اہم مسائل پہنچانے میں مدد کرتا ہے۔میڈیا غیر جانبدار بے خوف اور سچے

مشورے مہیا کرتا ہے۔ دوسری جانب میڈیا نازک سنسنی خیز نہ نہائے۔ وہ مسائل کو اس طرح پیش کرتے کہ اتحاد لامذہبیت جمہوریت اور بھائی چارگی کے اصولوں پر ضرب نہ پڑے۔

Press Media اخبارات اور جرنلس پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اخبارات اور رسالے نیوز پیپر آف رجسٹرر کے پاس درج کرائیں۔

اخباری پیپروں کا معیار بلند کرنے کے لئے اور اخبارات کی آزادی کے تحفظ کے لئے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جو پریس کونسل آف انڈیا کے نام سے مشہور ہے۔ الیکٹرانک میڈیا، ٹی وی۔ ریڈیو۔ انٹرنیٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔

یہ عوام حکام اور رہنماؤں کوئی مسائل پر ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ 1962 کے براڈ کاسٹنگ کوڈ کے تحت کام کرتا ہے۔

مشق

I. خالی جگہوں کو پر کیجئے۔

1. ووٹوں کی فہرست __________ سال میں ایک مرتبہ نظر ثانی کی جاتی ہے۔
2. انتخابی مہم اور اشتہاری مہم انتخاب کے دن سے ________ گھنٹے قبل ختم کیا جاتا ہے۔
3. سیاسی پارٹیوں کو ________ منظور کرتا ہے۔
4. اخباروں کی آزدای کے تحفظ کے لئے __________ ادارہ قائم ہے۔

II. درج ذیل سوالات کو آپسی بحث کرتے ہوئے جواب دیجئے۔

1. ووٹر فہرست کے متعلق مختصر نوٹ لکھئے۔
2. سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں اور سماج کے لوگوں کے درمیانی رابطہ کو بیان کیجئے۔
3. مخلوط حکومت کے متعلق لکھئے۔

III. سرگرمی:

1. انتخابی عمل کے متعلق مضمون نویسی کا انعقاد کیجئے۔
2. الیکشن کمیشن کی افعال اور فرائض کی فہرست بنائے۔
3. قومی سیاسی پارٹیوں کی فہرست تیار کی جائے۔

☆☆☆

باب:6

ملک کی حفاظت

اس باب میں درج ذیل نکات سمجھیں گے۔

- فوجی دستوں کے کام کاج اوران کی ذمہ داریاں
- فوجی دستوں کے مرکزی مقامات اوراس کے سربراہ
- فوجی علاقوں میں قومی حفاظت کے لیے ہوئی ترقی
- فرجی دستوں کے علاوہ دوسرے سال کے حفاظتی انتظام کی اکائیاں

ہمارا دیش جیسا کہ تمہیں معلوم ہے غیروں کے حملوں کا شکار ہوا ہے۔مختلف قسم کے جدو جہد،قربانی اور ایثاروں کے بعد 15/ آگسٹ 1947 کو آزادی حاصل کیا۔اس آزادی کو ہندوستان ایک بار پھر غیروں کے حملوں کا نشانہ بنے بغیر اس کی حفاظت کرنا اس کا سب سے اہم فریضہ ہے۔اسی موقعہ پر ہمارے تحفظ کا انتظام بہت حد تک تیار کرتے ہوئے اس پر ہونے والے حملے سے اسے بچانا ہے۔

ہندوستان تقریباً15,200 سرزمین سرحد 7516.50 لومیٹر آبی سرحدی علاقہ رکھتا ہے۔ پاکستان، چین، بھوٹان، نیپال، بنگلہ دیش اور میانمار اس کے پڑوسی مما لک ہیں۔سمندر سے ملنی والی سرحدوں کے پڑوسی مما لک انڈونیشیا ملیشیا، کمبوڈیا، فلپائن، تھائی لینڈ، ویتنام اور مالدیپ پڑسی مما لک ہیں۔ ہمارے پڑوسی مما لک ہمیں امن کے ساتھ رہنے نہیں دیتے۔ امن گفتگو، بات چیت معاہدوں کے ذریعہ سارے مسائل کا حل تلاش کرنے کی ایماندارنہ کوشش کرنے پر بھی اس سمت میں درکار کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔اس لیے ہمارے ملک کی حفاظت ہمیں ہی کرلینی ہے۔اس سلسلے میں ہماری حفاظتی فوجوں کا کردار بہت اہم ہے۔

ہماری افواج کی تشکیل: ہمارے ملک میں زمینی فوج، بحری فوج اور فضائی فوج ہے۔ہندوستان کے صدر اس فوج کے تینوں حصے کے سپہ سالار ہوتے ہیں۔زمینی (بری) فوج کے سربراہ یا سپہ سالار کو جنرل، بحری فوج کے سپہ سالار کو ایڈمیرل (امیرالبحیر) اور فضائی فوج کے سپہ سالار کو ایر چیف مارشل کہا جاتا ہے۔ 2001 میں ان تینوں شعبوں کے تال میل کے لیے چیف آف انٹگریٹڈ ڈیفنس اسٹاف نامی ایک افسر کا تقرر ہوا۔ملک کے وزیر دفاع ان تینوں شعبوں (بری، بحری، فضائی) کو آپس میں ملاتے ہیں۔علاوہ ازیں تینوں شعبوں کے کام کاج اس شعبہ کے سپہ

سالار (جنرل) سنبھالتے ہیں۔فوج کے تینوں شعبے اپنے خود کے تربیتی مرکز رکھتے ہیں۔

وزارت دفاع کا سب سے بڑا دفتر دہلی میں ہے۔ یہ وزارت چاروں شعبوں (حصوں) پر مشتمل ہے۔ (1) دفاعی شعبہ (2) دفاعی پیداوار کا شعبہ (3) دفاعی تحقیق اور (4) ترقی اور وظیفہ یاب فوجی افسروں کی بہبودی کا شعبہ

ہندوستانی بری فوج:۔ بری فوج کا بڑا دفتر دہلی میں ہے۔اس کے سربراہ کو سپہ سالار کہا جاتا ہے ان کا نائب سپہ سالار، سپہ سالار، فوج کے اہم افسر، ماسٹر جنرل، فوجی معتمد، ملٹری انجینر تعاون کرتے ہیں۔فوج کے پیدل سپاہی، گھڑسوار سپاہی، ٹینک کی فوج، توپوں والی فوج شامل ہوتی ہے۔علاوہ اس کے سربراہی اور انجینئرنگ شعبہ بھی اس میں شامل ہے۔انتظام کے نقطۂ نظر سے ہندوستانی بری فوج کو سات کمانڈوں میں تشکیل دیا گیا ہے جن کے مرکزی مقامات یوں ہیں۔

(1) مغربی کمانڈ	چندی مندر	(چندی گڑھ)
(2) مشرقی کمانڈ	کولکتہ	(مغربی بنگال)
(3) شمالی کمانڈ	اودھم پور	(کشمیر)
(4) جنوبی کمانڈ	پونہ	(مہاراشٹر)
(5) مرکزی کمانڈ	لکھنؤ	(اترپردیش)
(6) تربیتی کمانڈ	ماؤ	(مدھیہ پردیش)
(7) شمال مغربی کمانڈ	جے پور	(راجستھان)

بری فوج

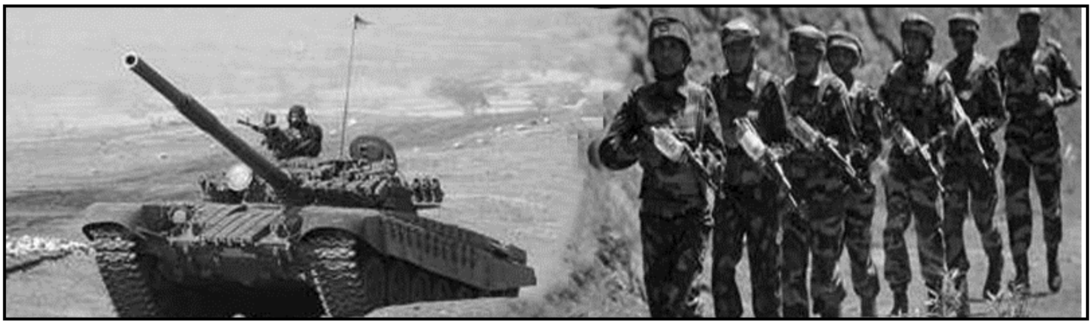

ان کمانڈوں اور ایریا (علاقہ) اور زیریں علاقہ (ذیلی زون) میں تقسیم کیا گیا ہے۔لیفٹیننٹ جنرل نام کا افسر اس کمانڈ کا سربراہ ہوتا ہے۔ ہر ایک علاقہ میں میجر جنرل اس کے سربراہ ہوتے ہیں۔ ذیلی زون کے سربراہ کو بریگیڈیر

کہا جاتا ہے۔ پونہ شہر کے قریب واقع کھڑک واسلا کے قومی سلامتی اکیڈمی ادگا منڈلم کے قریب واقع ولنگسٹن میں حفاظتی فوجی افسران کا کالج ۔نئی دلی میں واقع قومی حفاظتی کالج، دوہرہ دون میں واقع ہندوستانی ملٹری اکیڈمی، چنئی میں واقع افسروں کی تربیتی کالج وغیرہ افسروں کی تربیت کے اہم مراکز ہیں۔

بری فوج کے کام کاج یہ ہیں کہ کوئی بھی باہری ملک سے حملہ ہونے پر ملک کی زمین کے حصہ کا مکمل تحفظ کرنا۔ اب جو ہمارا جغرافیہ، سیاسی، سماجی اور تکنیکی ماحول کے اوپر کا تحفظ بہت بڑا کام ہے۔اس کے علاوہ بری فوج ہمیشہ کسی بھی سوال کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہتی ہے۔ ملک کے بہت دور تک پھیلے ہوئے سرحدی علاقے کی حفاظت، قدرتی آفات کا سامنا کرنا وغیرہ کام بھی کرتی ہے۔

ہندوستانی بحری فوج:۔ دنیا کے بہت بڑے آبی علاقوں پر مشتمل ہندوستان ہے۔ لمبا چوڑا ساحل انڈومان نکوبار اور لکشادیب بھی شامل ہے۔اس کی حفاظت کرنے کے لیے طاقتور بحری بیڑا ہے اس کا مرکزی دفتر بھی دہلی میں ہے۔اس کے سپہ سالار بھی صدر ہند ہیں۔ ہمارا بحری بیڑا تین علاقائی کمانڈوں میں تقسیم ہے۔جو یوں ہیں۔

(1) مغربی بحری کمانڈ جس کا مرکزی دفتر ممبئی میں ہے۔
(2) شمالی بحری کمانڈ جس کا مرکزی دفتر وشاکھا پٹنم میں ہے۔
(3) جنوبی بحری کمانڈ جس کا مرکزی دفتر کوچین میں ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستانی بحری فوج کے دو پلیٹ ہیں مغربی کمانڈ اور مشرقی کمانڈ وشاکھا پٹنم میں ہندوستانی جہاز کا کارخانہ ہے۔ علاوہ ازیں کلکتہ میں اور گوا میں بھی جہاز تیار کرنے کا کام ہوتا ہے۔ ان بحریہ تیار کرنے والے مرکزوں میں جہاز اور آب دوز اور چھوٹی کشتیاں تیار کی جاتی ہیں۔

بحری فوج:

بحری فوجی دستہ: ارولیانڈر قسم کا فری گیٹ یعنی جنگی جہاز آئی۔ ین۔یس ۔نیلگری، ہماگری، دیواگری، تاراگری، وندھیاگری، چکرادھاری (مارچ 2012 میں نئے طور سے شامل کیا گیا) اور ہندوستانی طرز آئی۔ ین۔یس

وبھوتی آب دوز جہاز تیار کیا گیا۔اس کے ذریعہ ہندوستان انتہائی جدید ترین بحری فوج رکھنے والے ملکوں میں چھٹا ملک کے امتیاز کا مالک ہے۔

ہندوستانی بحریہ کے بحری فوج کے افسران ہی کے لیے دوتربیتی مرکز کھولے گئے ہیں۔وہ یہ ہیں کیرلا کا آئی۔ین۔یس ونڈورتی اور مہاراشٹر کے لوناوالا میں آئی۔ین۔یس شواجی ہیں۔

فضائی دستہ (فوج):۔ ہندوستانی فضائی فوج جدید ترین فوج ہوتے ہوئے ٹکنالوجی سے بھری ہوئی ہے۔حساس اور ہر طرح سے مسلح کارگذار اوزار رکھتی ہے۔علاوہ اس کے ہتھیاروں کا انتظام۔بہترین رابطہ کا انتظام، پتہ چلانے والا طور طریق، دشمنوں کا سامنا کرنے اور دفاعی صلاحیتون کی حامل ہے۔فضائی فوج کے سب سے اہم کارنامے جنگی ہوائی جہاز ہیں۔ٹکرانے والے فضائی دستے بہت زیادہ اہم ہیں۔

فضائی فوج

ہندوستانی فضائی فوج جنگ اور امن کے موقع پر ملک کے لیے ہمت اور نتیجہ خیز کام کرتی ہے۔سارے ملک کی مکمل حفاظت، تحفظ اور استحکام کی حفاظت میں کامیابی حاصل کی ہے۔فضائی فوج کا مرکزی دفتر دہلی میں ہے۔یہ پانچ آپریشنل کمانڈ اور دو فنکشنل کمانڈ رکھتی ہے جو اس طرح ہیں۔آپریشنل کمانڈ

(1) مغربی کمانڈ

(2) مغربی کمانڈ شیلانگ (میگھالیہ)

(3) مرکزی کمانڈ الہ آباد گجرات

(4) شمال مشرقی کمانڈ گاندھی نگر (گجرات)

(5) جنوبی کمانڈ تروانت پورم (کیرالہ)

سرگرمی: سابق فوجیوں سے ہماری فوجوں کے انتظام کے بارے مزید معلومات حاصل کیجیے۔

آپ کو معلوم رہے:۔سابق فوجیوں سے ہمارے فوجوں کے انتظام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔

فنکشنل کمانڈ:

تربیتی کمانڈ بنگلور (کرناٹک)

تخلیقی کمانڈ ناگپور (مہاراشٹر)

اس کے علاوہ فضائی فوج کی تربیت کے لیے دو اہم مرکز ہیں۔ بنگلور اور حیدرآباد، اسی طرح فضائی فوج کے لیے منتخب اڑان بھرنے کی تربیت حاصل کرنے کے لیے خصوصی تربیتی اکیڈمی ڈنڈی گھاٹ میں کھول گئی ہے۔ اس کے مطابق ہی انتظامی اور تکنیکی تربیتی مراکز بنگلور اور کوئمبتور میں ہیں۔ ہمارا فضائی دستہ ایک ہزار سے زائد ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر بھی رکھتا ہے۔ ان میں سے اہم نمونے کے ہوائی جہاز کین برا، ہنٹر، اجیت، مگ 21 مل 23 مگ 25 مگ 29 میرج 2000 وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کو یہ معلوم رہے:

تینوں شعبوں کے کام کاج کے درجے

فضائی فوج		بحری فوج		زمینی (بری) فوج	
ایر چیف مارشل	A	اڈمیرل	A	جنرل	A
ایر مارشل	B	نائب اڈمیرل	B	لیفٹیننٹ جنرل	B
ایر وائس مارشل	C	ریر اڈمیرل	C	میجر جنرل	C
ایر کمانڈر	D	کماڈور	D	بریگیڈیر	D
گروپ کمانڈر	E	کیاپٹن	E	کرنل	E
ونگ کمانڈر	F	کمانڈر	F	لیفٹننٹ	F
اسکویڈرن لیڈر	G	لیفٹننٹ	G	میجر	G
فلائٹ لیفٹننٹ	H	لیفٹننٹ	H	کیپٹن	H
فلائنگ آفیسر	I	سب لیفٹننٹ	I	لیفٹننٹ	I

فوج میں تقررات:۔ ہندوستان کا ہر ایک شہری اپنی پسند سے کسی بھی ذات، دھرم، فرقہ اور گروہ سے ہو بغیر کسی امتیاز کے فوج میں شامل ہوسکتا ہے لیکن حکومت نے جن جسمانی ذہنی صحت تعلیمی معیار کو عام صلاحیت اور اس عہدے کے لیے درکار تکنیکی صلاحیت جیسی قابلیت کا رکھنے والا/ والی ہو۔

آپ کو معلوم رہے:۔ عوامی ملکیت والے دفاعی کارخانے 1954 بی۔ای۔ایل 1964 بی۔ای۔یم۔ایل 1964 ایچ۔اے۔ایل 1970 بی۔ڈی۔ایل (بھارت ڈائنا مکس Ltd.)

ہمارے تحفظ کی اہمیت اور تحقیقی پیش رفت:

آج ہماری حفاظتی فوجیوں کو کئی ایک سوالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لہذا ملک کی سرحد کی حفاظت کے لیے ہمارے سپاہی ہمیشہ تیار ہیں۔ ہماری فوجوں کی وسعت دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے۔فضائی فوجوں میں پانچواں مقام ہماری فوج اپنے رقبہ اور ساخت کے اعتبار سے دنیا میں چوتھے مقام پر ہے اور بحری فوج بھی پانچویں مقام پر ہے۔

ہماری فوجوں کو طاقتور بنانے کے لیے ہی کاروار کے می بڑ دبحری اڈہ تعمیر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ 1958 میں دفاعی تحقیقی اور ترقیاتی ادارہ Defence Research and Development (D R D O) Organisation کو قائم کرتے ہوئے زمین سے زمین تک مار کرنے والے راکٹ تیار کیے گیے راکٹ پرتھوی، ترشول، آکاش، ناگھا، اگنی 1۔2۔3۔4۔5 نامی جدید ترین راکٹ بناتے ہوئے 19 اپریل 2012 میں اگنی پانچ کو ہزار کیلومیٹر کا نشانہ لگانے والی راکٹ کی وجہ سے دنیا کے مقتدر ملکوں میں شامل ہوگیا۔(مقتدر ممالک امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس وغیرہ ممالک ہیں)

بوفورس توپوں کو کارگل کی لڑائی (ہندوستان اور پاکستان کے درمیاں مناسب انداز میں استعمال کیا گیا۔موقعہ پڑنے پر جوہری ہتھیار بھی مناسب انداز میں لڑنے کی مہارت وتکنیک بھی پوکھران جوہری دھماکے سے معلوم کر لی گئی ہے۔اس کے علاوہ ملک کے مختلف علاقوں میں 55 حفاظتی تحقیقاتی اداروں کو قائم کیا گیا ہے جن کی وجہ سے ہمارے ملک کے مفاد کی حفاظت کے لیے اور ملک کے روشن مستقبل کے لیے ہم کو فوجوں میں شامل ہونا ہے اور فوج کی طرح ہر قربانی کے لیے تیار رہنا ہوگا۔

بری فوج میں نچلے درجے والے عہدوں کی تقرری کرتے ہوئے ریاستی اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے تقرر چاہنے والے لوگ ان کی آبادی کے مطابق تقرر کیا جاتا ہے۔ (The recruitable male R M P population) فضائی فوج کے لیے مناسب امیدوار کا تقرر اور رجسٹریشن (اندراج) کے ذریعہ کل ہند سطح پر

تقرر کیا جاتا ہے۔ یہ مرکزی فضائی فوج کی بھرتی کے لیے بنائے گئے منڈل Central Air man sclection board وقت آنے پر جو ہیر ہتھیار کی بھاگ دوڑ میں کامیابی کے ساتھ سامنا کرنے کی ٹکنالوجی پر وکران کے تجربے سے جان کاری حاصل کر لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ قومی مفاد اور اس کے روشن مستقبل کے لیے ہم فوج میں شامل ہوں ہمارے فوجی دستوں کی طرح قربانی کے لیے بھی تیار رہیں۔

یہ آپ کو معلوم رہے: کارگل لڑائی 1999 ہندوستان اور پاکستان کے درمیان مئی جون میں کارگل لڑائی ہوئی۔ مئی سولہ کو پاکستان کے فوجیوں نے کشمیر کی سب بلند چوٹی والے علاقے پر ہوائی حملے شروع کر دئے۔ اس کے جواب میں آپریشن وجے کے نام سے ہندوستان نے جوابی حملہ شروع کیا۔ پہلے پہل ہندوستانی فوج کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس کے جدوجہد کو دگنی کرنی پڑی۔ بوفورس توپیں چودہ جون سے جوابی حملہ کرتے ہوئے پاکستان کو شرمناک شکست دے کر پیچھے دھکیلا۔ جس کی وجہ سے پاکستان کو انتہائی شرمناکی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ ایک چھوٹے پیمانے کی جنگ ہوتے ہوئے بھی پوری دنیا کی توجہ مبذول کر لی۔ امن پسند ہندوستان پر حملہ کرنے والے پاکستان کو حملہ آور ملک قرار دے کر ساری دنیا کے سامنے مجرم بننا پڑا۔ اس جنگ نے سارے ہندوستانیوں کے قومی احساس کو جگایا۔

اس جنگ میں ہندوستان کے تقریباً تیس ہزار جوانوں نے حصہ لیا پاکستان کے حملہ آور فوجیوں کی تعداد پانچ ہزار تھی اس کا اندازہ جنگ کے بعد کئے گئے ایک اندازے کی مطابق تھا۔ ہندوستان کی بری فوج کی تائید میں ہندوستان کی فضائی فوج آپریشن سپیڈ ساگر عمل آوری کے ذریعہ شروع کی۔ جولائی کے آخری ہفتہ میں ہندوستانی فوجیوں نے آخری حملے کرنے شروع کئے۔ جولائی چھبیس کو یہ جدوجہد ختم ہوگئی۔ پاکستان کے خلاف کامیابی پانے والے دن کو کارگل وجے کا دن ہندوستان میں نشان والا بن گیا۔ ہر سال جولائی چھبیس کو یہ دن منایا جاتا ہے۔

دوسرے سال کا حفاظتی نظام:

ہمارے فوجی دستوں کے لیے پہلے ہی سے موجود سال دوم کے تحفظی نظام کے مختلف اکائیوں کے ذریعہ ان کو تیار کیا گیا ہے۔

National cadet corps	ین۔سی۔سی	Territorial army	علاقائی فوج
Border security force	سرحدی حفاظتی دستہ	Costal Guards	ساحلی فوج
Home guards	ہوم گارڈس	Civil defence	شہری تحفظ
		Red Cross	ایڈ کراس

علاقائی فوج:۔ یہ ایک نیم وقتی خودخدمتی جماعت ہے۔اسے 1949 میں پارلیمان کے قانون کے تحت قائم کیا گیا۔اس میں پیشہ ورفوجی نہیں ہوتے۔خواہش مند شہری اپنے فارغ وقت میں فوجی تربیت حاصل کرنے کا موقعہ فراہم کی گیا ہے۔ باروزگار اور 18 سے 42 سال کی عمر والے اس خدمت میں شریک ہونے کے قابل ہوتے ہیں۔

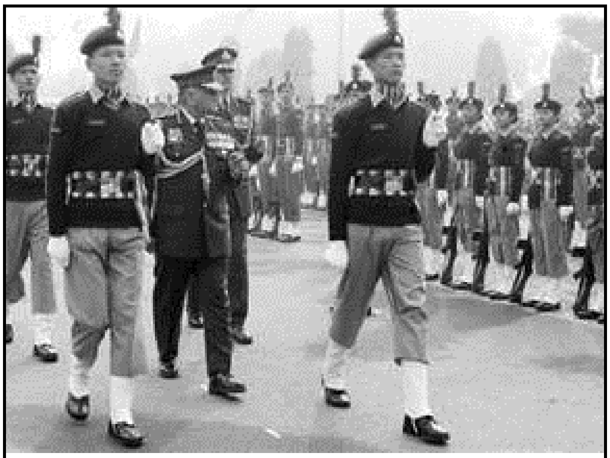
ین۔سی۔سی

اس کے کام کاج قوم ہنگامی صورت حال کا سامنا کرنے پر قدرتی آفات کے موقع پر یہ کام کرتی ہے ہرسال نومبر کے مہینے کے تیسرے ہفتہ میں علاقائی فوج کا دن ہوتا ہے۔

ین۔سی۔سی:۔

ین۔سی۔سی بھی ملک کی ایک اہم نوجوان تنظیم ہوکر اسے 1948 میں قائم ہوئی۔اسے اسکول اور کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ اپنی مرضی سے شامل ہونے کے لیے کھولا گیا ادارہ ہے۔اس کا اہم مقصد انفرادی خوبیوں کو بڑھاوا دینا ہے، قیادت کی خوبیاں بڑھانا، دوستی بڑھانا اور اصول پسند خدمت کا جذبہ بڑھانا ہے۔ یہ ایک منظم تربیت یافتہ انسانی دستہ ہوتا ہوا قومی ہنگامی صورت حال کے موقع پر قوم کا تعاون کرتی ہے۔ ین۔سی۔سی میں دوشعبے ہیں وہ یوں ہیں سینئر یعنی کالج کے طلبہ کے لیے اور جونیئر کے معنے اسکول کے طلبا کے لیے ان کیڈٹوں کو کئی ایک سہولیات دی گئی ہیں جو یوں ہیں۔

☆ ین۔سی۔سی تربیت یافتہ نوجوانوں کو حفاظتی فوجوں میں شامل ہونے کے لیے خصوصی موقع۔
☆ تربیت کے دوران خاص مقام حاصل کرنے والوں کے لیے پیشہ وارنہ کالجوں میں ریزرویشن کی سہولت۔
☆ تربیت کے دوران ہتھیار چلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔
☆ دورتک چلنا (ہائکنگ)
☆ مہماتی چڑھاؤ (ٹریکنگ)
☆ پھسلنا (گلائیڈنگ)
☆ کوہ پیمائی (سکسلینگ)

سمندری سرحدی محافظ:۔ یہ ایک نیم فوجی تنظیم ہے۔دوسرے سال کے حفاظتی انتظام میں یہ سب سے اہم ہے۔حال میں یعنی 1978 میں قائم ہوئی ہے۔یہ سمندر سے متعلق اورقومی مفاد سے متعلق حفاظتی دستہ ہے۔یہ تقریباً 5.516.7 کلومیٹر کا علاقہ ہے کی حفاظت کا کام کرتی ہے۔اس حفاظتی دستے کے جہازوں کے نام گھبراہٹ طاری کرنے والے نام دئے گئے ہیں جو یوں ہیں۔ پوٹھار، وکرم، وجے اور ویرا،سمندر کی راہ سے ہونے والے غیر قانونی کاروبار، اسمگلنگ جیسے غیر مجاز کاروبار کو روکنے میں یہ مددگار ثابت ہوتی ہے۔اس کا مرکزی دفتر دہلی میں ہے۔اس کا ایک ڈائرکٹر جنرل بھی ہوتا ہے۔ یہ تنظیم چار اہم تھانے بھی رکھتی ہے۔ممبئی، چنئی، گاندھی نگر اور انڈومان نکوبار کے پورٹ بلیر میں قائم کئے گئے ہیں۔

سرحدی حفاظتی دستہ(Border Security Force):

سرحدی حفاظتی دستہ 1965 میں قائم کیا گیا۔ یہ فوجی ہمارے ملک کے 15.200 کلومیٹر علاقے کی سرحدوں کے حصوں پر چوکسی برتتے ہوئے حفاظت کرتے ہیں۔اس کا تربیتی مرکز بنگلور یلہنکا میں ہے۔سرحدی علاقوں کی خلاف ورزی اور دراندازی علاقے میں اسمگلنگ روکنے میں یہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ اندرونی حفاظتی نقطۂ نظر سے آسام رائفلز، انڈو تبتین سرحد پولس (ITBP)مرکزی ریزرو پولیس دستہ (CRPF) ریلوے حفاظتی دستہ(RPF) وغیرہ معاون خدمت گذار دستے اپنے کام کرتے ہیں۔

شہری دفاع(Civil Defence):

اس کا اہم مقصد زندگی بچانا یعنی شہریوں کی زندگی بچانا ہے۔شہریوں کی جائیداد پر ہونے والے نقصانات کم کرنے کے لیے اور صنعتی پیداوار پر ہونے والے غیر قانونی حرکتوں کو روکنا ہے۔یہ اپنے آپ خود ہی شامل ہونے کی تنظیم ہے۔ یہ شہریوں کی حفاظت والی سرگرمی اسی ملک کے تقریباً بائیس حصوں یا میں شہروں میں آزادانہ طور پر قائم ہیں۔موجودہ تیرہ لاکھ شہری دفاع خود اختیاری خدمت گار ہیں جس میں ابھی تک 6.64 لاکھ بیدار ہوئے ہیں۔

ہوم گارڈ(Home Guards):

ہوم گارڈ بھی ایک رضا کار خدمت گذار قوت ہے۔ یہ پہلے 1946 میں وجود میں آئی۔مقامی پولیس کی معاون ہوتی ہے۔ یہ شہری زندگی کے سماج میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کو قابو میں لانے میں پرامن انتظام کی دیکھ بھال میں اور انتخابات کے موقع پر لولیس کی معاون ہوتی ہے۔ یہ چند ایک ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں کام کرتی ہے۔1962 میں جب چین نے ہمارے ہندوستان پر حملہ کیا تو یہ موجود تھی اس خود کار تنظیم نے یونیفارم پہن کر ملک کی حفاظت کے لیے تعاون کیا۔ ہمارے ہندوستان میں تقریباً پانچ لاکھ تہتر ہزار سات سو ترانوے اس جماعت میں رضا کار خدمت گذار ہیں۔

سرگرمی: اپنے مدرسے میں این۔سی۔سی۔اسکاؤٹس اور گائیڈس کے ساتھ مل کر مزید معلومات برائے راست اپنے تجربے کے لیے حاصل کیجیے۔

ریڈ کراس(Red Cross):

ریڈ کراس تنظیم قومی اور بین الاقوامی تنظیم ہے۔1920 میں ہندوستانی پارلیمان نے ایک دفعہ کی منظوری دیتے ہوئے اسے وجود بخشا۔اس کا مرکزی دفتر دہلی میں ہے۔

ہندوستانی ریڈ کراس تنظیم انسانی رضا کار تنظیم ہوتے ہوئے تمام صوبوں اور مرکز کے زیر انتظام ریاستوں میں تقریباً سات سو شاخیں رکھتی ہے۔

صدر جمہوریہ ہند اس تنظیم کے صدر ہوتے ہیں۔ریاستی شاخ کے صدر گورنر ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ ایک سکریٹری جنرل معتمد عام کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔یہ تنظیم انیس 19 اراکین پر مشتمل ایک انتظامی کمیٹی والی ہوتی ہے۔کارگذار صدر اور چھ اراکین کو صدر جمہوریہ نامزد کرتے ہیں تو باقی بارہ اراکین کا تقرر ریاست اور مرکز کے زیر انتظام شاخوں مین ووٹنگ کے ذریعہ انتخاب ہوتا ہے۔

یہ تنظیم انسانی رضا کارانہ تنظیم ہوتے ہوئے۔ملک میں پیش آنے والے قدرتی آفات اور ہنگامی صورت حال کے موقع پر عوام کی مدد کرتی ہے۔یہ کسی بھی فرق یا بھید بھاؤ کے بغیر میدان جنگ میں زخموں کی۔مریضوں کی خدمت کرتی ہے۔اس تنظیم کے سات بنیادی اصول ہیں جو یوں ہیں۔

(1)انسانیت (2)غیر جانبداری (3)خاموش (4)آزادی

(5)باہمی جذبہ (6)عالمی دائرۂ کار (7)رضا کارانہ خدمت

ہماری فوج کے تین حفاظتی دستوں کے ساتھ ساتھ دوسری لائن کی خدمت والی حفاظتی دستوں سے ملک کی محافظ ہوتی ہے۔ہمارے فوجیوں کی تائید کرنا ہر ایک شہری کا فرض ہے۔ہمارے فوجی جب اپنی جان ہی ہمارے ملک کے لیے نچھاور کرنے تیار رہتے ہیں تو ان کی عزت اور ہمت افزائی کرنی چاہیے اسی مقصد کے تحت پرم ویر چکر،مہاویر چکر وغیرہ اعزازات سے فوجیوں کو نوازا جاتا ہے۔ایسے عزازات امن کے موقع پر دئے جانے والے اشوک چکر کے برابر ہوتے ہیں۔

حفاظتی دستے اور بین الاقوامی امن:

ہمارے فوجی صرف ملک کی حفاظت ہی نہیں کرتے بلکہ ان کی خدمات غیر ملکوں میں امن قائم کرنے کے

کاموں میں ان کی خدمات سے ان کو عزت ملی ہے۔ اقوام متحدہ کی نگرانی میں ہمارے فوجی غازہ، کوریا، کانگو، شری لنکا وغیرہ ملکوں میں اپنی خدمات دیتے ہوئے اپنا نام کمایا ہے۔ ہمارے فوجیوں کی مدد سے بنگلہ دیش ایک آزاد ملک بنا۔

اسی طرح نہ صرف جنگ کے موقعہ پر بلکہ امن کے موقع پر ہمارے حفاظتی دستے ملک کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ سیلاب، قحط زدگی، زلزلہ، زمین کھسکنے آندھیاں چلنے کی صورت جیسے قدرتی آفات سے پہنچنے والے حادثات کے موقع پر اپنی بھرپور مدد دیتے ہیں۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

1۔ ہماری سلامتی کے اصولوں کا اہم مقصد ۔۔۔۔۔۔۔ کی حفاظت کرنا ہے۔

2۔ ہماری فوج کے تینوں کے سربراہ اعلیٰ اور سپہ سالار اعظم ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

3۔ بری فوج کے سپہ سالار کو ۔۔۔۔۔۔۔ کہا جاتا ہے۔

4۔ قومی سلامتی کی وزارت کا مرکزی دفتر ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ہے۔

5۔ ہندوستان جہاز کارخانہ ۔۔۔۔۔۔ میں ہے۔

6۔ سرحدی حفاظتی دستہ کی تربیت کا مرکز ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ہے۔

7۔ ہندوستانی ریڈ کراس تنظیم ۔۔۔۔۔۔ میں وجود میں آئی۔

II. درج سوالات کے جواب دیجیے۔

1۔ کاروار کے پاس بحری اڈے کو کیا کہا جاتا ہے؟

2۔ ہماری سلامتی فوج کے چار شعبوں کے نام کیا ہیں؟

3۔ ہندوستانی فوج کی تشکیل کی تفصیل بتائیے۔

4۔ ہندوستان کی بری فوج کے کمانڈ کون کونسے ہیں؟

5۔ ہندوستانی فضائیہ کے کام کاج کی تفصیل بتائیے۔

6۔ فوج میں بھرتی ہونے کے لیے درکار صلاحیتیں کون کونسی ہیں؟

7۔ این۔سی۔سی کے مقاصد کون کونسے ہیں؟ ان کو کیا سہولیات ملتی ہیں؟

8۔ ہندوستانی ریڈ کراس تنظیم کی تفصیل بتائیے۔

III. سرگرمی:

1۔ ملک کا تحفظ ہماری فوجوں کے دستوں پر منحصر ہے پر مضمون نویسی کا مقابلہ رکھیے۔
2۔ اپنے قریبی ریڈ کراس تنظیم کا دورہ کیجیے اور اس کے انجام دئے جانے والے کاموں سے متعارف ہوئیے۔
3۔ وظیفہ یاب فوجیوں کو اپنے مدرسہ آنے کی دعوت دیجیے اور ان کی خدمات کے تجربوں کو آپس میں بانٹیے۔

IV. منصوبہ جاتی کام:

1۔ ہماری فوجوں کو تصویریں بنائیے اور مدرسہ میں رکھیے۔
2۔ مدرسہ مین ریڈ کراس تنظیم کا شعبہ قائم کیجیے اور عوام کی مدد کیجیے۔
3۔ جنگی ہوائی جہاز، جنگی بحری جہازوں کی تصویریں جمع کیجیے۔

***

باب:7

قومی یکجہتی

اس باب میں درج ذیل نکات سمجھیں گے۔

- قومیت کا مطلب
- ملک کے کثرت میں وحدت پیدا کرنے والے نکات
- قومی یکجہتی کے نکات
- قومی یکجہتی کے فروغ میں رکاوٹیں

قومیت: قوم سے قومیت کا لفظ آیا ہے۔ جدید دانشوروں کے خیال کے مطابق قومیت کا فیصلہ کرنے والے نکات یوں ہیں۔ (1) ہم جہاں رہتے ہیں اس زمین کو مادر وطن سمجھتے والی اکثریت (2) اس اکثریت کا آپس میں برادارنہ تعلق کا جذبہ (3) ملک کے سکھ دکھ میں برابر کی حصہ داری ایسے لوگوں کو قوم کے لوگ اور ایسے جذبے کو قومیت کہتے ہیں۔

زمانۂ قدیم سے ہندوستان بھر میں رہنے والے لوگوں میں ایسی قومیت کا جذبہ رہتا چلا آیا ہے یہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے ملک پر ہونے والے غیر ملکی حملوں کے خلاف جدوجہد کرنے میں اکسانے والے یہی قومی جذبہ ہے۔

قومی یکجہتی :۔ ایک ملک کے سارے لوگ »ہم سب ایک ہیں« کا جذبہ ہی قومی یکجہتی ہے۔اس کا مطلب مختلف ذاتوں، مذہبوں اور مختلف زبانوں کے بولنے والے ہم سب ایک ہیں کہہ کر اپنی شناخت بنانے والے ہیں۔ اس قسم کی یکجہتی طاقتور ملک کی تعمیر میں بہت اہم ہوتی ہے۔

ہندوستان ایک وسیع وعریض ملک ہے اور دنیا کی آبادی میں اس کا دوسرا مقام ہے۔ اس ملک میں تقریباً 1652 زبانیں اور ذیلی زبانوں ہیں بات کرنے والے لوگ ہیں۔ ان میں اٹھارہ زبانیں قومی زبانیں ہیں جن کو ہمارے دستور نے تسلیم کیا ہے۔ ہمارے ملک کی مختلف مذاہب اور مسلک (ہندوازم) اسلام، عیسائیت، بدھ مت، جین ازم، سکھ ازم اور پارسی ہیں۔ ایک عجوبہ ہیں۔ اسی طرح الگ الگ لباس، غذائی رواج اور سماجی نظام رہنے پر بھی ہم سب ایک ہیں کا جذبہ رکھتے ہیں۔ جغرافیائی اعتبار سے اور قدرتی طور پر الگ الگ انداز کے باوجود سیاسی طور پر متحد ہوکر ہر ایک حصہ ایک ہی دستور کے تحت منسلک ہے۔

کثرت میں وحدت :۔ ہندوستان اپنے کئی اختلافات کے درمیان یکجہتی کے ذریعہ اپنی بنیاد رکھتا ہے۔ جغرافیائی، سماجی، زبان کے اعتیار سے رسم ورواج کے اعتبار سے، سیاسی اور مذہبی عوام اور تہذیبوں کے درمیان کئی ایک الگ الگ انداز کے ہونے پر بھی ہمالیہ سے لے کر کنیا کماری تک ہندوستانی زندگی کے طور طریق میں یکجہتی کے نکات پوشیدہ ہیں۔

ایک ہی انداز کا انتظامی نظام، آسان تعلق کے وسائل، جدید ترین تعلیم کا انتظام، قانونی نظام وغیرہ میں یکجہتی کا نکتہ پیدا کرتا ہے۔

کثرت میں وحدت پیدا کرنے والے نکات :

جغرافیائی یکجہتی :۔ ہندوستان کو دیگر ملکوں سے علاحدہ کرنے والا ہمالیہ پہاڑ، خلیج بنگال، ہندومہاساگر، بحر عرب یہ سب ہندوستان کو قدرتی طور پر سب کو ایک ہونے پر ابھارتے ہیں۔ جغرافیائی طور پر بسنے والے لوگ قومی ترانہ گاتے ہوئے قومی یکجہتی کی علامت بنتے ہیں۔

سیاسی یکجہتی :۔ قدیم زمانے ہی سے ایک ہی انداز کو اپنانے والا ہندوستان آج بھی ایک ہی دستور ایک ہی انداز کا قانون، تعلیمی نظام، متحدہ عدلیہ نظام مضبوط مرکزی حکومت کے انتظام کی وجہ سے قومی یکجہتی حاصل ہے۔ ہم ہندوستانی ہیں سیاسی شناخت، ساتھ ہی تعلیم، مضبوط قانون، تعلقات کا نظام وغیرہ علاقوں میں یکساں قوانین ہیں۔

مذہبی یکجہتی :۔ ہندوستان میں کئی ایک مذاہب ہیں۔ ہندو، جین، سکھ، کرسچین، اسلام، پارسی وغیرہ مذاہب کی جڑیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہر ایک مذہب اپنی عید مل جل کر اتحاد کا ثبوت دیتے ہیں اور ساتھ ہی ہمہ مذہبی یا ہندوستان میں تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کا برابر کا حق ملا ہوا ہے۔

زبانی اتحاد:۔ ہندوستان کئی ایک زبانوں والا ملک ہے۔ بہت ساری زبانوں کے لیے سنسکرت زبان بنیاد ہے۔ الگ الگ زبانیں بولنے والے ہندوستان میں بستے ہیں۔ ہر ایک ریاست اپنی ہی زبان، ادب رکھتی ہے مگر زبان کی وحدت کو کوئی دھکہ نہیں پہنچتا ایک زبان کے لوگ دوسری زبانوں کا احترام کرتے ہیں۔

تہذیبی وحدت: ہندوستان میں مختلف قوموں کے لوگ، مذہب مختلف ہونے پر بھی تہذیب وحدت ہر جگہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ الگ الگ علاقوں کے لوگ اپنے ہی رسم و رواج، روایات خیالات، لباس، غذائی اطوار اور طرز زندگی الگ الگ تہذیبی اختلافات رکھتے ہوئے وحدت رکھتے ہیں۔

قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے نکات (بڑھاوا دینے والے نکات):

سیکولرازم (مذہبی مساوات):

ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے کسی مذہب کا مخالف نہیں ہے۔ اس کے معنی ہیں ملک کا ہر ایک شہری اپنے خود کے مذہب پر عمل پیرا ہونے کا حق رکھتا ہے۔ ہمہ مذہبی میل جول ہے۔ اس لیے اس ملک میں یکجہتی کو فروغ ملا ہے۔

عوامی جمہوریت:۔ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہوتے ہوئے، سارے شہری ملک کے قانون کے تحت برابر ہیں۔ بنیادی حقوق اور سیاسی رہنما اصول ریاست کے سارے شہری ایک ہیں، قرار پاتے ہیں۔ عوام مختلف زبانوں اور تہذیبوں کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ امتیاز نہیں برت سکتے۔ اس لیے ہندوستان کو اتحاد والا ملک سمجھا جاسکتا ہے۔

قومی تہوار:۔ ملک کے قومی تہوار جشن یوم آزادی، یوم جمہوریہ، گاندھی جینتی وغیرہ ہندوستانیوں کو ایک کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان تیوہاروں کو سارے ہندوستانی شہری ہر ایک علاقہ میں مناتے ہیں۔ کوئی بھی زبان اور تہذیب کا لحاظ کئے بغیر منائے جانے والے ان تیوہاروں کی وجہ سے ہمارے اتحاد کو یاد کیا جاتا ہے۔

ہمارے قومی نشانات:۔ ہمارے قومی نشانات یا علامتیں، قومی ترانہ، قومی جھنڈا، قومی پھول، قومی پرندہ، قومی جانور وغیرہ بھی ہم سب ایک ہیں کے طور پر پہچانے جانے کے لیے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہ نکتہ بھی ان تیوہاروں کے منائے جانے کے وقت یا مصیبت کے موقع پر ہم سب ایک ہیں کہہ کر اتحاد لانے والا ایک صحت مند نکتہ ہے۔

قومی پھول کنول

قومی جانور شیر

قومی پرندہ مور

قومی نشان

آپسی میل ملاپ:۔

مرکزی اور ریاستی حکومتیں عام مقاصد کے ذریعہ کام انجام دیتی ہیں۔ ملک کا ہر ایک حصہ بھی دوسرے حصہ پر منحصر ہے۔ اس علاقے کی پیداوار اقتصادی ترقی میں شامل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر پنجاب میں اگر گیہوں پیدا ہوتا ہے تمل ناڈو میں فروخت ہوتا ہے۔ کپاس اگر گجرات میں پیدا ہوتی ہے تو بہار میں بکتی ہے۔ اس لیے کوئی بھی علاقہ دوسرے علاقہ پر اس کا انحصار ہوتا ہی ہے۔ کوئی بھی علاقہ مکمل طور پر خود کفیل نہیں ہوسکتا۔ یہ نکتہ بھی ہم سب ایک قوم و ملک کے ہیں کو بتاتا ہے۔

ان سب کے علاوہ دیگر نکات مثلاً آپسی میل جول کا ذریعہ، ذرائع ابلاغ قدرتی نکات، الگ الگ تہذیبیں، علاقائیت، مذہب زبان وغیرہ بھی ہوں تو سارے ملک کے عوام ایک ہیں کی وحدت دیکھی جاسکتی ہے۔

قومی یکجہتی کے فروغ میں آنے والی رکاوٹیں: ملک میں الگ الگ قوموں کے لوگ اپنی قوم کو مذہب سے متعلق لوگوں پر مشتمل تنظیمیں قائم کرتے ہوئے اپنی اپنی قوم کو متحد کرنے اور قوم سے متعلق نکات کی تبلیغ و اشاعت سے قومی سالمیت کو توڑ پھوڑنے کی ایک کوشش ہے۔

(2) ملک میں کئی ایک زبانیں وجود پذیر ہیں۔ علاقائی زبانوں پر اندھی عقیدت بڑھنے لگتی ہے۔

(3) ملک میں کئی ایک ذات کو لوگ ہیں۔ ذات پات کی تنظیم کے وجود میں آنے کی وجہ سے ذات کی بنیاد پر جذبات بڑھنے لگتے ہیں۔

(4) ہماری ریاست ہمارا ملک کہہ کر علاقائی جذبہ کی وجہ سے ملک وحدت کے لیے مسئلہ بنتی ہے۔

(5) بین ریاستی سرحدی جھگڑے۔ آبی تنازعہ، لسانی جھگڑے بھی ملک کی سالمیت کے لیے مسئلہ بنتے ہیں۔

اوپر بیان کردہ نکات کے علاوہ دہشت گردی، چھوت چھات سیاست دانوں میں جذبے کی کمی عوامی عدم بیداری وغیرہ بھی ایکتا کے لیے رکاوٹ ہیں۔ باوجود اس کے جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے مختلف مذہب کے لوگ ذات پات کے لوگ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو مذہب کی تبلیغ کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے محبت کرنا چاہیے۔ ہر ایک مذہب کی بنیاد کے اعتبار سے اس کے مقدس دن عیدوں اور تیوہاروں کے موقع پر آپسی میل

میلاپ اور ایک دوسرے کے مبارکباد دینا چاہیے۔ کسی بھی ایک مذہب کا گروہ دوسرے مذہبی گروہ کے بارے میں بیزاری کا اظہار نہ کرے۔ ملک کے تعلیمی نظام دوبارہ تشکیل دینا ہوگا۔ پیشہ ورانہ تعلیم زیادہ سے زیادہ دینی ہوگی۔ اسکول ترک کردینے والے بچوں کو کم کرنا ہوگا، اس طرح ذمہ دار شہری کہلانے والے ہم لوگ دیگر زبانوں کو تہذیب کو مذہب کو مناسب عزت دینا ہوگا۔ اسی وقت صحیح سالمیت آسکتی ہے۔

سرگرمی: اپنے مدرسہ میں قومی یکجہتی کے جذبات کو فروغ دینے والے مواقع پر ایک نوٹ لکھیے۔

مشقیں

I خالی جگہوں کو مناسب الفاظ کے ساتھ پر کیجیے۔

1۔ ہندوستان ایک غیر دینی ملک ہے۔۔۔۔۔۔مخالف ملک نہیں۔

2۔ فرقہ پرستی ہمارے۔۔۔۔۔۔ایک بڑا خطرہ ہے۔

3۔ یوم جمہوریت۔۔۔۔۔۔۔تیوہاروں میں ایک ہے۔

4۔ ہندوستان مختلف زبانوں۔۔۔۔۔۔ہے۔

5۔ قومی جھنڈا کی۔۔۔۔۔۔۔نشانیوں میں سے ایک ہے۔

II. درج ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

1۔ قومیت سے کیا مراد ہے؟

2۔ قومی اتحاد کسے کہتے ہیں؟

3۔ کثرت میں وحدت پیدا کرنے والے نکات کون کونسے ہیں؟

4۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے نکات کون کونسے ہیں۔

5۔ قومی وحدت کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے آپ کیا مشورہ دیں گے۔

III. **سرگرمی**

1۔ کثرت میں وحدت پیدا کرنے والی تصاویر تیار کر کے مدرسہ میں آویزاں کیجیے۔

2۔ اپنے مقام میں مختلف مذہب دین والے لوگوں کے منائے جانے والے تیوہار کے طور طریق سے متعلق معلومات جمع کر کے ان پر نوٹ لکھیے۔

IV. **منصوبہ جاتی کام:**

1۔ قومی اتحاد پیدا کرنے والی تصاویر جمع کیجیے۔

2۔ قومی وحدت کو فروغ دینے والی مذہبی کتابوں کو جمع کیجیے۔

***

سماجیات

باب:3

سماجی تبدیلیاں

اس باب کے مطالعہ کے بعد آپ یہ جانیں گے۔

- سماجی تبدیلیوں کے معنی ومفہوم
- مخالفت وتنازع، تضادم
- موازینہ ومشابیت
- مقابلہ
- ہم عصر زندگی
- باہمی امداد

سماجی تبدیلیوں کے معنی ومفہوم:

تبدیلیاں قدرت کے اصول ہیں۔ انسان کے سماج کی ترقی تبدیلیوں کی وجہ سے ہی ہوئی ہے۔ زمانہ دراز سے انسان کے کردار چال چلن میں ثقافتی اقدار میں سماجی اصول وضوابط میں ہونے والی اہم تبدیلیوں کو ہی سماجی تبدیلیاں کہا جاتا ہے۔ یہ سماج کے عملی تشکیلات عملی کام کاج اور سماج کی ثقافتی ترقی کو ظاہر کرتے ہیں۔ سماجی تبدیلیاں سماج کی اقتصادی ومعاشی تشکیل میں ہونے والی تبدیلیوں کو بیان کرتی ہیں۔ تہذیبی مذہبی معاشی سائنسی اور تکنیکی تحقیقات تبدیلیوں کی رفتار کو بڑھاتی ہیں۔ اس طرح سے انسان کی حرکت اور انسان کے چال چلن پر سماجی تبدیلیاں ہی بہت اہم وجہ ہیں۔

تبدیلی عام طور سے دو طرح سے ہوتی ہے۔ فطری وجوہات جیسے قدرتی آفات زلزلے سیلاب وغیرہ سے سماجی زندگی میں اہم تبدیلیاں ہونا قابل قبول بات ہے۔ یہ تبدیلیاں قدرت سے لگاؤ کی طرا اشارہ کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر آج کل کے گلوبل وارمنگ (عالمی حدّت) میں اضافہ سے ہونے والی اہم تبدیلیوں پر غور کیا جاسکتا ہے۔

دوسری تبدیلی انسان کے چال چلن اور چست پھرتیلے پن سے ہونے والی نئی نئی تحقیقات سے ہونی والی تبدیلیاں ہیں۔ مثال کے طور پر غلام گری اور مختلف حیاتی استحصال رویوں کے خلاف مختلف تحریکوں کے ذریعہ آزادی کا حاصل کرنا۔ پھر عورتوں کے حقوق دلتوں کے حقوق اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے نئے نئے قوانین اور انتظامی اصلاحات کی تشکیل بھی ہو۔

یہ سماج کی تشکیل اور سماج کے اہم کاموں میں کئی تبدیلیاں بھی لائی ہیں۔ اس طرح کی تبدیلیوں کو ہی سماجی

تبدیلیاں کہا جاتا ہے۔

اسکواس طرح بھی کہا جاسکتا ہے۔انسان کی زندگی میں ہونے والے اہم تغیرات ہی سماجی تبدیلی کہلاتی ہیں۔

- سماجی ماہر میکائیور کے مطابق
- سماجی تعلقات میں ہونی والے تبدیلیاں میں سماجی تبدیلیاں ہی سماجی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

سماجی تبدیلیوں کی خصوصیات:

- سماجی تبدیلیاں مسلسل ہوتی ہیں۔
- سماجی تبدیلیاں ہمہ گیر ہوتی ہیں۔
- سماجی تبدیلیوں کی رفتار اور قسم ایک ہی طرح کی نہیں ہوتی۔
- سماجی تبدیلیاں سماجی افعال کے جال کی تخلیق کرتی ہیں۔

سماجی تبدیلیاں اور سماجی عمل:

سماجی عمل کے ذریعے ہی سماجی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔عظیم سماجی ماہرین پارک اور برگس نے سماجی افعال کو چار اقسام کے ذریعے بیان کیا ہے۔عام طور سے سماجی تبدیلیوں کے اقسام یہ ہیں۔

(1) تصادم یا مخالفت (2) معاہدے (3) امداد اور تعاون (4) ہم عصر زندگی

(5) مقابلے۔ یہاں پر مقابلے کو بھی سماجی تبدیلی کہا گیا ہے۔

مخالفت یا تصادم:۔ سماجی تبدیلیوں میں اہم اور مقبول ترین قسم تصادم ہے۔ایک گروہ یا ٹیم اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی غرض سے جو جھگڑے کرتی ہے وہ ہی تصادم کہلاتا ہے۔مثال کے طور پر کبڈی کے کھیل کے دوران دو ٹیم اپنے اپنے مقابلے کے نشانات کو بڑھانے کے لئے اپنی حت الامکان کوشش لگا کر کھیلتے ہو اور جو ٹیم اپنا دل لگا کر محنت سے کھیلتی ہے وہی جیت بھی حاصل کرتی ہے۔

اسی طرح تبدیلیاں بھی ہیں۔ایک سماجی نظام میں افراد سے یا لوگوں کے گروپ سے اپنے حقوق کے لئے یا ان کو ملنے والی سہولیات کو حاصل کرنے کے لئے آزادی اور مساوات نہ ملنے پر انفرادی طور پر یا تحریک کی شکل میں جدوجہد اور مخالفت کرتا ہے اس کی مناسب مثال یہ ہے کہ اگر لڑکیوں کے حقوق یا دلت لوگوں کے حقوق کو چھین لیا جائے تو کل سماج میں اس کا چرچا ہوتا ہے اور یہ حقوق کو نہ چھیننے پر مشورہ دیا جاتا ہے۔یہ چرچا صرف حق چھیننے والوں یا حق کو گنوانے والوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ چرچا اپنے حقوق کو دکھلانے کا چرچا ہوتا ہے اور حقوق کے حصوں کا تصادم

ہوتا ہے۔اس طرح یہ بھی سماج میں تبدیلیلا نے کا ایک اہم بنیادی حصہ ہوتا ہے۔

معاہدے:

جس طرح سے جدو جہد مخالفت یا تصادم سماجی تبدیلی کا اہم ہے اتنا ہی اہم معاہدہ وموازینہ ہے۔سماج کے افراداور گرہوں اپنے اپنے تقاضات کچھ بنیاد پرنتائج آپس میں معاہدوں کے ذریعہ حل نہ ہوئے تو اس سماج میں گر وہی تصادم پیدا ہوسکتا ہے۔معاہدہ یا بات چیت کہا جاتا ہے۔ یہ معاہدے کنبہ کے اندر یا ہر سماج میں تحریک میں اصول وضوابط میں کئی قسم کی تبدیلیاں لاتی ہیں جو ایک دوسرے کی احترامیت کا قدم ہوتا ہے۔اوراس سے سماج میں امن ہمدردی اور فراغ دلی کا ماحول بنتا ہے۔

امداد یا تعاون:۔ انسان اپنی ضروریات کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کئے جانے والے راستوں میں امداد بھی ایک اہم راستہ ہے۔سماج میں کئی قسم کے سماجی تعلقات کا ہونا اہم اور لازمی ہوتا ہے۔اوراسی کو امدادی جذبہ بھی کہا جاتا ہے۔امداد دو قسم کے ہوتے ہیں۔

پہلا راست تعاون امداد دوسرا بالواسطہ امداد (تعاون) اسکو اسطرح سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ایک بچہ اسکول میں تعلیم حاصل کر رہا ہے تو اس کے لئے ذمہ دار اسکا استاد ہے جو اسکو براہ راست تعاون کرتا رہتا ہے۔اسی مدرسے کے انتظام کو چلانے والا میر معلم دو پہر کا کھانا تیار کرنے والی عورتیں اسکول کو پاک وصاف کرنے والے عملہ بچوں کو پا نی لے آنے والی مائیں سب بچہ کی تعلیم میں بالواسطہ اثر انداز کرتے رہتے ہیں۔اس طرح سے امداد یا تعاون سے چلنے والے مدرسے میں صحیح اور بہترین تعلیم کا سبب بنتے ہوئے اس گاؤں یا اس محلہ کی تبدیلی کے اسباب بنتے ہیں اور تعلیم کا بنیادی اکتساب ہی آگے چل کر ہماری ہم عصر زندگی کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتا ہے۔

ہم عصر زندگی:

انسان کی زندگی کے وجوداور ترقی کے لئے ہم عصر زندگی بے حد اہم اور ضروری ہے۔ہم عصری زندگی ہمارے قانون اور دستور کی امید بھی ہے اور سیکولازم اشتراکی جمہوری نظریوں کی حامل ہیں۔اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام لوگ مساوی موقعات آزادی سماجی معاشی سیاسی انصاف کے ساتھ متحد ہوکر زندگی گذاریں ہمارے آئین میں بھی دستور کے 14 ویں دفع میں بھی تمام مساوی ہونے کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔اور یہ ذات پات مذہب نسل جنس علاقے اور دیگر معاملات کے مساوات سے متعلقہ ہے۔اسکا بیان یہ بھی ہے کہ کسی کو بھی سماجی اور معاشی مساوات سے روکا نہ جاسکے۔ہندوستان جیسے ملک میں اتحاد میں اتفاق کے مسئلے کے دور کرنے کے لئے

> سرگرمی: ۔
> تعاون: مدد، ہم عصر زندگی کے متعلق اپنے کنبے کے افراس سے معلومات اکھٹا کیجئے۔

ہم عصریت بہت ضروری ہے۔متعدد ذاتوں متعدد زبانوں اور مختلف تہذیبی حالات کو رکھنے والے ہندوستان جیسے ملک میں اعلیٰ نموتاً زندگی کا گذارنے کے لئے سماجی تبدیلیاں ہی اسکا سبب بنتی ہیں۔ یہ غیر تصادم امن سے بھری عدم تشدد والی زندگی کی حمایت کرتی ہے۔اور اسکے ذریعے ہم سب ایک ہیں کا تصور بڑھاتی ہے۔

سرگرمی :-
سماج کے سہولیات کے مطابق کرائے جانے والے مقابلوں کی فہرست بنایئے۔

مقابلہ:- انسان کی زندگی کے ارتقاء کے عمل سے ہی مقابلے کا عروج ہوا۔ڈارون نے اپنے ارتقاء کے نظریے کو بیان کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتا ہے کہ حیاتی نش ونما مقابلہ اور جدو جہد کا ہی نتیجہ ہوتی ہے۔جس طرح مقابلہ بڑھتا جا تا ہے۔اس میں اہلیت اور قوت والد آگے بڑھتا ہے اور باقی رہ جا تا ہے اور کمزور ختم ہوتا ہے۔

غذا کے لئے پرندوں جانوروں کیڑے مکوڑوں کے درمیان بھی مقابلے کو ہم دیکھتے ہیں۔اس طرح کے مقابلے انسان کے سماج میں بھی موجود ہیں۔

جائز مقابلوں کے لئے کسی بھی گروہ بندی یا کسی بھی پارٹی یا ٹیم کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ آج کل کے چند مقابلے حت الامکان خطرہ کو لاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔اور یہ سماج میں کئی جدو جہدوں کو پیدا کرتے ہیں۔اور ہم مقابلوں کو مثبت رویے سے دیکھنا چاہئیے ۔اصول وضوابط کے مقابلے اور بغیر اصول وضوابط کے مقابلوں کو ہم نے سماج میں مثبت اور منفی اثرات کو بڑھاتے ہوئے بھی دیکھنا ہے۔لیکن آج کل عالمی معاشیت مقابلوں کو سماجی فائدے سے بہت کر آمدنی ہٹ کر بٹورنے کے علاقوں کو ترجی دے رہی ہے۔اس طرح کی ترقیات اور روپئے زندگی کے مثبت علاقوں کو ہی تبدیل کر دیتی ہے۔

مشقیں

I چھوٹی ہوئی جگہوں کومناسب الفاظ سے پر کیجئے۔

1. سماجی تبدیلی کا اہم حصہ ________ ہے۔
2. امدادی زندگی میں مدرسہ ایک ________ ہے۔
3. سماجی تبدیلیوں کے لئے قانون بھی ________ ہے۔

II. درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

1. سماجی تبدیلیاں کسے کہتے ہیں؟
2. امداد یا تعاون کسے کہتے ہیں؟
3. ہم عصری زندگی کے اہم نکات کون کونسے ہیں؟
4. سماجی تبدیلیوں کے اہم خصوصیات کیا ہیں؟
5. کیا سماجی تبدیلی ضروری ہے؟ اور کیوں؟
6. مقابلہ دن بہ دن بڑھنے کے وجوہات کیا ہیں۔

III. سرگرمی:۔

1. تصادم کے خوبیوں اور خامیوں پر ایک مختصر بحث و مباحثہ منعقد کرائیے۔
2. باہمی امداد اور اہم عصری زندگی پر ایک مضمون نویسی اور تقریری مقابلہ کا انعقاد کیجئے۔

IV.

1. سماجی تبدیلیوں کے متعلق مزید معلومات اکٹھا کیجئے۔
2. مدرسے کے نزدیک موجود امدادی انجمن کو بچوں کو سیر کرائیے۔

☆☆☆

باب:4

معاشرہ

اس باب کے مطالعہ کے بعد آپ یہ جانیں گے۔

- معاشرہ کے معنی
- خانہ بدوش معاشرہ اوراسکے خصوصیات
- آدی واسی معاشرہ اوراسکے خصوصیات
- دیہی معاشرہ اوراسکے خصوصیات
- شہری سماج اوراسکے خصوصیات

معاشرہ کا مفہوم:

ایک گروہ جس میں تین سے زیادہ افراد عام اصولوں عام ضوابط اور عام اقدار سے ایک خاص علاقے میں زندگی گزراتے ہوں تواسکو معاشرہ کہا جاتا ہے۔اوراس طرح معاشرہ کوایک سماجی اکائی کہاجاتا ہے۔

ہرقسم کا معاشرہ اسکے لئے ضروری اجناس کواپنی اپنی زمین میں پیدا کرتا ہے۔معاشرہ مختلف خصوصیات جیسے پیشہ وارانہ انحصار غذا کی پیداوار کا انحصار غذا کے استعمال کا طریقہ رہائشی مقام تندرستی تعلیم پینے کا پانی جیسے بنیادی سہولیات کی حصول اور دیگر کئی سہولیات کوبھی معاشرہ حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔سماجی زندگی پیشہ وارانہ خصوصیات تہذیبی وثقافتی زندگی بھروسہ مندی معاشی انتظام آبادی کے بنیاد پر معاشرہ کو چارگرہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

- خانہ بدوش معاشرہ
- قبائلی معاشرہ
- دیہی معاشرہ
- شہری معاشرہ

خانہ بدوش معاشرہ:

برٹانیکا اینسا ئیکلوپوڈیا کا بیان ہے کہ خانہ بدوشی بھی زندگی کا ایک طریقہ ہے۔غذا کی تلاش میں شکار کی تلاش

میں مویشیوں کی پرورش کے لئے اور تجارت کی غرض سے موسموں کے اعتبار سے ایک علاقے سے دوسرے علاقوں کی طرف نقل کرنے والے اشخاص کے گروہ کو خانہ بدوش کہا جاتا ہے۔ یہ خانہ بدوشی نقل مکانی سے مختلف ہے خانہ بدوش لفظ کے لئے ہندی زبان میں متحرک (مسنچاری) تمل میں پوکن تلوزبان میں ٹینڈولی تلیگو میں ترگو بوتو ملیالی میں ٹیٹنے لا طینی میں نوماس (Nomas) اور انگریزی میں نومیاد (Nomad) کے نام دئے گئے ہیں۔ مقامی لوگ انکو ملکی تحریک خارجی مقام کے لوگ اچلیا جپسی وغیرہ ناموں سے بھی پکارتے ہیں۔

خانہ بدوش معاشرہ کے خصوصیات:

1) زندگی یا جینے کے لئے حرکت:۔

روایتی اعتبار سے جانوروں اور پرندوں کا شکار کرنے مویشیوں کی غذا کے لئے اپنی خود پروری کے لئے دوا ئیوں کے لئے ادبی نمائش کے لئے لوگ حرکت کرتے تھے۔ مثال کے طور پر ریچھ بندر سانپ بیلوں کی نمائش گڑیوں کا کھیل دیوی کا آرادھنا دوائیو کے نسخے چھوٹی چھوٹی تجارت اور اپنے اشیاء کی مرمت یہ سب خانہ بدوش زندگی کے اہم خصوصیات تھے موجود دور میں پلاسٹک اور کاغذ کو چننا اور انکی فروخت کرنا بھی خانہ بدوشی کی زندگی کے خصوصیات بھی ہیں۔

2) میدانوں کے درختوں کی چھاؤں میں یا شہر کے سلم علاقوں (جھونپڑیوں) میں عارضی زندگی:

مستقل طور سے مکانات میں نہ رہتے ہوئے معاشی حفاظت نہ ہوتے ہوئے ان پڑھ زندگی گذارتے ہوئے اور دیہاتوں سے باہر کھلے میدانوں کے درختوں کی چھاؤں میں عارضی گھر بنا کر زندگی گذارتے ہیں۔

3) صفر سرمایہ یا چھوٹے سرمایہ سے کام کاج:

اس سماج میں کس قسم کا معاشی تحفظ نہیں ہوتا۔ اس معاشرے کے کئی لوگ کوڑا چنتے او اسکراپ کو جمع کرتے ہیں۔ بکیٹ کی مرمت کرنا پن سوئیاں اور جڑی بوٹیوں کو فروخت کرنا مچھلی پکڑنا زراعتی مزدوری کرنا۔ اس قسم کے کام میں لگے رہتے ہیں۔

4) قدرتی ذہین ہوتے ہیں:

ان لوگوں کو گہرے قدرتی معلومات ہوتے ہیں اور یہ لوگ فطری قوتوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اور ان پر مکمل یقین بھی رکھتے ہیں۔

5) الگ الگ مادری زبان رکھتے ہیں:

خانہ بدوشی لوگوں کا معاشرہ الگ الگ نسلوں سے جڑا ہوا ہوتا ہے اور الگ الگ لوگوں کی اپنی ہی مادری زبان

ہوتی ہے اور وہ اسی میں بات کرتے ہیں۔

قبائلی معاشرہ اور اسکے خصوصیات:

حیاتیاتی ماہر اور سماجی ماہرین نے قبائلی لفظ کو مختلف طرح سے استعمال کیا ہے۔ کیڈسکر نے اپنی مفہوم میں قبائلی کے لئے کنبہ اور نسل کے مصنوں میں سمجھا یا ہے کہ انگریزی میں لفظ قبیلہ کے معنی ٹائب کے ہوتے ہیں۔ جو لاطینی زبان کے ٹرائبس لفظ سے ماخوذ ہیں۔ یونانی اور رومیوں نے لاٹیسم ضلع میں بسنے والی قبائل کو سب سے پہلے ٹرائب لفظ کا استعمال کرتے ہوئے نام دیا تھا۔ کنڑا زبان میں کنبہ اور خون کے رشتوں سے بندھی ہوئی نسل کو ہی قبیلہ کا نام دیا گیا ہے۔ قبائلی کو آدی واسی مولاوا سی گریجن جنگلی ذات جیسے ناموں سے بھی پکارا گیا ہے۔

لندن کے علم انسانیت انسٹیوٹ نے قبیلہ کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

''ایک محدود اور مقررہ علاقے میں بس کر اسکو اپنا علاقہ مانتے ہوئے سے اسی سماجی ثقافتی اعتبار سے باہمی انتظام کر لینے والی گروہ ہی قبیلہ کہلاتا ہے۔

طبعی علم نباتاتی ماہران نے جسمانی خصوصیات کا مکمل مطالعہ کرتے ہوئے قبائل کو تین بڑے قبائلوں میں تقسیم کیا ہے۔ کاکیشین منگلولین اور نیگروان طبقوں کو باترتیب گورے زرد اور سیاہ رنگ کے لوگ بھی کہا جاتا ہے۔

1) **کاکیشین:**۔ اس قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ گورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ انکی کھڑک بلند ہوتی ہے۔ ناک لمبی سیدھی اور کھڑی ہوتی ہے۔ سیدھا جسم وسیع چہرہ چھوٹے ہونٹ جسم پر گھنے بال بھورا رنگ وغیرہ اس کے اہم خصوصیات ہوتے ہیں۔ اس قبیلے کے لوگ یوروپ شمالی جنوبی امریکہ فلسطین ایشیاء ایران بلوچستان اور شمالی ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ کاکیشن قبائل میں نارڈٹک آلپائن میٹ یٹرینین اور ہندونامی چار ذیلی طبقے ہیں۔

2) **منگلولین:**۔ اس قبیلے کے لوگ عام طور سے زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ گول سر چھوٹا آنکھیں چپٹا اور گول چہرا سیدھے اور لمبے بال جیسے جسمانی خصوصیات بھی رکھتے ہیں اسکی پیشانی سامنے پھیلی نہیں ہوتی اور وہ براعظم ایشیاء کے مشرقی علاقوں ملایا کے جزیروں اور امریکہ میں رہتے ہیں اس قبیلے میں منگولین ملیشیائی امریکی ہندوستانی جیسے میں ذیلی طبقے بھی ہیں۔

3) **نیگرو:**۔ اس قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا گول سر چپٹی ناک آگے کی طرف پھیلے ہوئے گول

بھورے رنگ کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں سخت اور گھنگھرالے بال موٹے موٹے ہونٹ اس قسم کے لوگوں کے جسمانی خصوصیات ہوتے ہیں اس قبیلے کے لوگ عام طور سے آفریقہ آسٹریلیا اور ہندوستان کے زمینی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس قبیلے کے لوگوں کو ملیشیائی نیگرو اور کالے رنگ کے پست قد والے لوگوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ ہندوستان اور آسٹریلیا میں آدی واسی کے طبقے سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان تمام تینوں قبائل کے لوگوں کو دوبارہ کئی طبقوں میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں قبائلی زندگی گذارنے والے لوگوں کو تین جغرافیائی خطوں میں بانٹا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہیں

1) شمالی اور شمال مشرقی خطہ:

ہمالیہ کے ذیلی کوہستانی میں ناگا قبیلہ کے کونیاک، رینگما، سینگما، آہوانگاما، لہوٹا پومے، چانگا، کابلا کوکی قبیلہ کے لوشامی لاکھیر چنس خوشی گاروکچاری لیفجا بھوٹیارا بھاتھاروکھا سا چینی جیسے معاشرہ بنتے ہیں۔

2) وسطی یا درمیانی خطہ:

اس خطے میں مغربی بنگال بہار اڑیسہ جنوبی اتر پردیش، شمال مہاراشٹرا، مدھیہ پردیش، شمالی راجستھان ریاستوں میں سنتال منڈا اوراؤں، بھومیجا، کوئے، لودھا، ساپورا، جاؤنگا، کھونٹ، کورکو، گونڈا، بھیل، برہارا، کول، مالیرا، اسورا، بائیگا، پردھیان، برریما، اگیریا، ہل ماریا، بسون ہارنا ماریما دیگر قبیلے اہم ہیں۔

3) جنوبی خطہ:

اس خطے میں کیرلا، تمل ناڈ، آندھرا پردیش، کرناٹک کی ریاستوں میں چینچو، توڑا، بڑگا، کوٹا، پانین، ارولا، کرمن، کرومبا، گونڈا، راجا گونڈا، سولیگا، کاڑوکربا، جینوکرنا، کورگا، ہسالا، کوٹا، پلین، پانین، بروا، دھنا گراگاوَلی، کاڑو گلیلا، ہپالکی وکلیگا جیسے قبیلے کے لوگو بستے ہیں۔

قبائلی باشندوں کے خصوصیاں:

1) سادہ اور آسان مزاج
2) قدرت کی پرستش
3) اپنے گروہ کے متعلق لگاؤ اور فرمابرداری
4) عورتوں کو آزادی اور مساوات
5) داخلی دوستی اور شادیاں
6) مختلف مادری زبانیں
7) قدرتی ماحول کی زندگی
8) شکار چھوٹا زراعت جنگلات سے پیداواری معاشیت

دیہی معاشرہ:

علاقائی زبان میں دیہات کو کئی نام ہیں مثال کے طور پر، ہلی پلی اور کھیڑا گاؤں وغیرہ ہندوستان دیہاتوں کا ملک اور زراعت کا دامن ہے۔ قدیم ہندوستان کے ادب میں دیہاتوں کا بننا دیہاتوں کا عروج اور انکا انتظام کئی تفصیلات سے بیان کیا گیا ہے۔ بوگارڈس کے مطابق انسانی سماج دیہات کے گھوراے میں ہی عروج ہوا ہے۔ ''گراما'' یا قریہ قدیم اصطلاح ہونے کے باوجود اسکا صحیح مفہوم رہتنا آسنن بات نہیں ہے۔ بوگارڈس کے مطابق کم آبادی کے حجم والا سادہ حقیقی زندگی گذارنے والا آپسی رشتہ داریوں اور تعلقات سے منسلک کنبوں کا مجموعہ ہی قریہ ہے۔

لیکن آج کل دیہاتوں کی نشاندہی کے لئے آبادی کے حجم کو ہی بنیاد مان لیا گیاہ۔ ہالینڈ میں بیس ہزار کی آبادی سے کم والا علاقہ ہی قریہ کہلاتا ہے۔ امریکہ میں پچیس ہزار فرانس جاپان اور دیگر مما لک میں 30 ہزار کی آبادی سے کم والے علاقے کو ہی قریے کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں پانچ ہزار سے کم آبادی کے علاقے کو ہی قریہ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے الگ الگ شرائط بھی رکھے گئے ہیں۔ پچھلے پانچ مردم شماریوں سے بھی ساخت کے ساتھ ساتھ وہاں کی پیشہ وارانہ زندگی معاشی حالت آمدنی کے ذرائع مزدوری کے طریقے بنیادی سہولیات وغیرہ کی بندیا پر ہی دیہاتی علاقے کو معلوم کیا گیا ہے۔

آبادی کے اعتبار سے دیہات کے معنی کی تفصیلات کچھ اسطرح ہوتی ہیں۔ 5000 سے بھی کم آبادی کا علاقہ ہو۔ ہر مربع کلومیٹر میں آبادی کا حجم 400 سے بھی کم ہو اور وہاں کے لوگ 70% سے بھی زیادہ زراعت اور اسکے متعلقہ پیشوں پر منحصر ہو، صرف آبادی کی بنیاد پر قریے کا مفہوم دنیا ٹھیک بات نہیں ہے بلکہ افراد کے درمیان موجود سماجی تعلقات بھی اہم ہیں۔

قریے کی تشکیل:

قریہ، شہر سے سماجی اور ثقافتی اعتبار سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ قریے نام لیتے ہیں۔ زراعت پر منحصر کنبوں کا تصور سامنے آجاتا ہے۔ اور زراعتی پیشہ پر منحصر لوگوں اور کنبوں کا مجموعہ ہیں قریہ کہلاتا ہے۔ کئی کنبوں کے اطراف ہی کھیت باغ پگڈنڈیاں پودے اور درخت اور زراعت یا قدرت کے مناظر مرکز و ہوتے ہیں۔ صرف زراعت پر ہی انحصار نہ کرتے ہوئے قریے کے کنبے بیل گائے بھینس بچھڑے بکریاں مرغیاں جیسے پالتو جانوروں کو بھی پالتے ہیں منجملہ اعتبار سے دیکھیں تو قریے کا طبعی ماحول زراعتی سرگرمیوں سے ہی ملا ہوتا ہے۔ آبادی کا حجم آبادی کی مقدار پیشہ وار سرگرمیوں قدرتی ماحول پانی زمینی ذرائع جیسے سہولیات اور موسموں کا تاثر بھی یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔

قریہ یا دیہاتوں کے اقسام:

وسیع معنوں میں قریے تین قسم کے ہوتے ہیں۔

1) **مرکزی دیہات:۔** اس قریے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ کھیتوں اور باغات کے کے وسط میں گھر ہوتے ہیں۔ گھر ایک دوسرے کے بالکل قریب بھی ہوتے ہیں۔ اور گھروں کے اطراف کھیتیاں ہوتی ہیں زراعتی لوگوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ قریہ بھی وسیع ہوتا جاتا ہے۔

2) **خصوصی کھیتوں کے گھروں والا قریہ:۔** اس قسم کے دیہات کرناٹک کے ساحلی علاقے اور رائچور کے آبپاشی کے علاقوں میں دکھائی دیتے ہیں یہاں پر ایک زراعتی کنبہ دوسرے زراعتی کنبے سے الگ زندگی گذارتا ہے۔ کسانوں کے گھروں کے اطراف مویشی خانہ زراعت کے لئے درکار آلات فصلوں کے ذخیرہ خانے اور مویشیوں کو درکار گھاس پھوسی کے بنڈویاں بھی ہوتی ہے۔

3) **پھیلے ہوئے گروہی کنبوں کا قریہ:۔** اس طرح کے قریے کرناٹکا کے پتھریلے علاقے اور ملناڈ کے اضلاع میں دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں پر گھر ایک جگہ نہیں ہوتے بلکہ چار گھر ڈھلوان اور نشیبی علاقے میں اور چار گھر ٹیلوں پر ہوتے ہیں۔ اس طرح گھروں کے گروہ کو دیہات کہا جاتا ہے۔

4) **مکانوں کی قطار والا کنبہ:۔** اس طرح کے قریے میں گلیوں کے دونوں طرف گھروں کی قطاریں ہوتی ہیں اور ایک گھر دوسرے گھر سے چسپا ہوا ہوتا ہے۔ اور ایک گھر کو دوسرے گھر سے ایک دیوار ہی جدا کرتی ہے۔ عام گھروں احاطہ ایک جیسا دکھائی دیتا ہے۔

5) **دائرہ نما قریہ:۔** اس قریے کے لوگوں کو گول شکل کا قریہ بھی کہا جاتا ہے۔ بالخصوص مسجد منادر گرجا گھر تالاب وغیرہ مقامات کے اطراف انسانوں کی آبادی والے گھر ہوتے ہیں۔

6) **مربع نما اور مستطیل نما قریہ:۔** یہ قریہ قطار والے گھروں کے قریے سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کی اہم خاصیت یہ ہے کہ گھروں کی قطاریں ایک دوسرے کے مقامی اور زاویہ قائمہ کی شکل میں عمودی ہوتے ہیں۔

7) **بازادی قریہ:۔** یہاں پر زراعت کے بغیر زندگی گذارنے والے کنبے رہتے ہیں دو تین گلیوں میں کنبے بھرے ہوتے ہیں۔ رہائشی مکانات کے ساتھ ساتھ دوکانیں ہوٹل وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ انکو کائٹرا جنکشن کوڑو جیسے الگ الگ ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔

درج بالا قریوں کی تقسیم ادھوری ہی کیونہ ہو بلکہ اسکے ساتھ اور کئی قسم کے دیہاتی علاقے بھی شامل ہوتے رہتے ہیں کیونکہ ترقی ٹکنالوجی کی زراعت اور جدید ملازمتیں اور روزگاری کے مواقع کی بڑھوتگی سے دیہاتوں کی تشکیلی

ساخت بھی تیز رفتار بڑھتی دکھائی دیتی ہے۔

دیہی معاشرے کی خصوصیات:

ہندوستان میں دیہی سماج کئی تبدیلیوں سے متاثر ہونے کے باوجود بھی کئی ایک خصوصیات کا حاصل ہے۔

1) ساخت میں چھوٹا ہے:۔ میاکس ویبر کے مطابق ہندوستان کے لا تعداد لوگ قریوں میں بستے ہیں 2011 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان کے 68 فی صد لوگ دیہی معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکا اثر لوگوں کی سماجی زندگی پر ہوتا ہے۔ دیہات عام طور سے چھوٹا سا خت کا ہوتا ہے اور آبادی کا حجم بھی گھنا نہیں ہوتا۔

دیہی سماج میں براہ راست ابتدائی تعلقات ہوتے ہیں۔ اسکا مطلب ہے کہ ایک شخص اور دوسرے شخص کے درمیان دوستی پیار محبت بھائی چارگی اور راست تعلقات کے ذریعے چلتے رہتے ہیں۔

2) زراعت اور زراعت پر منحصر زندگی:۔ دیہی زندگی بہت آسان ہوتی ہے۔ زراعت اور زراعت پر منحصر سرگرمیاں بہت اہم ہیں۔ زراعت میں اہم طریقے سے دیہاتیوں کا پیشہ ہوتا ہے۔ زراعت فطرت پر منحصر ہوتی ہے۔ دیہی دعلاقوں میں 59 فیصد مرد اور 75 فیصد خواتین اپنی زندگی کے لئے زراعت پر ہی منحصر ہوتی ہیں۔ پچھلی تینوں مردم شماری زراعتی مزدوری کی تعداد 74.6 ملین (1991) سے 106.8 ملین (2001) اور 144 ملین (2011) میں بڑھتی جارہی ہے۔ موسم کے ساتھ زراعت کو ہندوستان میں جوابازی کہا گیا ہے۔ زراعت اور زراعتی مزدوری معقول آمدنی ہونے کی وجہ سے دیہی زندگی کے لوگوں کے لئے ایک بڑ مسئلہ بن چکا ہے۔

3) معاشرتی زندگی:۔ دیہات کے معاشرے عام طور سے قدرتی پر بے حد عقیدہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ بارش کے لئے سب ملکر ایک ساتھ پوجا پاٹ اور عبادتیں ادا کرتے ہیں۔ مقامی دیوتاؤں کے میلے عیدوں اور تہواروں کے دنوں کو اجتماعی طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ عام طور سے بھائی چارگی سے زندگی گذارتے ہیں۔ ہم سب کے لئے اور سب ہمارے لئے کے قول کے مطابق دیہات کی ترقی ہوتی ہے۔ یہاں پر مقابلے دھوکہ بازی ت وہم پرستی زبردستیاں وہم وگمان جیسی سماجی برائیوں کے لئے کوئی مقام نہیں رہتا۔

4) جمہوریت طرز عمل:۔ ہندوستان کے دیہی علاقے آج کل جمہوریت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

دیہات کے چندسرگرمیوں میں عام طور سے تمام طبقے کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔گرام پنچایت میں تمام طبقے کے لوگوں کی سمولیت اسکا ثبوت ہے۔

5) بنیادی شہری سہولیاتی:۔ ہندوستان کے دیہاتی علاقے تمام کی نظر میں آزاد سماج کے یونٹ ہیں۔ پیداواری کاموں میں ایک دوسرے سے مشابہت ہے سیاسی سماجی معاشی نکتہ نظر سے یہ آزاد ہیں۔ پڑوس بھی دیہی سماج کا ایک مخصوص حصہ ہے۔عوامی اورنجی کاموں میں عیدیں وتہواروں میں پڑوس مخصوص قسم کے افعال کی سرانجام دیتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں انسانی معاشرے کے لئے درکار سہولیات جیسے صحت وتندرستی تعلیم شہری وعوامی تحفظ اور عدلیہ کا نظام وغیرہ میں توازن نہیں ہوتا اوراس میں کمی ہوتی ہے۔

شہری معاشرہ:

شہری معاشرے بھی انسان جیسی ہی تاریخ رکھتے ہیں۔زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ انسان میں رونما ہونے والی تخلیقی اور تخلیقی راہوں سے شہروں کی ساخت تشکیل پاتی ہے۔ ہڑپا اور موہنجوداروں کے عروج سے لے کر آج تک شہروں کو وسیع پیمانے پر تشکیل ہوتی جارہی ہے۔اس طری سے شہرانسانی زندگی کی ترقی میں ایک اہم مرحلہ ہے۔انسانی زندگی کے طرز میں ہونے والی اہم تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی انسانی تمدن کی تشکیل میں بھی شہرایک اہم رول ادا کرتے ہیں۔

صنعتی انقلاب کے بعد شہروں کی ساخت میں اہم تبدیلیاں نظرآتی ہیں تکنالوجی کے انقلاب نے صنعتی انقلاب پراپنا اثر چھوڑا ہے۔صنعتی انقلاب کی سرگرمیاں شہروں کے عروج اورانکی ترقی میں ایک اہم رول ادا کرتی ہیں۔اس وقت لاتعداد لوگ دیہاتوں کو ترک کر کے شہروں کو نقل مکانی کی تھی چھوٹے چھوٹے شہر عظیم شہروں میں بدلتے تھے۔ زراعتی پیداواری عمل غیر زراعتی پیداواری عمل کا روپ لینے لگی۔

کثیر پیداوارسرگرمیاں بڑی بڑی عمارتوں کی تعمیر بڑی بڑی صنعتوں اور بڑے بڑے تجارتی ادروں کے قیام کا سبب بھی بنی۔ یہ پیداواری عمل ادرنے شہروں کو دیہاتوں سے الگ کیا اور دیہات اور شہر جیسے دوانتظاموں کو جنم دیا۔

شہروں کو جدید رہائشی علاقے کیا گیا ہے۔شہری زندگی انسان کی سماجی تاریخ میں ایک اہم ترین اورترقی یافتہ زندگی کا نمونہ کہلانے کے علاوہ ایک بہت ہی پیچیدہ زندگی ہے۔آئینی مفہوم میں دیکھا جائے تو ایک ملک کے انتظامیہ میں اے رہائشی مقام کیلئے شہر کا اہم تریم مقام ہے۔ایسا معاشرہ جو 5000 سے زائد آبادی رکھتا ہے اور فی کلومیٹر 1000 کی آبادی کی کثافت رکھتا ہواور وہاں پر مقیم 75 فیصد سے بھی زیادہ لوگ غیر زراعتی کاموں ین مشغول

رہے تو اسکو شہر کہا جاتا ہے۔آبادی کے مطالعہ کے نکتہ نظر سے ایسا رہائشی علاقہ جہاں پر آبادی اور آبادی کی کثافت زیادہ ہوتی ہے۔اسکو شہر کہا جاتا ہے۔

شہری عمل سماج میں وقوع ہونے والا وہ عمل ہے جو ایک دور سے دوسرے دور تک ہوتا ہے۔شہر میں زندگی گذارنے والے شہریوں کی تعداد کئی اسباب کی بنا پر زیادہ ہوتی ہے۔ایک معاشرہ اپنے دیہاتی علاقے سے شہری معاشرہ کی طرف نقل مکانی کرنا ہی شہری عمل کہلاتا ہے۔صنعت کاری پر سماج کے اقتصادی مقاصد کو پورا کرتے ہوئے رہائشی علاقوں کی تشکیل کرتے ہوئے شہری عمل کو پورا کرتی ہے۔اس طرح سے دنیا کے ہر علاقے میں آج کل شہری عمل کا عروج ہوتا جا رہا ہے۔

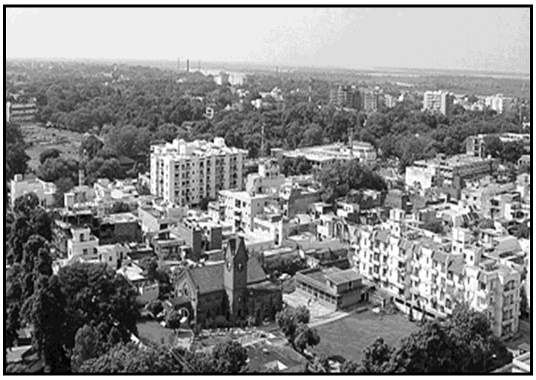

شہری سماج کے خصوصات:

1) ساخت میں بڑا ہوتا ہے:۔

شہری سماج ساخت میں بڑا ہوتا ہے اور آبادی کی کثافت بھی زیادہ ہوتی ہے۔مثلاً 2001 کی مردم شماری کے مطابق ایک مربع کلومیٹر 4381 آبادی بنتی ہے۔

2) کثیر ثقافتی اختلافات:

شہروں میں کثیر ثقافتی سرگرمیاں نظر آتی ہیں کیونکہ مختلف علاقوں سے آکر بسنے والے مختلف زبانوں کو بات کرتے ہوئے زندگی گذارتے ہیں تب انکی زندگی ایک ہی ثقافتی علاقے میں ہوتی ہے۔مختلف مذہبی اور ثقافتی علاقے میں بھی کثیر اختلافاتی عمل پیرائیاں ہوتی رہتی ہیں۔

3) غیر زراعتی پیشے:۔شہروں میں کثیر لوگ غیر زراعتی پیشوں کو اپناتے ہیں غیر زراعتی پیشوں سے مراد ہے صنعتی پیداواری علاقہ تجارتی اولین دین کا علاقہ مختلف پیشوں کی جستجو اور انتظامیہ کے کام کاج وغیرہ اس طرح کے پیشوں میں شہری لوگ شامل ہوتے ہیں۔

4) ابتدائی رشتہ داریوں میں دوری:۔شہری سماج میں رسمی رشتہ داری ہی زیادہ ہوتی ہے۔ایک طرح سے منفرد زندگی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ایک دوسرے کے تعلق کو اپنانے کے طریقے سے لوگ دور ہوتے ہیں اور رشتہ داروں سے کنارہ کشی بھی رہتی ہے۔میں اور میرا کنبہ اور میر زندگی کہنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

5) رسمی سماجی قابو: شہری سماج میں سماجی تحفظ اور ثقافتی حقوق کے تحفظ کے لئے پولیس کا انتظام عدالتی اور دیگر شہری انتظامات کے ذریعے سماج پر قابو پایا جاتا ہے۔

مشقیں

I. خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے۔

1. __________ کے مطابق قبائیل معاشرہ بھی زندگی کا ایک طرزِ عمل ہے۔
2. ہندوستان کے معاشرہ کا بنیادی ستون __________ معاشرہ ہے۔
3. جنوب مغربی علاقے کے آدی واسی __________ ہیں۔

II. ان سوالات کے جوابات گفتگو کرتے ہوئے لکھئے۔

1. قبائلی طبقہ کسے کہتے ہیں؟
2. دیہات کے معنی کیا ہیں؟
3. شہری تصور کو بیان کیجئے۔
4. قبائلی طبقہ کے اہم خصوصیات بیان کیجئے۔
5. جغرافیائی لحاظ سے ہندوستان کے قبائلی طبقوں کو کس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔
6. دیہاتی معاشرہ کے اقسام لکھئے۔

III. سرگرمی:۔

1. بچوں کو دو گروہوں میں بانٹ کر ''دیہاتی اور شہری زندگی کے اہم مسائل اور انکے حل'' عنوان پر بحث و مباحثہ کا انعقاد کیجئے۔
2. مدرسے کے قریب/ بچوں کو معلوم شدہ قبائلی طبقوں کی زندگی کے طرز کو معلوم کرائیں اور انکے مختلف خصوصیات کا اجتماع کیجئے۔

IV تفویضی کام:

1. بچوں کو اپنے دیہات یا اپنے شہر کے سہولیات کی کمی کو دور کرنے کے لئے گرام پنچایت بلدیہ میونسپل کارپوریشین وغیرہ جیسے مقامی حکومتوں کے اراکین سے معلومات کو حاصل کرنے کے لئے کہیں۔

☆☆☆

باب:6

معدنی وسائل

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کرلیں گے۔

- کرناٹک میں دستیاب ہونے والی معدنیات اوران کی اہمیت۔
- کرناٹک میں معدنیات کی تقسیم اوران کی پیداوار کی جانکاری۔

کسی علاقہ یا ریاست یا ملک میں دستیاب ہونے والے معدنی وسائل اس مقام کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کرناٹک ریاست بھی مختلف معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ اس میں خام لوہا، میگنیز، سونا، چونا پتھر، تانبا باکسائیٹ کرومائیٹ، کلنا رابرق اورگرانائٹ اہم معدنیات ہیں۔ اہم معدنیات کے متعلق آگے جانیں گے۔

خام لوہا:۔ یہ لوہا اور فولاد کی صنعت کا خام مال ہے۔ کرناٹک اعلیٰ درجہ کا میاگنیٹائیٹ اور ہیماٹائیٹ کے بڑے بڑے ذخائر سے بھرا ہے۔ ہندوستان میں خام لوہا نکالنے والی

ریاستوں میں کرناٹک دوسرے مقام پر ہے۔ ریاست میں 75 خام لوہے کی کانیں ہیں۔ ہماری ریاست میں نکلنے والے عمدہ درجہ کا خام لوہا میا گنا ٹائیٹ کی مقدار 63 ہے اور بقیہ ہیما ٹائیٹ ہے۔

تقسیم:۔ کرناٹک کے خام لوہے کی تقسیم زیادہ تر بلاری، چکمنگلور، باگل کوٹ، چتر درگ، ٹمکور، شیموگہ جنوبی کینرا شمالی کینرا اور گدگ ضلع دیکھی جاتی ہے۔ بلاری اس کے دخائیر سے مالا مال ہے۔ اسے پہلا مقام حاصل ہے۔ ہوسپیٹ اور سند ہنور میں اسے دیکھے جاتے ہیں۔ ڈونی ملائی وبھوی گڈ بیل گال، کمارسوامی پہاڑ، تمپنا گڑی، دیوادری شرینی رام درگ پہاڑوں میں کچ لوہے کو نکالا جارہا ہے۔ چکمنگلور ضلع دوسرا مقام پر ہے۔ بابا بڈن گیری پہاڑ کیمن کنڈی، کدرمکھ، گنگامول، کلہتگیر ی، جینوسوری پہاڑ میں کچا لوہا دستیاب ہوتا ہے۔ جنگلات کے تحفظ کی خاطر کدرے مکھ کے نیشنل پارک میں سپریم کورٹ نے کان کی پر پابندی عائد کردی ہے۔ چتر درگ ضلع کے وہس درگ سا سلو، باگل کوٹ کے امین گڈھ، ٹمکور کے ہلیارو چک نائیکن ہلی، شیموگہ کے کومسی شنکر گڈ، سدر ہلی وغیرہ میں کچا ہوہے کے ذخائر ہیں۔

ریاست میں نکلنے والا کچا لوہا بھدراوتی اور بلاری کے قریب واقع چندال وجیہ نگر لوہے اور فولاد کا کارخانہ کو مہیا کرتا ہے بقیہ برآمد کیا جاتا ہے۔

سرگرمی:۔ آپ کے ضلع میں جو معدنیات حاصل ہوتیں ہوں ان کی فہرست بنایئے۔

میگنیز:۔ میگنیز معدنیات خصوصاً پرت دار اور تلچھٹ چٹان میں آکسائیڈ کی شکل میں دستیاب ہوتی ہے۔ اسے لوہے کی تیاری میں مضبوطی لانے آلے استعمال کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی کھاد، برقی پرزوں کی تیاری، سائنسی کھاد کیالکو پرنٹنگ اور رنگ سازی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے کثیر المقاصد والی دھات کہتے ہیں۔

تقسیم:۔ کرناٹک میں میگنیز دھات کے بے انتہا ذخائر بھرے ہیں اور ملک کا 27 فی صد حصہ نکلتا ہے۔ میگنیز کی پیداوار اڑیسہ کے بعد کرناٹک دوسرے مقام پر ہے۔ ریاست میں میگنیز کی قسم خام لوہے کے علاقوں میں ہی دستیاب ہوتی ہے۔ بلاری ضلع کے سنڈور میگنیز کا اہم علاقہ ہے۔ یہاں پر ریاست کا 90 فی صد میگنیز نکلتا ہے۔ اس کے بعد دیگر میگنیز کے اہم علاقے شیموگہ ضلع کے گومسی شنکر گڈھ وہسلی، چتر درگ کے سادر ہلی، ٹمکور کے چک نائیکن ہلی شمالی کینرا کے سرسی تعلقہ سوپ لونڈا اسکانڈ دھارواڑ بیجاپور اور چکمنگلور ضلع ہیں۔

ریاست کا زیادہ تر میگنیز جاپان، چین اور دیگر مما لک کو برآمد کیا جاتا ہے۔

باکسائیٹ:۔ باکسائیٹ زیادہ تر المونیم کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ سمنٹ، برقی تاروں اور فولاد کی

تیاری میں استعمال ہونے کی وجہ سے اس کی بڑی مانگ ہے۔

تقسیم:۔ کرناٹک میں باکسائیٹ کے ذخائر بیلگام، چکمنگلور، چترد رگ، جنوبی کینرا اوراڑپی ضلعوں میں اس کی تقسیم ہے۔ بیلگام باکسائیت نکالنے والا اہم ضلع ہے۔ بیلگام اور کھانا پور میں باکسائیٹ کی کان کنی کی جاتی ہے۔ یہ دھات بیلگام کے انڈین المونیم کمپنی میں استعمال ہوتی ہے۔

سونا:۔ سونا بیش قیمتی چمکدار اور زیادہ استعمال میں آنے والی پیلی دھات ہے۔ یہ زیورات کی تیاری اور دیگر بیش قیمتی اشیا جیسے گھڑی بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ جب سے اس کا استعمال اور مانگ میں اضافہ ہوا تو اس کی قیمت بھی آسمان کو چھونے لگی۔

کرناٹک کو سونے کی کان کنی میں ہندوستان میں پہلا مقام حاصل ہے۔ 80 فی صد سونا کرناٹک سے ہی دستیاب ہوتا ہے۔ اس لیے کرناٹک کو »سونے کی سرزمین« کہا جاتا ہے۔ کرناٹک میں سونا قدیم دور سے ہی نکالا جاتا ہے مگر 1880 میں جان ٹیلر نے بڑے پیمانے پر کان کنی کا آغاز کیا۔ 1885 میں KGF کے قیام کا یہی سبب بنا۔ کولار گولڈ فیلڈ میں چار اہم کان کنی کی جگہیں ہیں وہ یہ ہیں: نندی درگ، اریگام، چامپین ریف اور میسور مائن ان میں چمپین ریف سب سے گہری کان کنی 3217 میٹر ہے۔

ان کانوں میں لگاتار کئی سالوں سے کھدائی کی وجہ سے سونے کی مقدار میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

حال میں رائچور ضلع کے ہٹی میں ہندوستان کی سب سے بڑی سونے کی کان ہے۔ یہاں پر بہت سارسونا نکلتا ہے۔ ٹمکور ضلع کے بلارا اور شیرا کے قریب اجن ہلی میں بھی سونا دستیاب ہے۔ سونے کے ذخائر کے دیگر مقامات گدگ ضلع کے منگنہ اور کپوگڈ، ہاسن ضلع کے کمپن کوٹے میں۔

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خانہ پری کیجیے۔

1۔ کدرے مکھ میں ۔۔۔۔۔ دھات دستیاب ہوتی ہے۔

2۔ عمدہ درجہ کا کچ لوہا ۔۔۔۔۔۔ میں پایا جاتا ہے۔

3۔ بلاری ضلع کے سنڈور میں ۔۔۔۔۔ کے کان ہیں۔

4۔ ۔۔۔۔۔۔ دھات باکسائیٹ سے تیار کی جاتی ہے۔

5۔ سب سے گہری سونے کی کان ۔۔۔۔۔۔ ہے۔

.II ایک جملہ میں سوال کا جواب دیں۔

1۔ کرناٹک کو سونے کی سرزمین کیوں کہا جاتا ہے؟

2۔ کرناٹک میں دستیاب معدنیات کونسے ہیں؟

3۔ فولاد سازی میں کونسی دھات ملائی جاتی ہے؟

4۔ کچے لوہے کے ذخائر کرناٹک میں کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟

5۔ باکسائیٹ نکالنے والے اہم ضلع کون کونسے ہیں؟

6۔ کرناٹک کی اہم سونے کی کانوں کے نام لکھیے۔

.III ذیل کی جوڑیاں بنائیں۔

الف	ب
1۔ سویا	میگنیز
2۔ ہٹی	باکسائیٹ
3۔ کمسی	چونا پتھر
4۔خاناپور	کچا لوہا
	سونے کی کان (معدن)

.IV سرگرمیاں:

1۔ کرناٹک میں ملنے والی دھاتوں کے نمونے اکھٹا کریں۔

2۔ کرناٹک کے نقشہ پر دھاتوں کی تقسیم کے مقامات کے نام لکھ کر نشاندہی کریں۔

منصوبہ کام:

1) کرناٹک میں پائے جانے والے معدنیات کے سیامپلس کو اکٹھا کیجئے اور اُن پر مختصر نوٹ لکھئے۔

☆☆☆

باب 7

نقل وحمل

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کرلیں گے۔

- کرناٹک میں حمل ونقل کی اہمیت
- بری راستے کی قسمیں اور اہم شاہراہیں
- ریلوے کی اہمیت اور اہم ریل راستے
- آبی اور فضائی حمل ونقل

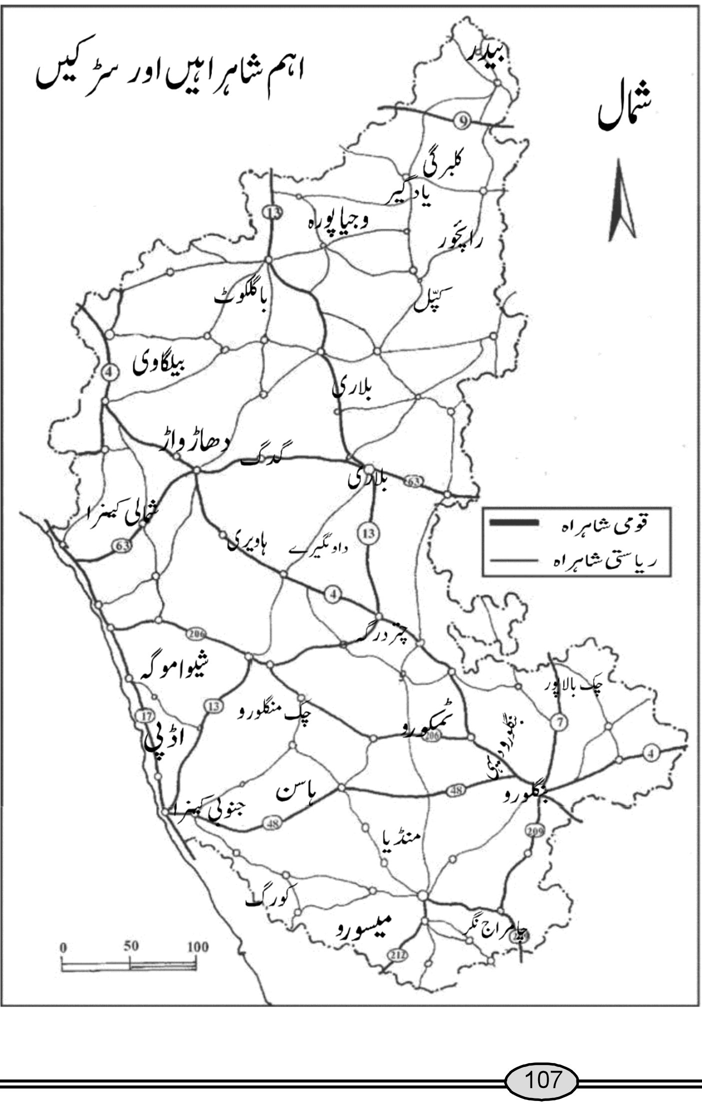

ایک جگہ سے دوسری جگہ کو ساز وسامان اور لوگوں کا پہنچانا حمل ونقل ہے۔ جو زراعت، بیوپار اور صنعت کی رگ جان کی مانند ہے۔ کرناٹک مختلف قدرتی ذرائع سے بھری سرزمین ہے۔ معدنیات، تجارتی فصلیں، جنگلاتی پیداوار توانائی کے ذرائع یہاں دستیاب ہیں۔ ان ذریعوں کی مدد سے معاشی ترقی کے لیے ایک منظم حمل ونقل کا نظام لازمی ہے۔ بنیادی طور پر کرناٹک ایک زرعی ریاست ہے۔ اناج اور دیگر زرعی پیداوار کو تجارتی مراکز پر رسد کے لیے کھاد اور زرعی ساز وسامان، زرعی شعبوں کو مہیا کرنے کے لیے کان کنی سے دھاتوں کو کارخانوں تک اور کارخانوں سے تیار شدہ مال کو مارکٹ تک اور ایک جگہ

سے دوسری جگہ لوگوں پہنچانے کے لیے مختلف قسم کی نقل وحمل کے سہولیات ضروری ہیں۔کرناٹک میں بری راستے، ریلوے، آبی اور فضائی نقل وحمل کا نظام پایا جاتا ہے۔

بری نقل وحمل:

اہمیت:۔ کرناٹک کی عوام اکثر دیہاتوں میں بسنے کی وجہ سے دیہات گاؤں اور دیگر بستوں کو جوڑنے والے راستوں کا کردار اہم ہے۔راستوں کو آسان اور کم خرچ پر تیار کیا جاسکتا ہے۔اس سے مسافروں اور ساز وسامان کو ریاست کے کونے کونے میں پہنچایا جاسکتا ہے۔راستوں کی ترقی ریاست کی زراعت،صنعت کان کنی اور تجارت کی ترقی کی ضامن ہے۔

بحری حمل ونقل کی ترقی:۔ کرناٹک میں بحری نقل وحمل کا رواج قدیم دور سے ہی رائج ہے۔اپنی فوجوں اور انتظامی مقاصد کے لیے بادشاہوں نے راستے تعمیر کئے تھے۔اہم راستوں میں مسافر خانہ مسافروں کو آرام کرنے کے لیے پناہ گاہیں اور پانی کا انتظام باغ، چھتروں کا انتظام کیا گیا تھا۔ساحلی علاقوں سے اندرونی علاقوں کو جوڑنے والے راستے تعمیر کئے تھے۔

تمہارے ضلع میں گزرنے والی شاہراہوں کی فہرست بنائیں۔وہ کون کونسے تعلقوں سے گزرتی ہے۔اس کا بھی پتہ لگائیں۔

کرناٹک میں آزادی سے پہلے اتنے سارے سڑکوں کی تعمیر نہیں کی گئی تھی پرانے میسور کو بنگلور اور ضلعوں کے صدر مقام سے جوڑنے والے راستے تھے وہ کچھ بہتر اور منظم نہیں تھے۔آزادی کے بعد وسائل میسور کی تشکیل کے بعد 1961 میں کل 43.182 کلومیٹر لمبے سڑکیں تھے۔اب کل سڑکوں کی لمبائی 2.31.062 کلومیٹر ہے۔جس میں 35.70% فیصد پکے سڑکوں اور 64.30% حصہ کچے سڑکوں کا ہے۔حال میں سڑکوں کے معیار میں ترقی نظر آتی دکھائی دیتی ہے۔

سڑکوں کی قسمیں۔کرناٹک کے سڑکوں کو تقسیم کیا گیا ہے۔وہ یہ ہیں (1) قومی شاہراہیں (2) ریاستی شاہراہیں (3) ضلعی سڑکیں (4) دیہی سڑکیں

قومی شاہراہیں:۔ اہم شہروں ریاستوں کے صدر مقام اور بندرگاہوں کو جوڑنے والے راستوں کو قومی شاہراہ کہا جاتا ہے۔یہ بہتر قسم کے اور چوڑے راستے ہوتے ہیں۔دورخ والے جس میں چار اور چھ لین ہوتے ہیں۔یہ مرکزی حکومت کے اختیار میں ہوتے ہیں۔اس کی نگرانی محکمہ قومی شاہراہ (NHAI) کے ماتحت ہے۔کرناٹک میں کل چودہ قومی شاہراہیں ہیں۔جسکی کل لمبائی 4491 کلومیٹر۔شمالی کینرا، وجیاپورا، بیلگاوی اور شیموگہ، بنگلور ودیہی،

ٹمکوروجنوبی کینرااور بلاری ضلعوں میں زیادہ سے زیادہ قومی شاہراہیں ہیں۔مگر رائچوراورکوڈ گوضلعوں میں قومی شاہراہیں نہیں ہیں۔

قومی شاہراہیں جیسے NH4اور NH-7 قومی شاہراہ اقتدار کے سنہری چوکھٹی شاہراہ منصوبہ اور کاریٹرر منصوبوں سے جڑے ہیں۔اس میں چھ لین ہیں ریاست میں سے ہوکر گزرنے والی دیگر قومی شاہراہیں یہ ہیں۔

NH-13 NH-17 NH-48 NH-206 NH-209 NH-اور212

آپ کومعلوم رہے: کرناٹک سے گذرنے والی زیادہ دور تک چلنے والی قومی شاہراہ نمبر 13 ہے۔منگلور، موڑبدرے،کوپا،شموگہ، چترورگہ، ہوسپیٹ ،الکل اور بیجاپور سے لیکر شولاپور تک جاتی ہے۔

ریاستی شاہراہیں:۔

صدرمقام بنگلور سے ضلعوں اہم شہروں اورقومی شاہراؤں سے جوڑنے والے راستوں کو ریاستی شاہراہیں کہاجاتاہے۔ ان کی نگرانی اورتعمیری ریاستی حکومت کے ماتحت ہے۔کرناٹک میں 20.905 کلومیٹر لمبے ریاستی راستے ہیں۔ بیلگاوی سب سے لمبی ریاستی شاہراہ کا ضلع ہے اور منگلورسب سے کم لمبی ریاستی شاہراہ کا ضلع کیونکہ اس میں شہری سڑکیں زیادہ ہیں۔

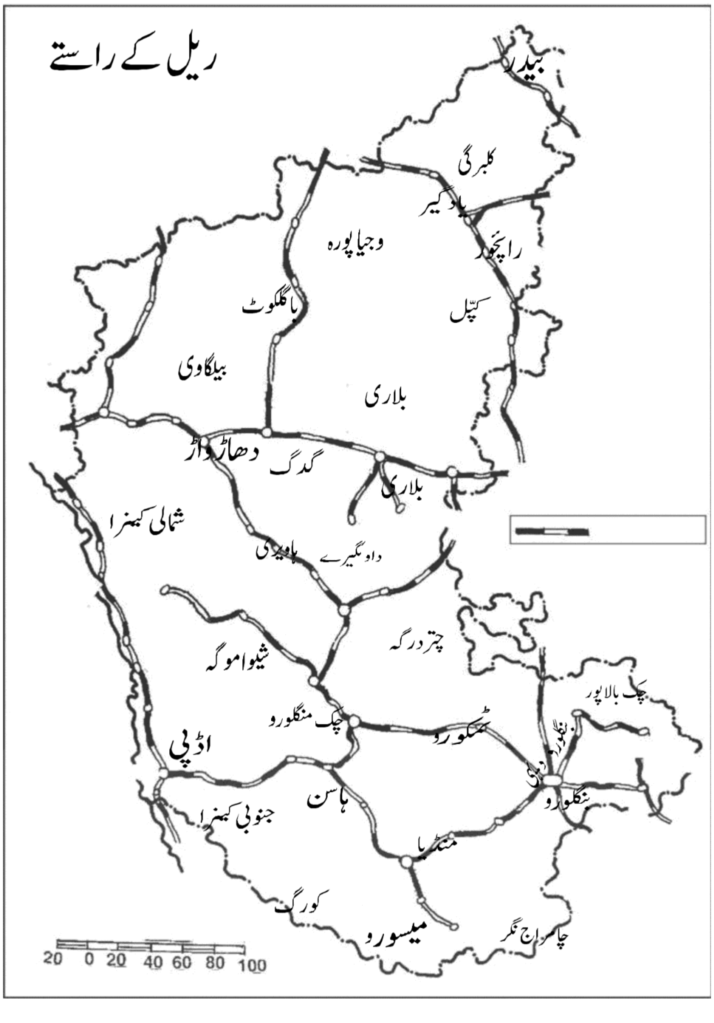

ضلعی سڑکیں:۔ ضلع سے تعلقوں اہم شہر دیہاتوں اور ریلوے اور شاہراہوں سے جوڑنے والی سڑکوں کو ضلعی سڑکیں کہتے ہیں۔ان کی تعمیری اور نگرانی ضلع پنچایت سے جڑی ہے۔ریاست بھر میں کل 836.47 کلومیٹر لمبے ضلعی سڑکیں ہیں۔ٹمکور میں سب سے زیادہ ضلعی سڑکیں ہیں اور رائچور میں سب سے کم۔

دیہی سڑکیں:۔ تعلقوں ہر ایک دیہاتوں،تمام ضلعی سڑکوں سے جوڑنے والے راستوں ہر ایک دیہی راستے کہتے ہیں۔ان کی تعمیری اور نگرانی تعلقہ پنچایت اور گرام پنچایت کے ماتحت ہے۔کرناٹک میں دیہی راستوں کی کل لمبائی 147.212 کلومیٹر ہے۔

مندرجہ بالا سڑکوں کے علاوہ مختلف مقام والی سڑکیں اور مقامی انتظامیہ کی ماتحت والی سڑکیں بھی ہیں۔مثلاً محکمہ تعمیرات (PWD) کی سڑکیں، جنگلاتی سڑکیں، آبپاشی محکمہ کی سڑکیں اور ٹاؤن منسپالٹی کی سڑکیں وغیرہ ہیں۔

ریلوے نقل وحمل:۔

کرناٹک میں سڑکوں کے بعد ریلوے سب سے اہم نقل وحمل کا ذرائع ہے۔کم خرچ واخراجات سے دور مقامات تک سفر کرنے اور ساز وسامان پہنچانے کے لیے ریلوے کو اہمیت حاصل ہے۔

کرناٹک میں سب سے پہلے ریلوے کا آغاز 1864 میں ہوا۔یہ بنگلور اور مدارس (چنئی) کے درمیان مدراس ریلوے کمیٹی نے تعمیری کا کام کیا تھا۔1956 میں کل 2595 کلومیٹر لمبی ریل سڑک جنوبی ریلوے حلقہ سے منسوب تھی۔اب جنوب مغربی ریلوے حلقہ وجود میں آیا ہے۔اس کا انتظامی مرکز ہبلی میں ہے۔کرناٹک میں کل 3244 کلومیٹر لمبی ریلوے لائیس بچھائی گئیں ہیں۔

سرگرمی:۔ سڑک کے راستے اور ریلوے راستوں میں سفر کرنے کے بعد آپ کو جو تجربات حاصل ہوئے ہیں جماعت کی شکل میں بحث کرتے ہوئے یہ بتایئے کہ کونسا سفر کا زیادہ بہتر ہے فیصلہ کیجیے۔

کرناٹک کے تمام ضلعوں میں یکساں طور پر ریلوے راستوں کی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔بلاری بیلگام،ہاسن،شمالی کینرا، چتردرگ، اڑپی، رام نگر جنوبی کینرا ضلعوں میں اوسط 200-150 کلومیٹر لمبی ریلوے لائنیں بچھائی گئی ہیں۔ کوڈگو ضلع میں کوئی ریلوے لائن نہیں ہے۔

کونکن ریلوے:۔ یہ مغربی ساحلی علاقے کی اہم ترین ریلوے لائن ہے۔یہ منگلور سے ممبئی کے درمیانی سفر کو 14 گھنٹے سے 18 گھنٹے کم کردیتی ہے۔کرناٹک میں اس کی لمبائی 273 کلومیٹر ہے۔اس میں 13 بڑے اور 310 چھوٹے پل تعمیر کئے گئے ہیں۔اس میں شراوتی پل 2.2 کلومیٹر لمبا ہے۔کالی ندی پر تعمیر کردہ 1.2 کلومیٹر لمبا پل بہت

اہم ہے۔کئی سرنگی راستوں پلوں سے گزرتا ہوا یہ ریل کا راستہ کئی خوبصورت نظاروں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

میٹرو ریل:۔ بنگلور ایک ''برہت مہانگر پالیکے'' بننے کی وجہ سے لوگوں اور موٹر گاڑیوں کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس پر قابو پانے کے لیے ''نمّا میٹر'' شہری ریل منصوبہ تشکیل دیا گیا۔اس کی بدولت 2011 اکتوبر 20 میں سب سے پہلی میٹرو ٹرین بنگلور شہر کے بیپّن ہلی گاؤں سے یم۔جی روڈ تک جاری کر کے لاکھوں لوگوں کے لیے سہولت مہیا کی گئی ہے۔اس کے ذریعے بالکل کم وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ کو پہنچا جاسکتا ہے۔ابھی میٹرو ٹرین کے راستوں کی تعمیری مختلف مرحلوں پر سرگرم ہے۔

فضائی نقل وحمل:

فضائی نقل وحمل سب سے تیز رفتار نقل وحمل کا ذریعہ ہے۔ یہ مسافروں، ڈاک اور ہلکے ساز وسامان کو دور مقامات تک پہنچانے میں بے حد مددگار ہے۔قدرتی آفتوں میں جنگوں کے دوران اور ہنگامی صورت حال میں راحت پہنچانے میں کافی مددگار ہوتی ہے۔مگر یہ کافی مہنگا نقل وحمل کا ذریعہ ہے اس لیے یہ تمام لوگوں کو دستیاب نہیں ہوتا۔

کرناٹک میں سب سے پہلے 1946 میں ''ڈیکن ایرویز'' نامی کمپنی بنگلور سے حیدرآباد کے درمیان ہوائی جہاز کی اڑان کا آغاز کیا۔ ہندوستانی ہوائی سفر 1953 میں قومیایا گیا۔انڈین ایرلائینز ادارے کے قیام کے بعد بنگلور سے مختلف مراکز کو ہوائی اڑان کی سہولیات فراہم کی گئیں۔ریاست کا صدر مقام بنگلور کو 1996 میں بین الاقوامی ہوائی اڈا ہونے کا اعلان کیا۔ بیلگام، ہبلی میسورو، منگلورو میں بھی دیسی ہوائی اڈے ہیں۔ ہاسن اور کلبرگی میں بھی نئے ہوائی اڈے قائم کئے گئے ہیں۔

اس سے پہلے بنگلورو شہر میں واقع ایچ۔اے۔یل بین الاقوامی ہوائی اڈا کو 34 کلومیٹر دور دیون ہلی کو 24-05-2008 کو منتقل کیا گیا۔ایچ۔اے۔یل ہوائی اڈے کو اب پائیلٹوں کو تربیت دینے کے استعمال میں لایا گیا ہے۔نیا تعمیر کردہ دیون ہلی ہوائی اڈا ہندوستان کا پہلا سبز حلقہ کا اڈا (Green Field Airport) بن گیا ہے۔ جس میں مختلف سہولیات فراہم ہیں اور یہ بے حد جدید طرز کا ہوائی اڈا ہے۔

آبی نقل وحمل:

کرناٹک کے اندرونی علاقوں کے ساتھ ساتھ سمندری آبی راستے ہیں۔ان کی دستیابی محدود ہے۔لہٰذا وہ نقل وحمل میں ایک اہم مقام حاصل نہیں پائے۔ پہلے اندرونی علاقوں کے آبی راستوں سے نقل وحمل چھوٹی چھوٹی کشتیوں، چپووالی کشتیوں اور لٹھوں پر مشتمل تھی۔حال میں موٹر کشتیاں رائج ہوئی ہیں۔اڑپی شمالی کینرا اور جنوبی کینرا ضلعوں

میں ان کا استعمال ہوتا ہے۔ کالی شراوتی اور نیترا وتی ندیاں جو اندرونی علاقوں میں آبی نقل وحمل کے لیے کافی مددگار ہیں۔ کرشاندی کو عبور کرنے کے لیے بوٹس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سڑکوں اور ریل نقل وحمل ترقی پر گامزن ہونے کی وجہ سے آبی نقل وحمل کا استعمال محدود بن گیا ہے۔

بندرگاہیں:۔ سمندر کے ساحل پر جہازوں کے ٹھہرنے کی جگہ کو بندرگاہ کہتے ہیں۔ لوگوں کو سفر کے لیے اور سامان کے رسد کے لیے جہازوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کرناٹک میں 25 چھوٹی اور بہت بڑی بندرگاہیں ہیں۔ 1957 میں قائم کردہ بندرگاہوں کا ترقیاتی ادارہ Harbour Development authority سہولیات فراہم کرنا جاری کیا 4 مئی 1974 میں نیومنگلور کو ہندوستان کی نویں اہم بندرگاہ ہونے کا اعلان کیا۔ یہ کرناٹک کا بلند درواز Gateway Of Karnataka کہلایا۔ اس بندرگاہ سے کچا لوہا دھات، کافی، سامبر کے مسالے، کاجو، صندل، کوئلہ، کرومائیڈ، گرینائٹ پتھر رسیلے پھل اور مچھلیاں برآمد ہوتی ہیں۔ پیٹرولیم درآمد کیا جاتا ہے۔ اس کی ساتھ ہی ریاست کے سات بندرگاہیں ترقی کر چکی ہیں۔ ان میں پرانا منگلور بندرگاہ، مالپے، ہنگرئی، کندہ پور، پاڈوبدری، بھٹکل، ہوناور، کدری، بیلی کیری اور کاروار ہیں۔ ان سب میں کاروار بندرگاہ سب سے خوبصورت ہے یہ کل موسمی بندرگاہ ہے۔ جہاں سے لوہا، میگنیز، گرینائیٹ اور زرعی پیداوار برآمد کی جاتی ہے۔

مشقیں

I. ذیل خانہ پری مناسب الفاظ سے پر کریں۔

1۔ ہر دیہات اور شہر کو جوڑنے والے ۔۔۔۔۔ سڑک ہے۔

2۔ کرناٹک میں کل ۔۔۔۔۔۔ قومی شاہراہیں ہوکر گزرتی ہیں۔

3۔ بنگلور کی شہری ٹرین ۔۔۔۔۔ کو کہتے ہیں۔

4۔ کرناٹک کا بلند دروازہ ۔۔۔۔۔۔ بندرگاہ کو کہا جاتا ہے۔

5۔ ساحلی علاقے کے ریل راستے کو ۔۔۔۔۔۔۔ کہتے ہیں۔

II. ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

1۔ بری نقل وحمل کی اہمیت لکھیں؟

2۔ کرناٹک کے مختلف راستوں کے اقسام لکھیں۔

3۔ کرناٹک کے اہم ریل راستوں کے نام لکھیں۔

4۔ فضائی نقل وحمل کے سہولیات کیا ہیں؟

5۔ کرناٹک کی بندرگاہوں کے نام لکھیے؟

III. مناسب جوڑیاں بنائیں۔

الف	ب
1۔ سورن چتوشوتن	بندرگاہ
2۔ براڈ گیج	بنگلور
3۔ ایچ۔اے۔ایل	NH4
4۔ بیلی کیری	ہوائی جہاز کا اڈا
5۔ نمّا میٹرو	ریل راستہ
	آبی راستہ

IV. سرگرمیاں:

کرناٹک میں سے ہوکر گزرنے والی شاہراہوں کی نقشہ میں نشاندہی کیجیے۔

V. منصوبہ:

1۔ اپنے ریل سفر کا جائزہ لیں۔

2۔ اپنے مقامی نقل وحمل کے انتظامیہ کے متعلق نوٹ لکھیں۔

☆☆☆

باب: 8

کرناٹک کی صنعتیں

اس باب کے مطالعہ سے آپ جانیں گے۔

- کرناٹک کی صنعتوں کی اہمیت
- کرناٹک کے اہم صنعتی علاقے
- لوہے اور فولاد کی صنعتوں کی پیداواری مقدار اور ان کی تقسیم کو سمجھنا
- سوتی کپڑے، شکر، سیمنٹ اور کاغذ کی صنعتوں کی تقسیم
- بنگلور ہندوستان کی اہم مواصلاتی ٹیکنالوجی اور صنعتی مرکز

ملک میں کسی بھی ریاست کی ترقی میں صنعتی ترقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہماری ریاست میں صنعتی ترقی نمایاں طور پر ہوئی ہے۔ بے انتہا معدنیاتی ذرائع، خام مال، معتدل آب و ہوا، پانی کا رسد بہتر نقل و حمل کا نظام، ماہر مزدور، بڑے بڑے بازار اور جدید ٹکنالوجی کے ہونے سے کرناٹک مختلف صنعتوں کے لیے مشہور ہے۔ صنعتی میدان، زراعت پر منحصر چھوٹے پیمانے کی صنعتوں سے لیکر جدید کارخانوں تک یہاں پر پائے جاتے ہیں۔

کرناٹک میں کارخانوں کی ترقی کے لیے سریم وشویشوریہ کی بڑی دین ہے۔ ''صنعت کاری ورنہ بربادی'' پر اعتماد رکھنے والے سریم وشویشوریہ نے کئی صنعتوں کی بنیاد رکھی۔ 1902 شون سمدر میں آبی بن بجلی گھر کے بعد مختلف بنیادی ضروری ساز وسامان، روزانہ استعمال کے سامان بنانے کی صنعتوں کا قیام ہوا۔ 1923 کے بعد ریاست میں لوہے اور فولاد کا کارخانہ، صابون سازی، کپاس، ریشمی کارخانے، کاغذ، سیمنٹ، رنگ سازی، شکر اور صندل کے تیل وغیرہ کے جدید کارخانے قائم ہوئے۔ آزادی سے پہلے ہی میسور کارخانوں کے لیے ایک مثالی صوبہ بن گیا تھا۔ اس کی اہم وجہ انگریزوں اور اس دور کے حکمرانوں کی دلچسپی تھی۔

آزادی کے بعد مرکزی حکومت کی صنعتی پالیسی نے ریاست کی صنعتی ترقی کو مزید تقویت دی۔ اس کے نتیجہ میں کئی صنعتیں قائم ہوئیں۔ ان میں ہوائی جہازوں کی تیاری، انجینئرنگ، مشین ٹولس (BHEL, BEL,HMT) دستی گھڑی، لوہے اور فولاد المونیم اصلاتی ٹیکنالوجی، الیکٹرانکس اور حیاتیاتی ٹیکنالوجی کے کارخانے وغیرہ ہیں۔

لوہے اور فولاد کی صنعت:۔ کرناٹک کو جنوبی ہندوستان میں سب سے پہلے لوہے اور فولاد کا کارخانہ قائم

کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ سریم ویشوشوریہ کی دوراندیشی کے تحت بابا بڈھن گیری پہاڑوں میں دستیاب ہونے والا خام لوہا استعمال میں لانے کے لیے 1923 شیموگہ ضلع بھدراوتی میں لوہے اور فولاد کا کارخانہ قائم کیا گیا۔ اسے میسور آئرن اینڈ اسٹیل انڈسٹریز لمیٹیڈ (MSIL) کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد 1989 میں اسے اسٹیل اتھارٹی انڈیا لمیٹیڈ (SAIL) کو سونپا گیا۔ آج اسے ویشوشوریہ لوہے اور فولاد کا کارخانہ (VISL) نام سے نوازا گیا۔ اس کارخانہ کو درکار کیمن گنڈی سے خام لوہا بنڈی گڈھ سے چونا، بھدراوتی سے پانی اور سنڈور سے میگنیز مہیا کیا جاتا ہے۔ ابتدا میں بھٹی تپانے کے لیے جنگلاتی لکڑی کا استعمال کیا جاتا تھا بعد میں شراوتی بن بجلی گھر کا قیام ہوا تو آبی بجلی استعمال کی جانے لگی۔ اب ایک خاص قسم کا فولاد، بیڑ لوہا تیار کیا جاتا ہے۔ دوسرا کرناٹک نما لوہے اور فولاد نجی کارخانہ جنڈال وجیہ نگر اسٹیل لمیٹیڈ ہے۔ یہ 2001 میں بلاری ضلع کے ٹورنگل جدید کوریکس ٹیکنالوجی کے تحت قائم کیا گیا ہے۔ یہ لوہا اور فولاد سازی کا کارخانہ ہے۔

کپاس کی صنعت: ۔ سوتی کپڑے صنعت بہت پہلے ہی شروع ہو کر جدید صنعتوں میں سے ایک ہے۔ یہ زراعت پر منحصر صنعت ہے۔ قدیم زمانہ میں کرناٹک میں ہاتھوں سے کپڑا بنانے کا رواج تھا اور آج بھی رائج ہے جیسا کہ ترکیبی مرکب دھاگے سے تیار کپڑے اور غیر ملکی کپڑے کی دستیابی کے باوجود سوتی کپڑوں کی بڑی مانگ ہے۔

1900 صدی کے آخر میں جدید سوتی کپڑے کے کارخانے قائم ہونے سے کپاس سے بیجوں کا الگ کرنے والے مشین (جیننگس) اور دھاگے بنانے والے مشین (اسپیننگ کارخانے) شمالی کرناٹک کے ضلعوں میں قائم ہوئے۔ سب سے پہلے گلبرگہ میں 1884 میں یم۔ یس۔ کے گرنی قائم ہوئی۔ بعد میں ہبلی میں سوتی کپڑے کے کارخانے قائم ہوئے۔ 1900 صدی کے بعد سوتی کپڑے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہوئے ان میں بنی ملس اور بنگلور کی منروا ملس، میسور کی کے۔ آر ملس داونگیرے کی کاٹن ملس آزاد ہند سے پہلے ہی قائم ہوئی تھیں۔

آزادی کے بعد کپاس اگنے کے شمالی میدانوں میں بھی کارخانے قائم ہوئے۔ داونگیرے ریاست کا سوتی کپڑوں کی صنعت کا اہم مرکز بن گیا۔ اسے کرناٹک کا مانچسٹر کہا جاتا ہے۔ ہبلی الکل، گلید گڈ، رکبوی، باگل کوٹ، مونکا لمور، گدگ، بیٹ گیری، بادامی، بیلگاوی، نرگند، گوماک بلاری، ہنسور، ننجن گڈ، پریاپٹن، چامراج نگر میں بھی کپڑے بننے کے اور کاتنے کے کارخانے ہیں۔ موجودہ ریاست میں 44 سوتی کپڑے کے کارخانے ہیں۔ سالانہ اوسط 5.1 ملین میٹر کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔

پچھلے عرصہ میں چند کارخانے بند ہوئے ہیں۔ ان کے لیے کپاس کی کمی، پرانی مشین، بجلی کی قلت، خرچ و اخراجات میں اضافہ، ترکیبی مصنوعی دھاگوں کی قیمت میں اضافہ اس کے اہم وجوہات ہیں۔

کرناٹک میں سوتی کپڑے کی صنعتوں کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے سورن ٹکسٹائل پالیسی 13-2008 نامی منصوبہ جاری کیا گیا۔ 11 ضلعوں میں تیاری ملبوسات کے پارک قائم کئے گئے۔ اس کی پیداوار کو بیرونی ممالک کو برآمد کرنا اس کا مقصد ہے۔ کپڑوں کے برآمدات میں کرناٹک کا ملک میں دوسرا مقام ہے۔ دوڈبالاپور، آنیکل، بیلگاوی، میسورو، رام نگر میں ایسے پارک ہیں۔

شکر کی صنعت:۔ شکر کی صنعت کرناٹک کی اہم اور بڑے پیمانے کی صنعتوں میں سے ایک ہے اور یہ بھی زراعت پر منحصر صنعت ہے۔ اس کی ترقی کے لیے درکار تمام عوامل ہماری ریاست میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً گنے کی پیداوار، آب وہوا، بجلی کی فراہمی مقامی بازار، نقل وحمل کے سہولیات وغیرہ ۔ یہ کرناٹک کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

1900 صدی کے ابتدائی دور میں سررنگ پٹن کے پالی (اشٹھ گرام) اور چک بلاپور میں شکر تیار کرنے کا ذکر سرفرانسس بکانن نے کیا ہے۔ ریکارڈز بتاتے ہیں کہ شکر تیار کرنے والے یہ گاؤں 184 میں لندن کی نمائش میں انہیں انعام سے نوازہ گیا تھا۔ سب سے پہلے 1933 شکر کی جدید صنعت منڈیا میں میسور شکر کمپنی کے نام سے قائم ہوئی۔ 1951 تک یہی ایک کارخانہ تھا۔ اب ریاست میں کل 47 شکر سازی کے کارخانے ہیں۔ سالانہ 339 لاکھ ٹن شکر تیار کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں تیسرے مقام پر ہے۔

تقسیم : ۔کرناٹک کے کارخانے گنے کی پیداواری علاقے میں قائم کئے گئے ہیں۔کاویری، کرشنا اور تنگ بھدراندیوں کے آبی علاقوں کے ضلعوں میں مرکوز ہیں۔ بیلگاوی اور باگل کوٹ ضلعوں میں سب سے زیادہ شکر کے کارخانے ہیں۔اس کے علاوہ منڈیا،میسور بیدر بیجاپور گلبرگہ بلاری اورداونگیرے ضلعوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

گنے کے چھلکے اور شیرہ اس صنعت سے حاصل ہونے والی چھوٹی پیداوار ہیں۔ گنے کے چھلکوں سے کاغذ سازی کی جاتی ہے اور جلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔شیرہ سے شراب بنائی جاتی ہے۔

آپ کومعلوم ہے۔کرناٹک میں شکر کا شہر منڈیا۔شکر کا ضلع ۔بیلگاوی

کاغذ کی صنعت : ۔کاغذ جدید دور کی بہت اہم چیز ہے۔تعلیم چھپائی ۔اخبارات ورسائل اور تہذیبی ترقی کے لیے اہم چیز ہے۔کاغذ کی صنعت جنگلات پر انحصار کرتی ہے۔اس کی صنعت میں بانس بید درختوں کے لٹھے ،گھاس، گنے کے چھلکے، کپڑوں کے ٹکڑے ردی کاغذات خام مال کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔سب سے پہلے کرناٹک میں شیموگہ، چکمنگلور میں گھنے جنگلات مدنظر رکھتے ہوئے ۔1936 میں بھدراوتی میں میسور پیپر لمیٹیڈ کارخانہ قائم کیا گیا۔ بعد میں »ویسٹ کوسٹ پیپر مل« نامی نجی کمپنی ڈانڈیلی میں قائم ہوئی۔کالی ندی کا پانی جوگ سے بجلی کی فراہمی ہوتی ہے۔ننجن گڈ، کے۔آر۔نگر، ستیہ گال،منڈگوڈ،منیر آباد، یڈیور اور بنگلور میں ریاست کے دیگر کاغذ کے کارخانے ہیں۔ ملک کے کاغذ تیار کرنے والی ریاست میں کرناٹک چوتھے مقام پر ہے۔کرناٹک سالانہ 3. 6 لاکھ ٹن کاغذ تیار کرتا ہے۔

سرگرمی: آپ کے شہر کے قریبی صنعتی علاقے کی سیر کرتے ہوئے وہاں استعمال ہونی والی خام اشیا کیسے حاصل ہوتیں ہیں معلوم کیجیے۔

سیمنٹ کی صنعت : ۔کرناٹک میں شہری وسعت اور صنعت کاری کے پھیلاؤ میں اضافہ کی وجہ سے تعمیری کاموں کے لیے سیمنٹ کی مانگ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔مکان کی تعمیر، بڑے بڑے عوامی عمارتوں کی تعمیر، پل، باندھ وغیرہ کی تعمیری کام کے لیے سیمنٹ درکار ہوتی ہے۔

سیمنٹ کے لیے درکار کافی مقدار میں چونا پتھر ہماری ریاست میں دستیاب ہوتا ہے۔ساتھ میں جپسم اور باکسائیٹ بھی دستیاب ہوتا ہے۔صرف کوئلہ پڑوسی ریاستوں سے درآمد کیا جاتا ہے۔ پانی، ریت نقل وحمل بجلی، افتادہ مٹی، بڑے بڑے بازاری سہولیات بھی سخت صنعت کے لیے کافی مددگار ہوئے ہیں۔

ریاست کا پہلا سیمنٹ کارخانہ 1939 میں بھدراوتی میں قائم ہوا۔ بعد میں باگل کوٹ ،ٹمکور ضلع کے امسندر،

گلبرگہ ضلع کے شاہ آباد میں قائم ہوئے۔ دیگر سیمنٹ کے مراکز واڈی لوکاپور، چتر درگ ضلع کے ایٹگے ہلی، مڈکیری، کیمجی پور، کلادگی، کرکنٹ، سیٹرم اور چیتاپور، ملک کی کل سیمنٹ پیداوار کی 8 فی صد حصہ کرناٹک تیار کرتا ہے۔ کرناٹک اب تقریباً 121 لاکھ ٹن سالانہ سیمنٹ تیار کرنے صلاحیت رکھتا ہے۔

مواصلاتی صنعتیں:۔ کرناٹک ہندوستان کی بے حد اہم اطلاع اور ٹیکنیکی ریاست ہے۔ یہاں پر معلومات اور ٹیکنکل صنعتیں کافی ترقی کی ہیں۔ کئی انجیئرنگ کالج، تحقیقاتی مراکز، کمپیوٹر سے جڑے ٹیکنکی کورسس کو زیادہ زور دینے کی وجہ سے ہنرمند انسانی وسائل میں اضافہ ہوا ہے۔ اس سے کئی سافٹ ویر صنعتیں قائم ہونے کی وجہ سے کرناٹک سب اعلیٰ مقام پر ہے۔

سرگرمی: آپ کے ضلع کی مختلف صنعتی علاقوں کی فہرست تیار کرتے ہوئے قریبی صنعتی اکائی کا دورہ کرتے ہوئے وہاں کی پیداوار کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

بنگلور:۔ ہندوستان کا سب سے اہم اور ٹیکنالوجیکل مرکز بنگلور شہر ہندوستان کا سیلکان شہر کے نام مشہور ہے۔ سافٹ ویر یا کمپیوٹر پروگراموں کے استعمال کے لیے ساز وسامان بنانے اور سب سے زیادہ برآمد کرنے والی بڑی ریاست ہے۔ یہ دنیا کے 10 اہم ہائی ٹیک شہروں میں سے ایک ہے۔ اس لیے آس پاس کے شہروں میں بھی سافٹ ویر صنعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اس شہر میں IT اور BT 1200 صنعتیں ہیں۔ تقریباً 4 لاکھ لوگ ان پیشوں سے جڑے ہیں۔ یہاں پر دنیا کی چند اہم کمپنیاں اپنی شاخیں قائم کئے ہیں۔ اس کی اہم وجہ بہتر آب و ہوا بجلی کی فراہمی، ماہر اور بہترین صلاحیتوں والے شہری وسائل مالی امداد اور بڑے بڑے بازار اور دیگر بنیادی سہولیات کے ہونے سے یہ ملک کا بہترین معلوماتی اور ٹیکنالوجیکل کا مرکز بن گیا ہے۔

بنگلور میں انفوسس، وپرو وغیرہ اہم کمپنیاں ہیں۔ ان کے شعبے ریاست کے دیگر شہروں میں بھی دیکھے جاتے ہیں۔ مثلاً میسور، ہبلی، گلبرگہ، شیموگہ، ٹمکور، منگلور وغیرہ۔ انسانی وسائل کے متعلق معلومات، تقررات، تربیت، نصاب وغیرہ کو سمجھانے کے یہ صنعت بے حد موزوں ہے۔

کرناٹک کے صنعتی علاقے:۔ صنعتوں کی تقسیم پر انحصار کرتے ہوئے کرناٹک میں صنعتی علاقوں کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ بنگلور، کولار، ٹمکور صنعتی علاقے۔ یہ سب سے زیادہ صنعتوں کے علاقے ہیں۔ 2۔ بیلگاوی، دھارواڑ 3۔ جنوبی کینرا، اڑپی ضلع 4۔ بلاری، رائچور، کوپل ضلع کا صنعتی علاقہ 5۔ میسورو، منڈیا کا صنعتی علاقہ

مشقیں

I. خالی جگہ پر کریں۔

1۔کرناٹک کا سب سے پہلا لوہے اور فولاد کا کارخانہ۔۔۔۔۔۔۔میں قائم ہوا۔

2۔ کرناٹک کا مانچسٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

3۔ ام سندر میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صنعتیں ہیں۔

4۔ گنے سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تیار کیا جاتا ہے۔

5۔ سیلکان وادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہر کو کہتے ہیں۔

II. ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

1۔ کرناٹک میں صنعتی ترقی کے متعلق بیان کریں؟

2۔ کرناٹک میں لوہے اور فولاد کی صنعت پر تفصیل بیان کریں؟

3۔ سوتی کپڑے کی صنعت کی تقسیم کے متعلق بیان کریں؟

4۔ شکر کی صنعت کے لیے درکار عوامل بیان کریں؟

5۔بنگلور میں اطلاع اور صنعت وحرفت کے مرکز ہونے کے کیا وجوہات ہیں؟

III. مناسب جوڑیاں بنائیں۔

الف	**ب**
1۔ڈانڈیلی	سیمنٹ
2۔تورنگل	سوتی کپڑے
3۔ موناکل مرو	کاغذ
4۔شاہ آباد	کمپیوٹر
5۔ انفوسس	لوہا اور فولاد

سرگرمی: 1) کرناٹک کا خطی نقشہ کھینچکر اُن میں اہم صنعتوں کی تقسیم کی نشاندہی کیجیے۔

منصوبہ کام: 1) تمہارے قریبی صنعت کو جائیے اور اُن کے پاس استعمال ہونے والے خام معدن اور اُن سے تیار ہونے والے اشیاء پر رپورٹ تیار کیجیے۔

2) بنگلور شہر میں موجود صنعتوں کی فہرست بنایئے۔

☆☆☆

باب:9

کرناٹک کے اہم تفریحی مراکز

اس باب کے مطالعہ سے آپ جانیں گے۔
- قدرتی حُسن کے تفریحی مراکز اور کرناٹک کی ثقافتی وراثت اور اہمیت
- اہم تفریحی مقامات کی تفصیل اور ان کی قومی اور بین الاقوامی اہمیت
- اہم پہاڑ آبشار اور تاریخی مقامات

ایک کنڑ کہاوت کے مطابق مطالعہ اور مخزن علوم سے معلومات حاصل کرتے ہوئے سیر کرو۔ لوگ تجارتی کاروبار، شوق نظارہ مذہبی جشن، دلی سکون، آرام، خوشی، صحت مندی کے لیے اپنے مقام سے دوسرے مقامات کی چند دن کے لیے سیر کرتے ہیں۔ اسے سیاحت کہتے ہیں۔ تفریحی مقامات میں قیام کی سہولیات اور کھانے پینے کی سہولیات ہوتی ہیں۔ لہذا وہاں لوگ چند دن ٹھہرتے ہیں اور حسین نظاروں کا نظارہ کرتے ہیں۔

جدید زمانے میں سیاحت انسانی زندگی کا لازمی جز بن گیا ہے۔ سیاحت کے ذریعہ اہم مقامات کی معلومات تہذیب ثقافت اور طرز زندگی وغیرہ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

ہندوستان کے دیگر تفریحی مقامات میں سے کرناٹک بھی ایک ہے۔ جہاں کئی اہم تفریحی مقامات ہیں۔ کرناٹک کئی قدرتی نظام سے بھرا ہے مثلاً سدا بہار مغربی گھاٹ والی ندیاں، آبشار، خوبصورت وادیاں، جنگلی حیوانات، صندل لکڑی کے جنگلات وغیرہ۔ طویل ساحلی کنارے تاریخی مقامات شاندار سنگ تراشی سے بنی مندریں، مختلف مذہبوں کے مقدس مقامات غیر ملکی سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنے ہیں۔ سیاحت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حکومت کرناٹک نے 1974 میں سیاحوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مثلاً مختلف مقامات میں مسافر خانے، رہائش اور ریسٹوران وغیرہ کرناٹک اسٹیٹ ٹورزم ڈولپمنٹ کارپوریشن قائم کیا ہے۔

ریاست کرناٹک سیاحوں کی جنت ہونے کے ناطے کئی خوبصورت مقامات رکھتی ہے اور لاکھوں لوگوں کو لبھاتی ہے۔ یونسکو نے ہمپی پٹدکل اور گزشتہ حال میں مغربی گھاٹ کو عالمی وراثت کے مقام کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس سے پوری دنیا میں کرناٹک کا نام روشن ہوا ہے۔

حکومت کرناٹک نے نئی سیاحت پالیسی کو جاری کر کے نجی کمپنیوں کو مواقع اور ہمت افزائی کی ہے۔

97-1996 میں کرناٹک کو ''بہترین سیاحت والی انتظامیہ'' والی ریاست کا انعام حاصل ہوا۔ مندرجہ ذیل میں مشہور سیاحت کے مقامات ہیں۔

کرناٹک کے پہاڑی مقامات (ہل اسٹیشن): کرناٹک مختلف جغرافیائی خصوصیات رکھتا ہے۔ اس میں کئی پہاڑی سلسلے ہیں۔ اس لیے اس میں کئی ہل اسٹیشن دیکھنے کو ملتے ہیں۔ چکمنگلور ضلع کے کدرے مکھ جو ایک ہل اسٹیشن ہے گھنے سدابہار جنگلات کئی پہاڑی ٹیلے کافی کے باغات آبشاروں، خوبصورت اور دلکش ہونے کی وجہ سے دلکشی کا سبب بنا ہے۔

چک بلاپور ضلع کے نندی ہل اسٹیشن سطح سمندر سے 1492 میٹر بلند، سرد آب و ہوا پر مشتمل ہے۔ یہ بنگلور سے قریب ہونے کے سبب یہ لاکھوں سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنا ہے۔ یہاں پر رہائش کھانے پینے کا انتظام بھی ہے۔ مہاتما گاندھی جی نے اپنی صحت یابی کے لیے یہاں قیام کرنے سے ان کی یادگار کے طور پر گاندھی بھون تعمیر کیا گیا ہے۔

اسی طرح بلی گیری، رنگن بیٹا، آ گمبے میں غروب آفتاب کا نظارہ، کیمن گنڈی، دیورائن درگ، چتر درگ ضلع کا جوگی مٹی، کوڈ چادری، ہماواد گو پال سوامی پہاڑ، رام نگر کے ٹیلے، مدھو گیری واحد پتھر کا پہاڑ عوام کے دل لبھانے والے پتھر مڈکیری وغیرہ گرمیوں میں سرد آب وہوا کے علاقے سیاحوں کی دلکشی بڑھاتے ہیں۔

کرناٹک کے آبشار:۔ ہماری ریاست آبشاروں کا گھر بنا ہوا ہے ملناڈ و میں کئی آبشار ہیں۔ موسم بارش میں پانی زوروں سے گرتا ہے شمالی کینرا کئی آبشار سے بھرا ہے۔

ہندوستان کا سب سے بلند جوگ آبشار شیموگہ ضلع میں ہے تقریباً 292 میٹر بلندی سے شراوتی ندی کا پانی چار رخوں سے گرتا ہے۔ ان کو راجا اور روہر (Roahr) لیڈی اور راکٹ کہا جاتا ہے۔ یہ موسم بارش میں پانی سے بھر پور دلکش نظارہ ہوتا ہے۔

کاویری منڈیا ضلع کے شیون سمدر کے قریب گگن چکی بھر چکی جڑواں آبشار بنتے ہیں۔ مذکیری کے قریب خوبصورت »ابی آبشار ہے۔ کیمن گندی ہل اسٹیشن میں آبشار ہے۔ کل ہتگیری آبشار شمالی کینرا کا انچلی آبشار (لوشنگ ٹن) بیلگاوی ضلع کا گوکاک آبشار ہے۔ یہ گھٹار پر بھاندی سے بنا ہے۔ اسے کرناٹک کا نیاگرہ کہتے ہیں۔ ماگوڈ آبشار جیسے بھی مشہور ہیں۔

کرناٹک کے جنگلی جانوروں کی پناہ گاہیں: کرناٹک میں گہرے سدابہار جنگلات ہیں۔ جنگلات اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لیے حکومت کرناٹک نے کئی جنگلی جانوروں کی پناہ گاہیں پرندوں کی پناہ گاہیں نیشنل پارک،

شیروں کی پناہ گاہیں اور مختلف اقسام کے حیاتیاتی علاقے قائم کئے ہیں۔

کرناٹک میں پانچ جنگلی جانوروں کی پناہ گاہیں ہیں۔ وہ ہیں: ناگرہولے، راجیو گاندھی نیشنل پارک، بنڈی پور، بنر گٹہ، کدرے مکھ اور انشی نیشنل پارک۔

آپ جانیں گے: ہماری ریاست میں ہر جگہ اپنی ایک اہمیت رکھتی ہے۔ اپنے بزرگوں سے اپنے مقام کی تاریخ اور اہمیت معلوم کرلیں۔

جانوروں کو ان کے ہی سکونت والے علاقے میں تحفظ کرنے کے لیے ریاست میں جنگلی جانوروں کی 18 پناہ گاہوں کو تسلیم کیا گیا ہے جن میں موہوڈی، بنڈی پور، ناگر ہولے، ڈانڈیلی، بھدرا، رنگن تیٹو، کوکرے، بیلور، منڈگدے گڈوی پرندوں کی پناہ وغیرہ اہم ہیں۔

کرناٹک میں کئی قدرتی عجائب بھی ہیں۔ سینٹھیتری راک، بنگلور کے کنگیری کے قریب غیر معمولی بڑ کا درخت اور شہنور کے املی کے درخت مشہور ہیں۔

کرناٹک کے خوبصورت ساحل ہیں وہ ہیں: گوکرن کا اوم بیچ، الا بیچ، مرڈیشور، مروانتی مالپے وغیرہ سیاحوں کے لیے دلکش ہیں۔

اڑپی کے قریب سینٹ میری جزیرہ ہے جس کی چٹان کھمبے شکل کی دکھائی دیتی ہے اور یہی دل کو موہ لیتی ہے۔ موڈیشور کا نیترانی جزیرہ کاروار کے قریب دیوگڑھ کورم گڑھ نامی دو جزائر ہیں۔

تاریخی مقامات:۔ ہماری ریاست کے کدمبا، ہویسلہ چالوکیہ، وجیہ نگر کے حکمران اپنے تعمیر کردہ شاندار سنگ تراشی کے کئی اعلیٰ نمونے چھوڑ گئے ہیں۔ وہ ہیں: ہمپی، بیلور، ہلے بیڈو، سومناتھپور، بادامی، پٹاداکل، آئی ہولے، بیجاپور کا گول گنبد، لکنڈی، بنواسی، بسدول، بیلی گو، میسور، سری رنگ پٹن وغیرہ۔

سرگرمی: آپ کے مدرسے کی سطح تک ضلعی سفر کا اہتمام کرتے ہوئے ضلع کے اہم زیارتی مقامات سے متعلق نوٹس لکھیے۔

زائرین کے زیارت کے مراکز:۔ کرناٹک میں زائریں کے کئی مراکز ہیں جیسے دھرم ستھلا، اڑپی، شرنگ گیری، ہورناڈو، کولور گورکرن، الوی، سرسی، شراون بلکولہ، کوڈل سنگم، میل کوٹے، آدی چنچن گیری، کرکلا، دیورگڈ، مائیلار کیشتر، کلبرگی کی بندہ نواز درگاہ، وجیاپور کا ابراہیم روضہ، سرا کی ملک ریحان درگاہ، میسور و کا سینٹ فلومینا چرچ اور منگلور روزروہ کیا تھیڑال وغیرہ۔

کرناٹک کے قلعے:۔ کرناٹک کے کئی تاریخی قلعہ اور مضبوط قلعے سیاحوں کے پسندیدہ مقامات ہیں۔

بیدر کا قلعہ وجیا پورہ کلبرگی، وجیہ نگر، کلاڈی، چتر درگ کا قلعہ، مدھوگیری، نندی پہاڑ، پاوگڈھ، منظر آباد، اچنگی درگ، کولے درگ، پرت گڑھ، سری رنگ پٹن، بہادر گڑھ کا ساحلی قلعہ، بسور درگا، دیوگڑھ اور کورما گڑھ وغیرہ۔

مندرجہ بالا تاریخی یادگاریں کرناٹک کی عظمت میں اضافہ کرتی ہیں۔آج کل صدر مقام بنگلور سیاحوں کو لبھارہا ہے۔اس کا خوشگوار موسم، عجیب وغریب عمارتیں جیسے ودھان سبھا، دلکش باغات جیسے لال باغ اور کبن پارک۔ اسی لیے اسے باغات کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کرناٹک کا سب سے بڑا شہر ہے۔ ملک کے میگا شہروں میں سے ایک ہے۔اسی طرح میسور کو محلوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ دسہرہ تہوار کے دوران لاکھوں لوگ میسور آتے ہیں۔ چامنڈی ہل، کے۔آر ساگر باندھ اور برنداون سیاحوں کی اہم کشش ہے۔

سرگرمی:

اپنے گاؤں اور آس پاس کے قریوں کے تاریخی مقامات، مندروں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

مشقیں

I. مناسب الفاظ سے خانہ پری کریں۔

1۔نندی ہل اسٹیشن ۔۔۔۔۔۔۔۔ضلع میں ہے۔

2۔ آبی آبشار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہر کے قریب ہے۔

3۔ ۔۔۔۔۔۔آبشار کو کرناٹک کا نیاگرا کہتے ہیں۔

4۔ ۔۔۔۔۔۔بیچ گوکرن کے قریب ہے۔

5۔ ۔۔۔۔۔۔۔شہر کو محلوں کا شہر کہتے ہیں۔

II. ذیل کے جوابات لکھیے۔

1۔ سیر وتفریح کے فوائد کیا ہیں؟

2۔تفریحی مقامات میں درکار سہولیات کے نام لکھیے۔

3۔ کدرے مکھ ہل اسٹیشن پر مختصر نوٹ لکھیے۔

4۔ کرناٹک کے جنگلی جانوروں کی پناہ گاہوں کے نام لکھیں۔

5۔ کرناٹک میں تاریخی اہمیت رکھنے والے مقامات کے نام لکھیں۔

III. ذیل کی جوڑیاں بنائیں۔

الف	ب
1۔ بلی گیری رنگا ہلز	شمالی کینرا ضلع
2۔ جوگی بیٹ	چامراج نگر
3۔ یانا	پرندوں کی پناہ گاہیں
4۔ امکس	چتر درگ
5۔ رنگن تھیٹو	نیشنل پارک
	موروں کی پناہ گاہیں

IV. سرگرمیاں

1۔ کرناٹک کے ہل اسٹیشنوں کی فہرست تیار کریں۔

2۔ کرناٹک کے اہم سیر و تفریحی مقامات کی سیر و تفریح کا اپنا تجربہ بیان کریں۔

V. منصوبہ:

1۔ سیاحی مقامات کے تصاویر اکٹھا کر کے ایک البم بنائیے۔

☆☆☆

باب :10

کرناٹک کی آبادی

اس باب کے مطالعہ سے آپ جانیں گے۔

- کرناٹک کی آبادی کی اہمیت کے متعلق جاننا۔
- آبادی کا نشونما وسعت اور تقسیم کو سمجھنا
- آبادی کی کثرت اور خواندگی کی شرح کے متعلق جاننا
- کثیر آبادی کے اثرات کو سمجھنا اور گنجان آبادی والے شہروں کے متعلق جاننا

کسی مخصوص جغرافیائی علاقے میں رہنے والے لوگوں کے گروہ کو آبادی کہتے ہیں۔ آبادی اس علاقے کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لوگ اپنی دانائی اور ہنر کی بدولت مناسب طور سے قدرتی ذرائع کا استعمال کر کے ملک کی ترقی کے ضامن بنتے ہیں۔ ملک کی ترقی کا انحصار اس کی آبادی کی تعداد اضافہ کی شرح عمر کی تقسیم اور معیار پر ہوتا ہے۔

آبادی کی ساخت:۔ اس سے پہلے بتایا گیا تھا کہ کرناٹک طبعی رقبہ کے لحاظ سے ملک میں آٹھویں مقام پر ہے اور آبادی کے پیمانے سے نویں مقام پر ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق کی کل آبادی 6,11,30704 ہے۔ اس میں مردوں کی تعداد 3,10,57,742 اور عورتوں کی تعداد 3,00,72,662 ہے۔ آبادی کی جسامت ریاست کے تمام ضلعوں میں یکساں پیمانے پر نہیں ہوتی۔ بنگلور شہری ضلع سب سے زیادہ آبادی والے پہلے مقام پر ہے۔ اور کوڈ گو ضلع سب سے آخری۔ بنگلور کے بعد بیلگام، میسور، ٹمکور، کلبرگی اور بلاری ضلعوں میں زیادہ آبادی پائی جاتی ہے۔

آبادی کی نشونما:۔ 2001 کی مردم شماری کے مطابق کرناٹک کی کل آبادی 528,50,562 تھی۔ 2001 سے 2011 تک 80,80,142 لوگوں کا اضافہ ہوا۔ اسی دوران آبادی میں اضافہ کی شرح 15.67% فی صدی ہوگئی ہے۔ یہ ہندوستان کی آبادی کے اضافہ کی شرح 17.64% فی صد سے بھی کم ہے۔ اس کی وجہ خاندانی منصوبہ بندی سے آگاہی خواندگی پروگرام بچوں کی پیدائش پر قابو پانا وغیرہ۔

آبادی کی کثافت:۔ ہر مربع کلومیٹر علاقے میں بسنے والی اوسط آبادی آبادی کی کثافت کہلاتی ہے۔ 2001

کی مردم شماری کے مطابق ہماری ریاست کی آبادی کی کثافت ہر ایک مربع کلومیٹر کو 275 لوگ وہ 2011 میں بڑھ کر 319 ہوگئی۔ پھر بھی ہندوستان کی اوسط سے کم ہے۔ ضلعی سطح سے آبادی کی کثافت کا معائنہ کرنے پر بنگلور کی آبادی کی کثافت سب سے زیادہ پہلے مقام پر ہے۔ جنوبی کینرا میسور بنگلور دیہی، دھارواڑ کولار ضلع بعد والے نمبر پر ہیں۔ اس کے مقابلے کوڈگو سب سے کم آبادی کی کثافت 135 والا ضلع ہے۔

دیہی اور شہروں کی آبادی:-

کرناٹک دیہی تسلط والی ریاست ہے۔ اس میں 29.406 دیہات 2011 وہ 3.75 کروڑ آبادی رکھتا ہے۔ یعنی کرناٹک کی کل آبادی 61.4% فی صد آبادی دیہی اور 38.6 حصہ 2.35 کروڑ شہروں میں بستے ہیں۔ ہندوستان کی اوسط سے موازنہ کیا جائے تو کرناٹک میں شہری آبادی کی تعداد زیادہ ہے۔ وہ تمام ضلعوں میں یکساں نہیں ہے۔ بنگلور شہر ضلع میں کثیر پیمانے پر شہری آبادی کی تعداد ہے تو کوڈگو سب سے کم شہری والا ضلع ہے۔

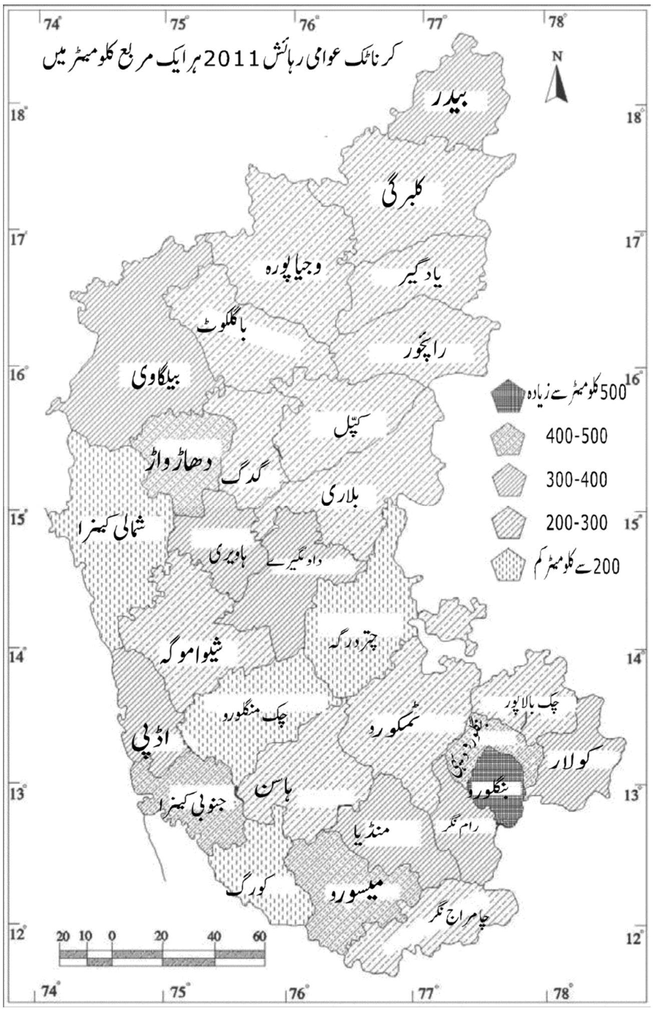

جنسی شرح:۔ ہر ایک ہزار مردوں کے برابر عورتوں کی تعداد کو جنسی شرح کہا جاتا ہے۔ 2001 میں کرناٹک کی جنسی شرح 965 تھی۔ وہ 2011 میں 968 تک بڑھ گئی۔ جنسی شرح تمام ضلعوں میں مساوی نہیں ہوتی۔ اڑپی کوڈگو جنوبی کینرا، ہاسن ضلعوں میں مردوں سے زیادہ عورتوں کی تعداد ہے۔ اڑپی ضلع میں ایک ہزار مردوں کو 1093 عورتیں ہونے سے ریاست میں سب سے زیادہ عورتوں کی اوسط والا ضلع بن گیا ہے۔ کوڈگو، جنوبی کینرا ہاسن ضلعوں کو دیگر مقام حاصل ہیں۔ بنگلور شہر ضلع میں ہر 1000 مردوں کے لیے 908 عورتوں کے ہونے سے آخری مقام حاصل ہے۔

عمر کی بناوٹ:۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق ریاست کی کل آبادی میں 15 سال سے کم عمر کے بچوں کی تعداد 29.7 فی صد حصہ ہے۔ 60 سال عمر سے زیادہ عمر رسیدہ لوگوں کی تعداد 5.5 فی صد حصہ ہے۔ 15 سے 60 سال عمر کے اندر والے لوگوں کو محنت کرنے والا طبقہ قرار دیا ہے۔ ان کی تعداد 64.9 فی صد حصہ ہے۔

خواندگی کی شرح: پڑھنے لکھنے کی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص کو خواندہ قرار دیا گیا ہے۔ ریاست کی اوسط خواندگی کی شرح 2011 میں 75.6 فی صد حصہ تھی۔ یہ کل ہندوستان کی اوسط 74 سے بہتر ہے۔ ضلعی سطح پر معائنہ کرنے کے بعد جنوبی کینرا ضلع 88.6 فی صد حصہ ہے۔ یہ پہلے مقام پر ہے۔ اس کے بعد بنگلور شہر ضلع 88.5 فی صد دوسرے مقام پر ہے۔ اڑپی اور کوڈگو ضلع تیسرے اور چوتھے مقام ہیں۔ اس کے مقابل یادگیر 52.4 بے حد کم خواندگی والا ضلع کہلاتا ہے۔ کرناٹک کے مردوں کی خواندگی کی شرح 82.9 فی صد اور عورتوں کے خواندگی کی شرح 68.2 فی صد ہے۔ شہر اور دیہی علاقوں کا معائنہ کرنے کے بعد فطری طور پر دیہی علاقوں سے زیادہ شہری علاقوں میں خواندگی پائی جاتی ہے۔

کرناٹک کے پہلے 10 گنجان آبادی کے شہر 2011

نمبر	شہر	آبادی	نمبر	شہر	آبادی
1	بنگلوروشہری	8499399	6	کلبرگی	541617
2	میسورو	983893	7	داونگیرے	435128
3	ہبلی دھارواڑ	943857	8	بلاری	409644
4	منگلور	619664	9	وجیاپورہ	326360
5	بیلگاوی	610189	10	شیموگہ	322428

مشقیں

I. ذیل کی خانہ پری کریں۔

1۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق کرناٹک کی کل آبادی ۔۔۔۔تھی۔

2۔ کرناٹک کا سب سے زیادہ آبادی والا ضلع ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

3۔ عورتوں کا کثیر پیمانہ رکھنے والا ضلع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

4۔ سب سے کم آبادی والا ضلع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

5۔ کرناٹک کے لوگوں کی اوسط کثافت ایک مربع کلومیٹر ۔۔۔۔۔لوگ ہیں۔

II. ذیل کے سوالوں کے جوابات لکھیے۔

1۔ کرناٹک کی آبادی کی نشونما کے متعلق بیان کیجیے۔

2۔ سب سے کم اور سب سے زیادہ آبادی کی کثافت والے ضلع کونسے ہیں۔

3۔ کرناٹک میں شہراور دیہاتوں کی آبادی کے متعلق بیان کیجیے۔

4۔ کرناٹک میں خواندگی کے متعلق بیان کیجیے۔

III. سرگرمیاں:

1۔ آبادی کی کثافت کے تحت کرناٹک کے نقشہ میں خواندگی کی تقسیم کی نشاندہی کریں۔

IV. منصوبہ:

1۔ اپنے شہر کے توسیعی علاقوں سے جڑی آبادی کی تفصیل جمع کر کے مختصر نوٹ لکھیے۔

☆☆☆

باب:3

غریبی اور بھوک

اس باب میں آپ سیکھیں گے۔

- غریبی کا مطلب اور اس کے اسباب کے بارے میں جاننا۔
- خطِ غریبی کے تصور کے بارے میں جانکاری۔
- ہندوستان میں غریبی کی انتہا۔
- بھوک اور غذائی تحفظ کا مطلب جاننا۔
- غریبی اور بھوک کی مختلف صورتوں کے بارے میں جاننا۔
- غذائی (غریبوں کی بھوک سے بچانا) کی ضرورت اور اس کے لئے سرکاری کی جانب سے لئے گے اقدامات کی جانکاری۔
- غریبی کو ختم کرنے کے لئے فی الحال جاری اقدامات کے بارے جانکاری حاصل کرنا۔

غریبی کا مفہوم:

آپ اپنے اردگرد زندگی کا معائنہ کئے ہوں گے غریبی شہروں اور دیہاتوں دونوں میں پائی گئی ہے۔شہروں میں فٹ پاتھ پر بیچنے والے ڈ مزدور، بھیکاری، چھوٹے پیانے کی صنعتوں میں کام کرنے والے مزدور،نقل مکانی کرنے والے لوگوں کو غریب سمجھا جاتا ہے۔ دیہاتوں میں غیر زمیندار کسان جو دوسروں کے کھیتوں میں کام کرتے ہیں۔ چھوٹی زمین کی ملکیت والے کسان،ٹوکریاں بنانے والے جُلا ہے،کمہار، لوہار وغیرہ بھی غریبی میں گزر بسر کرتے ہیں۔

غربت لوگ دن میں دو وقت کا کھانا کھانے کے لئے درکار آمدنی نہیں کما سکتے اور تغذیہ کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔اُنہیں اپنی صحت پر توجہ دینے کے لئے کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔اس لئے وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ تعلیم تربیت اور ہنر کی کمی کی وجہ سے اُنہیں روزگار کے مواقع بالکل کم ہوتے ہیں اس لئے ان کی آمدنی بہت کم ہوتی ہے۔

غریب دو وقت کی روٹی کے لئے کمائی کرنے میں نا کام ہیں۔اس وجہ سے ان میں غذائیت کی کمی اور بیماریاں زیادہ ہوتی ہیں۔تعلیم اور ہنرمندی سے دور رہتے ہیں انہیں روزگار کے مواقع بھی کم ہی ملتے ہیں اور نوکری بھی کبھی ملتی ہیں۔عام طور سے غریب کے مکانات میں زندگی گذارتے ہیں انکے مکانات ہی نہیں ہوتے۔اس طرح جیسے کہ غذا، کپڑا مکان تعلیم صحت وغیرہ بنیادی اہم ضرورتوں سے لوگوں کا محروم ہونا ہی غریبی ہے۔

لیکن غریبی کا خیال رکھ کر اس کے ثبوت کو ناپنے کے لئے ایک ضروری پیمانہ چاہئے۔آزادی سے پہلے دادا بھائی نوروجی نے غریبوں کی نشاندہی کر کے پہلی مرتبہ، غریبی سطح کا استعمال میں لانے کا کام کیا۔ آزادی کے بعد بھی غریبی کے ثبوت غریبی کے ناپنے کے لئے اہم طور استعمال کیا گیا تو پھر غریبی کے ثبوت کا مطلب کیا ہے۔
بنیادی سہولتوں کو حاصل کرنے کے لئے ضروری آمدنی کا پیمانہ ہی غریبی ثبوت ہے۔وہ ایک شخص کی انہی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے اچھی صحت کے ساتھ اچھی زندگی گذارنے کے لئے ضروری رقم خرچ کرنے کی طاقت کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

2005 میں پرفیسر شریش تنڈولکر کمیٹی کی سفارش کے مطابق غذا کے ساتھ تعلیم صحت بجلی اور نقل وحمل ہر ماہانہ ایک شخص پر ہونے والے ضروری خرق کے اندازے کو غریبی کا ثبوت قدر کیا گیا ہے۔اس کے بعد سی رنگ راجن کمیشن نے ٹنڈولکر کمیشن کی سفارشات پر غور کر کے دیہی مقامات پر 32 روپیہ اور شہروں میں 47 روپیہ فی شخص ہر ماہانہ خرچ کو غریبی کا ثبوت قرار دیا۔اس سے زیادہ خرچ والے غریبی کی سطح سے اوپر والے قرار پائے اور کم خرچ کرنے والے غریبی کی سطح سے بھی نیچے دینے والے کہلائے گئے غریبی کے ثبوت سے نیچے خرچ کرنے والے ہی غریب ہیں۔

اسی طرح بین الاقوامی سطح پر عالمی بنک نے اس شخص کو غریبی کے خط سے نیچے والا قرار دیا جو کہ ہر دن 1.25 ڈالر کمانے میں نا کام رہتا ہے۔اس پیمانے کے مطابق بھارت میں 41% فیصد لوگ غریب ہیں۔

3. بھارت میں غریبی کی مقدار:

مختلف کمیشنوں اور تحقیقاتی کمیٹیوں نے جو سفارسات دی ہیں اور راشٹریہ مادری سمیکشا سنتھا کے اندازے

کے مطابق انتہائی ضروری اخراجات کی مثالوں کو استعمال کرتے ہوئے غریبی کی سطح سے نیچے رہتے والے لوگوں کی تعداد کا حساب نقشہ میں دکھایا گیا ہے۔

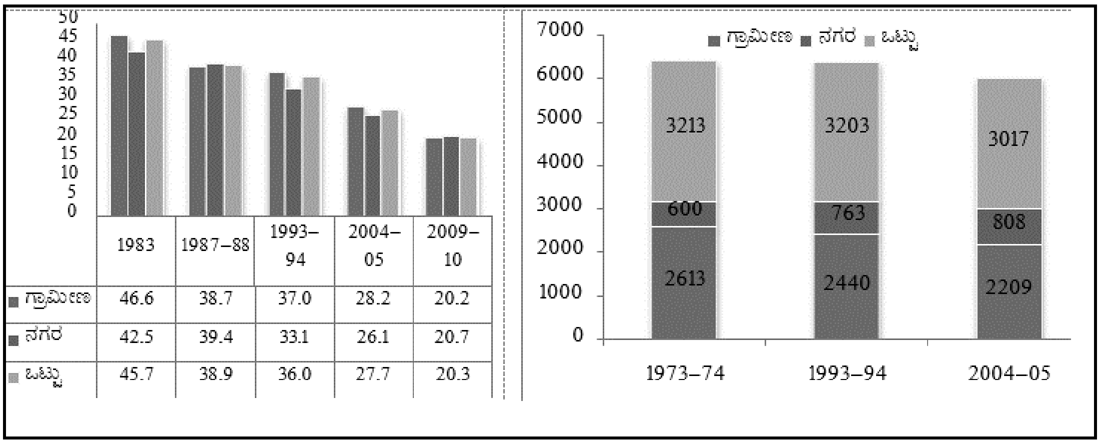

1983 میں غریبی کی تعداد %46 فیصد تھی اس تعداد میں 10-2009 میں %20 فیصد کمی ہوئی اس کو غور سے دیکھا جا سکتا ہے۔ شہری اور دیہاتی دونوں علاقوں میں غریبی کی تعداد گھٹی ہے 2000ء کے بعد غریبی کی تعداد میں قابل لحاظ کمی دکھاء دیتی ہے۔ شہری علاقوں کے مقابلے دیہی علاقوں میں غریبی کی کمی کی تیز رفتاری دکھائی دیتی ہے۔ ملک کے کل غریبوں کی آبادی نقشہ نمبر میں دکھائی گئی ہے۔ قرجہ جات کے غریبوں کی تعداد %73 فیصد ہو رہی ہے۔ قریہ کی کمی ہوئی ہے۔ لیکن شہروں میں زیادہ ہوگئی۔

4. بھارت میں غریبی کے اسباب:

بھارت میں غریبی کے لئے کئی ایک اسباب میں جو کہ تاریخی معاشی سماجی اور سیاسی حالات رہے ہیں۔ لیکن غریبی کے معاشی اسباب کو نیچے دیئے گئے اسباب سے جانا جا سکتا ہے۔

i. آبادی میں بہت زیادہ اضافہ: ۔ آبادی کے تیز رفتاری سے بڑھنے کی وجہ سے ترقی کے جتنے بھی پروگرام بنائے جاتے ہیں وہ اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے کم ہی ثابت ہو رہے ہیں اور بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ناکام ثابت ہونے کی اہم وجہ ہے۔

ii. کم معیار قومی آمدنی اور سست رفتار ترقی: ۔ ایک جانب ملک کی ترقی کی دھیمی رتار اور دوسری جانب تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی شخص آمدنی کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس سے ایک زہر بھرا دائرہ بنا ہوا

ہے کم آمدنی کم بچت کم سرمایہ داری کم پیداوار کم اور دھیرے دھیرے بڑھتی ہوئی آمدنی پھر بڑھتی ہوئی آبادی ایک زہریلا دائرہ ہے جو کہ کھل کر دکھائی دے رہا ہے۔

iii. قیمتوں کا بڑھنا:۔ مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتوں سے غریبوں کی قوت خرید گرتی جاتی ہے وہ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں اس سے وہ اور زیادہ غریب ہو جاتے ہیں

iv. بے روزگاری:۔ ترقی کا عمل روزگاری کے متلاشی تمام نوجوانوں کو اپنے میں جذب کرنے میں ناکام ہونے کی وجہ سے دن بدن بے روزگاری بڑھتی جارہی ہے۔

v. سرمایہ کی کمی:۔ کم آمدنی اور بچت کی وجہ سے ضروری سرمایہ کاری ممکن نہیں ہے اسی طرح سرمایہ کاری کم ہوتی جارہی ہے۔جس سے پیداوار اور آمدنی دونوں کے بڑھانے کے ذرائع پر اثر پڑنے کی وجہ سے بھی غریبی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

5. بھوک اور غذائی تحفظ:

غریبی کا سب سے اہم ثبوت ہے بھوک یعنی ہر دن صحیح مقدار میں بھرپور غذا کا نہ ملنا اور غذا میں متوازن اجناس غذا کا فراہم نہ ہونا اگر وہ ملتی بھی ہو تو لوگوں کے پاس اس کی خریداری کی قابلیت کا نہ ہونا یہ ساری چیزیں غذائی تحفظ کو بڑھاتی ہیں حال ہی میں دنیا میں بہت سارے غریب آدھے پیٹ کھا کر یا بھوکے پیٹ ہی گذار دیتے ہیں۔ بین الاقوامی غذائی پالیسی (IFPRI) ادارہ نے بین الاقوامی بھوک کو جتلانے والی مقدار نامی پیمانہ اپنایا ہے اس کے ذریعہ ہر سال مختلف ممالک میں بھوک کی سطح کا ایک اندازہ لگایا جاتا ہے۔

بین الاقوامی بھوک کی مقدار کی تشکیل نیچے دی گئی شہادتوں کا اندازہ جمع کر کے کی گئی ہے۔	
1. غیر مقوی غذا:۔	کل آبادی میں غیر مقوی غذاء کی کمی سے مجبوروں کی تعداد
2. ضائع ہونے والے بچوں کی تعداد:۔	پانچ سالوں سے کم عمر کے وہ بچے جو دیکھنے میں اونچے پلے ہوتے ہوئے بھی بہت کم وزن کے ہوتے ہیں ان کی فیصد تعداد
3. معذور بچوں کی تعداد:۔	اپنی عمر کے برابر نہ بڑھنے والے اور کم قدر کھنے والے پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کا فیصد
4. مرنے والے بچوں کی تعداد:۔	پانچ سال سے کم عمر میں مرنے والے بچوں کی تعداد

2015 کے بین الاقوامی شہادتوں کے مطابق تیار کردہ 128 ملکوں کی پٹی میں بھوک کے مسئلے کا سامنا کرتے

ممالک میں شامل کیا گیا ہے۔

حال ہی میں گئے قومی خاندانی صحت کے سروے کے مطابق بھارت میں تقریباً 79% فیصد بچے اور 58% حاملہ عورتیں خون کی کمی کا شکار ہیں۔ ہر دو بچوں میں سے ایک اور ہر تین عورتوں میں ایک کم وزن رکھتے ہیں۔ دنیا بھر میں کم وزن رکھنے والے بچوں کی 42% فیصد تعداد بھارت میں ہے۔ خون کی کمی کا سبب ہے کم وزن بھوک یا غذا کا نہ ملنا۔

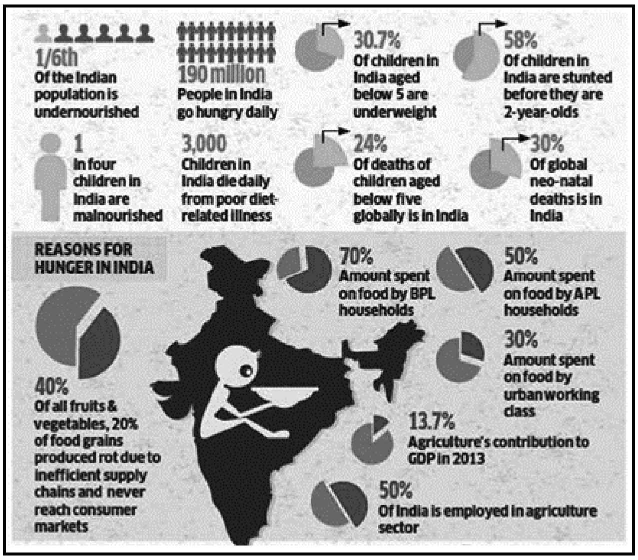

اناج کی پیداوار میں تقریباً خود کفیل بن چکے ہیں یعنی بھارت ملک کے لئے اس قدر اناج چاہیئے اس قدر پیدا کرنے کی طاقت صم میں ہے۔ دودھ کی پیداوار میں دنیا بھر میں ہمارا پہلا مقام ہے۔ پھل اور ترکاری کی پیداوار میں بھی قابل ذکر ترقی مصصم نے کی ہے۔ اس کے باوجود بھارت میں بڑی آبادی بھوک سے ہلکتی رہتی ہے اور یہ بڑا مسئلہ ہے۔ بھارت میں بے شمار میں لوگوں میں اتنی سکت نہیں کہ وہ اناج خرید سکیں اس کے علاوہ اناج اور غذا کی تقسیم میں کافی خرابیاں ہیں ان کی وجہ سے مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔

غذائی تحفظ:۔

دیش کے ہر ایک شہری کو کم از کم مقدار میں غذاء جس کی قیمت ادا کرنے کی سکت وہ رکھتے ہیں اس قیمت پر انہیں انکے مکانکے قریب پہنچانا بہت ہی ضروری ہے۔ اسی کو مصصم غذائی تحفظ کہتے ہیں۔ غذائی دنیا بہت ہی ضروری ہے۔ اس عمل سے عوام کی زندگی بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ غذائی تحفظ ان تین یقین دہانیوں کو لئے ہوئے ہیں۔

1. ملک کے تمام لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق غذا فراہم کرنا۔

2. تمام لوگوں میں اچھی غذاء خریدنے کی قوت خرید دینا۔

3. غریبوں کو غذاء کے ملنے اور ہضم کرنے کی راہ میں جو رکاوٹیں میں انہیں دور کرنا

بھارت میں مرکزی اور مختلف صوبائی حکومتیں غذائی تحفظ کو ان دو طریقۂ کار سے پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

1. اناج کا ذخیرہ کرنا 2. عوامی تقسیم کاری

محفوظ ذخیرہ اندرونی:۔ سرکار ہر سال مارکیٹ سے کم از کم بنیادی قیمت دے کر اناج خریدتی ہے اور اسے ذخیرہ کرتی ہے۔اس کے لئے 1965 میں بھارتیہ اناج کارپوریشن کی تشکیل عمل میں آئی۔اس کے ذریعہ اناج خرید کر اسے سائنسی طریقہ سے محفوظ طور ذخیرہ کیا جاتا ہے۔جس کے لئے گودام تعمیر کئے جاتے ہیں۔اس عمل کو محفوظ ذخیرہ اندوزی کہا جاتا ہے۔اس طرح ذخیرہ کئے گئے اناج کو عوامی تقسیم کاری نظام کے ذریعہ تقسیم کیا جاتا ہے۔

عوامی تقسیم کاری نظام:

بھارتیہ اناج کارپوریشن کے ذریعہ خریدے جانے والے اناج کو مارکیٹ کی قیمت سے کم قیمت پر راشن ڈپوؤں کے ذریعہ سرکار تقسیم کرتی ہے۔جو غریب عوام کے لئے ہے۔یہی عوام تقسیم کاری نظام ہے اناج،تیل مٹی کا تیل شکر اور دوسری ضروری چیزیں راشن ڈپو کے ذریعہ تقسیم کرنے کا بیڑہ سرکار نے اٹھا رکھا ہے۔ بھارت میں 5 لاکھ سے زیادہ راشن ڈپوؤں کے ذریعہ 16 کروڑ سے زیادہ خاندانوں کی خدمت کی جاتی ہے

اس سہولت کو پانے کے لئے ایک خاندان کو کوپن بنانا اور رکھنا ضروری ہے۔معاشی حالت کو معیاد بنا کر کئی اقسام کے کوپن بنائے گئے ہیں۔کوپن کے ذریعہ مقرر کردہ غذائی اناج اور دوسری چیزیں مہیا کرنا سرکار فرض جانتی ہے۔اس طرح غریبی کو سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے غریب طبقہ کو ماہانہ بہت ہی کم رقم کے عوض یا مفت ہی اس غریب خاندان کو اناج اور دوسری چیزیں سرکار دیتی ہے۔انتہائی غریب لوگوں کو انتودیا غذا یوجنا کے تحت بہت ہی معمولی قیمت پہ اناج سپلائی کی جاتا ہے۔اس کے علاوہ دوسروں کو ایک مقدار میں ضروری اناج وغیرہ دیا جاتا ہے۔

انا بھاگیہ (غذائی سہولت)
کرناٹک سرکار کی جانب سے 2013 میں جاری کی جانے والی بہت ہی اہمیت والی اسکیم ہے انا بھاگیہ (غذائی سہولت) کرناٹک سرکار نے ریاست سے بھوک کو ختم کرنے لئے اس ایک ہی مقصد سے اسے جاری کیا ہے۔اسکے تحت سرکار غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے غریبوں کو فی شخص 5 کلو اناج (3 کلو چاول دو کلو راگی گیہوں جوار) مفت دے رہی ہے۔علاوہ اس کے ایک کلو پام آئیل ایک پیکٹ آئیوڈین فری نمک اور ایک کلو شکر بھی بہت ہی کم دام میں دے رہی ہے۔سرکار کا مقصد اس کے ذریعہ ریاست میں غذائی کی کی وجہ سے جاری کمزوریں کو دور کرنا ہے۔

غذائی تحفظ اسکیم کو آگے بڑھاتے ہوئے ریاستی سرکار کے بچوں کی بہبودی کے لئے اسکیم جاری کی ہے۔اس کے تحت بچوں اور حاملہ عورتوں میں غذا کی کمی کو دور کرنا ہے۔اسی لئے اسکولوں میں پڑھنے والوں بچوں کو دوپہر کی پیٹ بھر غذا مفت دیئے جانے نظام بنایا گیا ہے۔

6. غریبی کو ختم کرنے کے اقدامات:

سرکار نے غریبی کو ختم کرنے کے لئے کئی ایک اقدامات اٹھائے ہیں۔ان اقدامات کے ذریعہ غریبوں کو روزگار فراہم کرنا ان کی قوت خرید کو بڑھانا اس طرح غریبی کی انتہا کو کم کرنا سرکار یہ کام کررہی ہے۔ان اقدامات کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1. معاشی ترقی کے اقدامات:۔ معاشی ترقی اور غریبی کے درمیاں قریبی رشتہ ہے۔

جیسے جیسے ملک ترقی کرتے جارہاہے ویسے ہی غریبی کی مقدار بھی کم ہوتی جارہی ہے۔سرکار پنچ سالہ کے ذریعہ معاشی ترقی کرنے کی کوشش کررہاہے۔اسی کے ساتھ ترقی کا پھل تمام قوم کے لوگوں یکساں طور سے ملنے کے لئے کوشاں رہے۔

2. غریبی کو ختم کرنے کے اقدامات:۔ 1960 کے بعد سے سرکار نے دیہی علاقوں کے لوگوں کے لئے روزگار فراہم کرنے کے لئے کئی ایک صنعتوں کو قائم کرنے کے اقدامات اٹھائے ہیں۔دوطرح کے ہیں۔وہ یہ ہیں۔

i. خود روزگار پروگرام:۔ ملک میں بسنے والے غریبوں اور تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو خود روزگار کی طرف راغب کرنے کے لئے قرضہ جات کے ذریعہ برسرعود روز آثار ہونے کے لئے کئی گا یک عود روزگار پروگرام طے کئے گئے ہیں۔ان میں اہم یہ ہیں 1980 میں جاری میں لایا جانے والا کل دیہاتی ترقی کے پروگرام (IROP)۔ 1997 میں جاری کیا گیا سورنا جینتی شہری روزگار یوجنا (SSRY)۔1999 میں عمل میں لایا گیا سورن جینتی پرگرام خود روزگار یوجنا (SGSRY) اور 2011 کے بعد جاری میں لایا گیا۔راشٹریہ دیہی زندگی کی ترقی کی تحریک یا دین دیال انتودیا یوجنا

ii. قلی روزگار پروگرام:۔ وہ لوگ جن کے پاس خود اپنی جائیداد نہیں ہنرمندی بھی نہیں ایسے غریب لوگوں کے لئے قلی کے روزگاری پروگرام عمل میں لائے گئے ہیں۔دیہی علاقوں میں بڑے چھوٹے تالاب راستے اسکول ہسپتال وغیرہ عوامی جائیداد کی تعمیر کے ذریعہ انہیں علمی روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔

2006 میں مہاتما گاندھی کھاتری یوجنا(MGNREGS) جاری میں لائی گئی۔ یہ اسکیم فی الحال جاری میں رہنے والی انتہائی اہم اسکیم ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر خاندان کو اس کی اپنی خواہش کے مطابق سال میں کم از کم 100 روزگار دینا اور اس طرح اس قلی روزگار کے ذریعہ انہیں کم از کم اجرت دینا یہ بھروسہ انہیں دیا گیا ہے۔ اس کے طرح ان کی زندگی کے گذر بسر کے لئے محافظت دی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت کم از کم اجرت پر کام کرنے کے لئے تیار رہنے والے غریبوں کو اپنے اپنے گرام پنچایت میں اپنا کام درج کروا کر رسید حاصل کرنی ضروری ہے۔ اس طرح اپنا نام درج کروانے کے بعد یہ لازم ہو جاتا ہے کہ انہیں پندرہ دنوں کے اندر روزگار فراہم کیا جائے ورنہ انکو بے روزگاری بھتہ دیا جائے گا۔

3. کم از کم بنیادی سہولتوں کو فراہم کرنا:۔

دیہاتوں کے علاقوں کے لوگوں کے ضروری غذاء مکان تعلیم صحت پینے کا پانی پاکی صفائی جیسی کم از کم بنیادی سہولتیں فراہم کرتے ہوئے ان کی زندگی کا معیاد بڑھانے کی کوشیش جاری ہیں۔ راشن ڈپو کے ذریعہ غریبوں کو غذائی اجناس تقسیم کئے جارہے ہیں۔ اندرا آواز یوجنا اور والمیکی امبیڈکر آواز یوجنا کے تحت بے گھر غریب لوگوں کو گھر فراہم کئے جارہے ہیں۔

''نرملا گرام یوجنا'' تحریک اور ابھی حال ہی میں شروع کیا گیا ''سوچھا بھارت تحریک'' کے زیر اہتمام بیت الخلاء تعمیر کروا کر دیئے جارہے ہیں۔ 2002 میں پردھان منتری گرام ودیا یوجنا(PMGY) شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت دیہاتوں کے غریب لوگوں کو پرائمری تعلیم، صحت و تندرستی، پینے کا پانی دیہی صنعتی روزگار جیسے خدمات دیئے جارہے ہیں۔

سماجی تحفظی تحریک:۔ سماج کے حد درجہ غریب خاندان کے بے سہارا بوڑھے معذور وغیرہ لوگوں کا سرکار تحفظ کرتی ہے اسکو سماجی تحفظی تحریک یا پروگرام کہا جاتا ہے یتیم بوڑھے لوگوں کو سندھیا سرکشا یوجنا (سندھیا حفاظتی اسکیم کے تحت ہر ماہ عمر رسیدہ پنشن دی جاتی ہے۔ جو کما نہیں سکتے ایسے معذوروں اور بیواؤں کو بیوہ ماہنامہ (پنشن) دی جاتی ہے)۔

اس طرح سرکار کئی ایک پروگرام بنا کر انہیں عملی جامہ پہنا رہی ہے جن کے ذریعہ غریبی کی سطح سے نیچے رہنے والے لوگوں کو اوپر اٹھانے کی کوشش کررہی ہے۔ اس کے نتیجے میں غریبی دھیرے دھیرے کم ہوتی جارہی ہے۔

مشق

I. نیچے دیۓ گئے جملوں میں خالی جگہیں پر کیجئے۔

1. قومی مثالی مردم شماری ادارہ کے مطابق 5-2004 میں بھارت میں........فی صد لوگ بستے تھے۔
2. بھارت میں غریبوں کی نشاندہی کے لئے سب سے پہلی ''غریبی سطح'' کا استعمال کرنے والے .... تھے۔
3. بھارت سرکار نے اناج خرید نے اور اسے ذخیرہ کرنے کے لئے.............ادارہ کی تشکیل کی ہے۔
4. غریبوں کے لئے کروائے جانے والے بیمہ کو............... کا نام رکھا گیا ہے۔
5. عمر رسیدہ پنشن جاری کئے جانے والی اسکیم............ کہا جاتا ہے۔
6. سرکار جس قیمت پر اناج خریدتی ہے اسے............. قیمت کہا جاتا ہے۔

II. نیچے دیۓ گئے سوالات کا جواب ایک ایک جملے میں لکھئے۔

1. غریبی کا مطلب سمجھائیے۔
2. انسان کی بنیادی ضروری کونسی ہیں۔
3. غریبی سطح کا کیا مطلب ہے۔
4. بھوک کی مقدار کو ناپنے کے لئے بنائی گئی تجویز کونسی ہے۔
5. غذائی تحفظ کا مطلب کیا ہے۔
6. محفوظ ذخیرہ کا مطلب کیا ہے۔

III. درج ذیل سوالات کے جواب پانچ یا چھ جملوں میں لکھئے۔

1. ہندوستان میں غریبی کی شناخت کیسے کی جارہی ہے؟
2. غریبی کی علامتیں کیا ہیں؟
3. ہندوستان میں بھوک کی شدّت میں اضافہ ہونے کے وجوہات لکھئے؟

4. ہندوستان میں عوامی فراہمی انتظام کے اہم افعال بیان کیجئے؟

5. غریبی کے تدارک میں حکومت سے اُٹھائے گئے اقدامات کی فہرست تیار کیجئے؟

6. غریبوں کو مہیا کئے جارہے سماجی تحفظی اقدامات کونسے ہیں؟ تبصرہ کیجئے؟

III. سرگرمی:

1. راستوں کے کنارے ڈیرہ ڈال کر بسیرا کرنے والے خانہ بدوش لوگوں کی زندگی پر غور کرتے ہوئے کھانا پینا، مکان اوران کے بچوں کی تعلیم کے بارے میں بحث کیجئے۔

2. آپ اپنی قریبی پنچایتی دفتر کو جائیے۔غریبوں کی نشاندہی کیسے کی جاتی ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیجئے۔

منصوبہ بندی:

1. آپ کے گاؤں کی راشن ڈپو (رعایتی قیمت دوکان) کو جائیے۔وہاں درج ذیل دیئے گئے موضاعات کے بارے میں واقفیت حاصل کیجئے۔
کون کونسی اشیاء تقسیم کی جاتی ہیں۔

2. کس قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں۔اس کی قیمت دوسری اجناس کی دوکان میں ان کی کیا قیمت ہے۔ ان قیمتوں میں کتنا فرق ہے۔

3. یہاں سے کتنے کنبوں کو چیزیں تقسیم کی جاتی ہے۔

☆☆☆

باب:4

محنت اور روزگار

اس باب کو پڑھنے کے بعد آپ۔۔۔

- محنت کا مطلب سمجھیں گے۔
- بھارت کے محنت کشوں کی طاقت کو پہچانیں گے۔
- بھارت کی بے روزگاری کے مسئلے کو سمجھیں گے۔
- روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے بارے میں بھی جانیں گے۔

1. تعارف:

محنت ایک بے انتہا اور لازمی پیداواری حصہ ہے وہ پیداواری عمل میں انسان کا حصہ ہے محنت کے بغیر کسی بھی قسم کی پیداوار ناممکن ہے۔اس لئے کہ محنت ہی پیداوار میں قابل لحاظ ترقی لاتی ہے۔

2. محنت کا مطلب:۔ انسان اپنی ضروری اشیاء اور خدمات کی پیداوار یا تیاری میں جسمانی اور دماغی قوتوں کا جو استعمال کرتا ہے اُس کو محنت کہہ سکتے ہیں۔انسان اپنی زندگی کے ضروری اشیاء کی تیاری کے لئے کئی افعال انجام دیتا ہے۔وہ اشیاء اور خدمات کی پیداوار میں متبادل ثابت ہوتی ہے۔لیکن اپنی خود کی خوشی کے لئے اور ہمدردی کے لئے کی جانے والے کام کو محنت نہیں کہا جاتا۔خودی کے لئے کی جانی والی کوشش کو کمائی یا محنت کا نام نہیں دیا جاتا اور نہ ہی کسی ماں کے اپنے بیمار بچے کی دیکھ بھال اور پرورش کئے جانے کو بھی محنت نہیں کہا جاتا۔

محنت اور مزدوری کا تعلق انسان سے ہے۔اس کی کچھ خاص خصوصیات ہیں:

i. محنت کو مزدور سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

ii. محنت کو ذخیرہ بھی نہیں جاسکتا۔

iii. محنت کے اُصول زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

iv. اگر محنت کامل ہو تو اس کا امتیازی مقام ہوتا ہے۔

> خوشی کیلیئے کئے جانے والے کام کو چھوڑ کر اشیاء اور خدمات کی پیداوار کے لئے جسمانی اور دماغی قوت کے استعمال سے کی جانے والی کوشش ہی محنت کہلاتی ہے۔ (الفرڈ مارشل)

v. محنت کی منتقلی کی مقدار کم ہوتی ہے۔

محنت کی اہمیت :۔ محنت پیداوار کا ایک حصہ ہے وہ دوسرے پیداواری حصوں کو فعّال بناتا ہے۔اور پیداوار میں تیزی لانے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔اسی لئے ملک کی محنت کش طاقت اسی کا بلند معیاد اس ملک کی ترقی میں تیزی لانے میں اہم ترین رول ادا کرتا ہے۔اس لئے محنت کی طاقت جس قدر زیادہ ہوتی ہے اس ملک میں معاشی سرگرمیوں کی مقدار اور ترقی کا معیار بھی زیادہ ہوتا ہے۔

عام طور سے ایک ملک کی مزدوری کا حجم اس ملک میں بسنے والی آبادی کے 15 تا 60 سال کے عمر کے لوگوں کی تعداد کے حساب سے ناپا جاتا ہے۔ پندرہ سال سے کم عمر اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو مزدور طبقہ میں گنا نہیں جانا۔ فی الحال بھارت آبادی سے نفع حاصل کرنے والا ملک کہلاتا ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ بھارت میں نوجوانوں اور کام کرنے والوں کی تعداد دوسرے ملکوں سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس ملک کی پیداواری صلاحیت زیادہ ہے۔

بھارت کے محنتی مزدور کی تشکیل:

محنتی طبقہ یا محنت کش طاقت کی تشکیل اس کے حجم، جنس، سرگرمیاں اور اسکے محکمات پر انحصار ہے۔اسی کے ذریعہ اسکی تقسیم کرکے اس کے بارے میں پڑھا جاسکتا ہے۔ بھارت میں مردم شماری اور قومی مثالی سروے کے ادارے کے ذریعہ مزدور اور مزدور طبقہ کے بارے میں جانکاری کی جاتی ہے اور اس کے معیار کو جانچا جاتا ہے۔اس جانکاری کو استعمال کرتے ہوئے بھارت کے مزدور طبقے کے بارے میں پڑھیں گے۔

مزدوری کا حجم:۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق %39.8 فیصد ایسے لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہیں جو کہ محنت کے لائق ہیں۔ بقیہ % 60 لوگ محنت نہیں کر سکے اس صورت حال کا یہاں جائزہ لیا جاسکتا لیکن 2011-2001 کے درمیان محنت کرنے والوں کی تعداد %42.2 سے بڑھ کر %48.2 کڑوڑ ہوگئی ہے۔ان سب کو ان کے معیار کے مطابق روزگار فراہم کرنا سرکار کی ذمہ داری ہوتی ہے اور اسے یہاں دیکھا جاسکتا ہے۔

محنت اور مزدوری کا جنسی تناسب:

2001 اور 2011 کی مردم شماری کے مطابق عورتوں صرف %35 فیصد تھی۔یعنی مردوں کے مقابلے میں سر روزگار عورتوں کی تعداد کم تھی۔عورتوں کے لئے روزگار بھی کم مہیا ہوتا ہے۔اور ان کے چند فرائض کو کام یا روزگار نہیں

جانا جاتا یہ امتیاز اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔

محنت اور مزدوری کا پیشہ ورانہ اور شعبہ جاتی تناسب:۔ پیشہ ورانہ تناسب کو زراعت صنعت اور خدمات کے شعبہ جات میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد کی بنیاد کو سامنے رکھ کر اسے جانچا جا سکتا ہے۔ 2011 تک دیر ہو جانے کے بعد بھی بھارت میں بہت زیادہ تعداد میں مزدور زراعت اور زرعی کام کی سرگرمیوں میں لگے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔نقشہ دیکھئے۔

نقشہ((1 بھارت میں کام کرنے والوں کی علاقہ جاتی تقسیم

علاقہ	رہائشی علاقہ		جنس تناسب		کُل
	دیہی	شہری	مرد	عور	
پہلا	66.6	9.0	43.6	62.8	48.9
دوسرا	16.0	31.0	25.9	20.0	24.3
تیسرا	17.4	60.0	30.5	17.5	26.8
کُل	100	100	100	100	100

تقریباً آدھے کے برابر مزدور زراعت اور اس سے تعلق رکھنے والے کاموں میں حصہ لے رہے ہیں۔ بقیہ آدھے مزدور کم و پیش (صنعتی) اور تیسرے (خدمات) کے شعبہ جات میں لگے ہوئے ہیں۔ اہم بات تو یہ ہے کہ چند سالوں سے زرعی شعبہ میں کام کرنے والے اس سے دور ہو کر اب خدمات کے شعبہ میں لگ گئے زراعت سے آدھے لوگ ہو گئے ہیں اور خدمات کے شعبہ میں ایک چوتھائی مزدوروں کی تعداد بڑھی ہے۔ پیشہ کی اس ہمہ رنگی سے آمدنی کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بہت دھیمی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح اگر دیہاتوں میں زراعت ہی روزگار کا اہم ذریعہ ہے تو شہروں میں خدمات کا شعبہ بہت ہی اہم ہے۔ اسی لئے مردوں کی اکثریت صنعتی اور خدمات کے شعبوں میں کام کر رہی ہے۔ عورتوں کی زیادہ تعداد بھی زراعت کے میدان میں ہی کام کرہی ہے۔ روزگار کی یہ تقسیم اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دیہی علاقوں میں اور زراعت کے علاوہ بھی دوسرے شعبوں میں عورتوں کے لئے روزگار کے ذرائع میں ڈھونڈے جانے ضروری ہیں۔ اس سے آمدنی کے ذرائع بھی زیادہ ہوتے ہیں اور غریبی بھی کم ہوتی ہے۔

مزدوروں کی منظم اور غیر منظم شعبوں کی تقسیم:

روزگار کے اصولوں کے مطابق مزدوروں کو منظم اور غیر منظم طبقات میں بانٹا جاسکتا ہے۔ ملک کے قانون کے مطابق منظور شدہ صنعتوں کو منظم اور نامنظور شدہ صنعتوں کو غیر منظم شعبے کہا جاتا ہے۔ منظور شدہ صنعتوں کو سرکار کی جانب سے عائد کردہ تمام شرائط کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ خاص کر مزدور اور کام کی گیارنٹی دینی ہوتی ہے۔ کام کرنے والوں کو مقرر کردہ تنخواہ اور دیگر سہولتیں دی جاتی ہیں۔ لیکن غیر منظور شدہ صنعتوں میں مزدوروں کو مقرر کردہ تنخواہ نہیں ملتی اور کام کی گیارنٹی بھی نہیں دی جاتی مثال کے طور پر ریلائنس گروپ آف انڈسٹریز، ٹاٹا لوہے کا کارخانہ وغیرہ اجازت اور منظور شدہ صنعتیں ہیں تو دوسری جانب چھوٹے اور پھیلے ہوئے بیوپار کرنے والے نامنظور شدہ ہوتے ہیں۔ مزدور، فٹ پاتھ کے بیوپاری چھوٹے دوکان رکھنے والے وغیرہ اس صف میں آتے ہیں۔ ان سب کو روزگار کی بھی گیارنٹی نہیں ہوتی۔ اور پیشہ بھی بڑا ہی کھٹنائیوں بھرا ہوتا ہے۔ یہ اصولوں کی پابندی نہیں کرتے اور ان پر سرکاری قوانین سے باہر ہونے کی وجہ سے انہیں غیر رسمی شعبہ بھی کہا جاتا ہے۔ نقشہ نمبر 2 کے مطابق 12-2011 میں صرف %18 فیصد مزدوری ہی باضابطہ روزگار رکھتے ہوئے منظم شعبہ میں کام کرتے ہیں۔

نقشہ((2 پیشہ کی حالت کے مطابق تقسیم			
پیشہ کی حالت	1972-73	1993-94	2011-12
خود روزگار اپنا پیشہ	61.4	54.61	52.0
تنخواہ دینے والے تنظیم صنعتیں	15.4	13.6	18.0
غیر منتظم مزدوری پیشہ (casual)	23.2	31.8	30.0
کُل	100	100	100

%53 فیصد لوگ خود روزگار یا اپنی ہی پیشہ میں لگے ہونے کے باوجود اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ پیشہ بہت ہی کم منافع بخش ہوا کرتا ہے۔ دوسرا کوئی راستہ بھی نہیں رہتا اسی لئے خاندان کے سارے لوگ اسی کام لگے رہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مقررہ اجرت نہ ہونے والے یا عارضی پیشہ گذشتہ کئی سالوں سے بڑھتا ہی چلا آرہا ہے۔ اس وقت تقریباً %30 فیصد مزدور اس طرح کے روزگاروں میں بٹے ہوئے ہیں۔

بے روزگاری اور بھارت میں اُس کی شرح:

مقرر کردہ اجرت میں کام کرنے کے لئے تیار رہنے والے شخص کو اگر کام نہ ملے تو اس حالت کو بے روزگاری کہا جاتا ہے۔ بھارت میں کام نہ ہونے والے اور بے روزگاروں کی بڑی تعداد ہے اور یہ تعداد بڑھتی ہی جارہی ہے۔

بھارت جیسے بڑے ملک میں بے روزگاروں کی تعداد کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔ بھارت سرکار کے مزدور بیورو کے سروے کے مطابق 50 لاکھ بے روزگار تھے بے روزگاروں کی تعداد بڑھتے بڑھتے 2011 یہ 40.47 کڑوڑ تک پہنچ گئی۔اس طرح دیہی علاقوں میں بے روزگاری کی شرح 10.1% فیصد ہے تو شہری علاقوں میں 7.3 فیصد ہے۔

بے روزگاری کی شرح کام نہ ملنے کی وجہ سے بیکار رہنے والے مزدوروں کی فیصد شرح کے حساب سے لگائی جاتی ہے۔

4. بھارت میں بے روزگاری کے اسباب:

بھارت میں بے روزگاری کے لئے اہم اسباب یہ ہیں۔

i. روزگار کے بغیر معاشی ترقی:- بھارت کی حالیہ معاشی ترقی کو روزگار کے بغیر ترقی کہا جاسکتا ہے۔ 1990 کے بعد بڑھنے والے صنعتی میدان اور خدمات کے شعبہ میں ہونے والی ترقی نہ تکنالوجی کو استعمال کر کے ترقی ہو رہی ہے اور اس سے روزتار کے کم ہی مواقع فراہم ہورہے ہیں۔اولین شعبہ کے انتہائی دھیمی رفتار کی ترقی سے دیہی علاقوں میں توقع کے مطابق روزگار نہیں بڑھ رہے ہیں۔اسی طرح ترقی روزگار کے مواقع فراہم ہوئے بغیر ہی ہورہی ہے۔

ii. مزدوروں کی تعداد میں اضافہ:- بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے بھی دن بہ دن مزدوروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔دیہی علاقوں میں صنعتیں اگر جدیدیت سے دور ہیں تو شہروں میں اپنے آپ آزادانہ انداز میں دکھائی دیتی ہے۔

iii. غیر متعلقہ تکنالوجی:- اب تک جو معلومات حاصل ہیں ان کے مطابق زراعت اور صنعتوں میں جو تکنالوجی استعمال کی جارہی ہے وہ سرمایہ وارانہ گنجان ہوتے ہوئے بھارت کے حالات کے سے موافقت نہیں رکھتی۔

iv. زراعت پر انحصار:- زراعت کا انحصار کی سرگرمیوں پر ہونے کی وجہ سے اس میر ہی بھروسہ کرنے والوں کو سائل میں کچھ مہینے ہی روزگار مل پاتا ہے۔اسی لئے بھارت میں زراعت پر زیادہ انحصار کرنے کی وجہ سے بے روزگاری بھی زیادہ ہے۔

v. چھوٹے اور گھریلو صنعتوں کا زوال:۔ بھارت چھوٹے چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کا زوال ہونے کی وجہ سے بھی بے روزگاری زیادہ ہوئی ہے۔

vi, صنعتی مزدوروں کی نقل ومکانی پر عدم دلچسپی:۔ مزدوروں کا خاندانی بندھن زبان تہذیب وتمدن ہی میں فرق ایسی باتیں ہیں جو کہ مزدوروں کو دودراز علاقوں کی جانب نقل ومکانی کرنے میں پابندی ڈالتے ہیں۔اس وجہ سے بھی بھارت میں بے روزگاری زیادہ ہے۔

5. بھارت میں روزگار میں ترقی کے پروگرام:۔

ملک میں بنایا جانے والا ہر ایک پنچ سالہ پلان کا مقصد میں ملک میں بے روزگاری کرنے رہا ہے۔علاوہ اس کے ریاستی اور مرکزی سرکاروں نے بھی روزگار بڑھانے کے لئے کئی ایک پروگرام جاری کئے گئے ہیں۔ یہ عوام کو خود اپنی صنعت قائم کرنے اور خود برسر روزگار ہونے اور غیر ہنر مند مزدوروں کو مزدوری کے ذریعہ روزگار دیا جانا جیسے اہم پروگرام ہیں۔

حالات کے مطابق سرکاریں کئی قسم کے پروگرام جاری کرتی ہوئی آئی ہیں۔ نیچے ان اہم پروگراموں کو بتلایا جارہا ہے۔

دیہی علاقہ:۔

1977 مزدوری کے عوض اناج

1979 دیہات کے نوجوانوں کو خود برسر روزگار ہونے کے لئے تربیت دئے جانے والے پروگرام

1980 دیہات کی مکمل ترقی کی کے پروگرام

1980 قومی دیہاتی روزکاریاں (راشٹریہ گرامین ادیوگ یوجنا)

1983 دیہاتوں کے بغیر زمین والوں کو روزگار کھاتری پلان

1989 جواہر روزگار یوجنا

1993 ادیوگ بھروسے یوجنا (ادیوگ = روزگار)

1999 سورنا جینتی گرام سوروزگار یوجنا

2004 راشٹریہ کولی گار کالو یوجنا (قومی اناج برائے مزدوری پلان)

2006 راشٹریہ ادیوگ کھاتری یوجنا (کھاتری = گیارنٹی)

شہری علاقہ:۔

1989 نہرو روزگار یوجنا

1990 نگرادیوگ کولی یوجنا

1993 سیردھان منتری روزگار یوجنا

1997 سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

6. مہاتما گاندھی قومی روزگا گیارنٹی پلان (نریگا):

اگست 25، 2005 میں مہاتما گاندھی قومی روزگار گیارنٹی یوجنا قانون پاس کیا گیا لیکن وہ 2-2006-2 میں ہی عمل آیا۔ اس قاعدہ کے مطابق دیہات کے خاندان کے کسی بھی ایک شخص کو سالانہ سو دنوں تک کم از کم اجرت پر مزدوری کی گیارنٹی دی گئی ہے۔ اگر کسی وجہ سے سرکار روزگار دینے میں نا کام رہی تو اس شخص کو بے روزگاری عقبہ دیا جاتا اس قانون میں درج ہے۔ نریگا یوجنا ایسے ضلع جہاں سو فیصد شہری آبادی ہے۔ ان کو چھوڑ کر ملک کے تمام اضلاع میں یہ یوجنا جاری ہے۔

نریگا یوجنا کے اہم نکات یہ ہیں:

i. کمزور طبقات کو روزگار کا بھروسہ دینا اس کے ذریعہ ایک مضبوط سماجی ماحول بنانا۔

ii. خشک سالی جنگلوں کی تباہی اور زمین کا کٹ کر بہہ جانا انہیں روکنے کے لئے پروگرام بنانے کے ذریعہ دیہی قدرتی ماحولیاتی وسائل کی حفاظت کرنے کے علاوہ زراعت کی ترقی کی سرپرستی کرنا اور دیہاتوں کے لوگوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مضبوط کرنا۔

iii. دیہی علاقوں کو ملنے والے حق کے مطابق غریبوں انہیں خودمختار بنانے کی کوشش کرنا

iv. دیہی علاقوں اجرت کی محافظت کرنا اور جمہوری نظام کے ذریعہ سب کو ملا کر ترقی کے لئے ابھارنا

قومی کونسل برائے عملی معاشی ریسرچ National council for appled economic research کی ایک رپورٹ کے مطابق مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گیارنٹی (MGNREGA) دنیا کی سب سے بڑا غریبی ختم کرنے اور عورتوں کو خود مختار بنانے کا میابی حاصل کی ہے۔ اس پروگرام کے نتائج یہ ہیں۔ پہلی مرتبہ مردوں اور عورتوں

دونوں کو یکساں اجرت دی گئی۔ اس اسکیم سے مردوں سے زیادہ عورتوں کے فائدہ اٹھایا ہے۔ عورتوں کی حصہ داری سے خاندان کی آمدنی بھی زیادہ ہوئی ہے۔ اس اسکیم کی وجہ سے لوگ بینک کی خدمت حاصل کرنے میں زیادہ تعداد میں آگے آئے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے روزگار پروگرام کی طرح یہ اسکیم بھی ناکام ہوتی گئی علاوہ اس کے اس کی دیکھ ریکھ بھی ٹھیک نہیں ہو رہی ہے۔ اس طرح اس اسکیم بھی اندازے کے مطابق کامیاب نہ ہوسکی۔

7. عورت مزدوروں کی حالت:

بھارت میں عورت کے روزگار کے سلسلے میں نیچے دی گئیں خصوصیات پر غور کیجئے۔

i. عورت کے روزگار کے کم مواقع:- بھارت میں عورت مزدوروں کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے شہری علاقوں میں 13% اور دیہی علاقوں میں 20% فیصد عورت مزدور ہیں۔ 1990 میں یہ تعداد تقریباً 40% فیصد تھی لیکن 2011-12 میں یہ 22% تک گھٹ گئی ہے۔

ii. روزگار کی رکاوٹیں:- عورتوں کو روزگار چننے میں کئی کٹنائیاں ہیں، روزگار کا چننا۔ کام کے حالات، کام کی محافظت، تنخواہ میں اونچ نیچ، گھر اور کام دونوں کے درمیان توازن قائم رکھنا جیسے مسائل عورتوں کے روزگار قبول کرنا کٹھن بنا دیتے ہیں۔

iii. عورتوں کی معاشی خودمختاری:- بہت ساری کام کرنے والی عورتیں اولین شعبہ کام نہیں رہی ہیں ۔(63% مردوں میں وہ 44% فیصد) اس سے وہاں پیداوار بھی کم ہوتی ہے۔ اسی طرح 13% عورتیں مقرر کردہ پیشوں میں جُٹی ہوئی ہیں۔ مردوں کا فیصد 20% رہتا ہے۔ شہروں میں عورتیں گھریلو کام کاج کر رہی ہوتی ہیں ان کی حالت بہت ہی بری ہوا کرتی ہے۔

تعلیم کے ساتھ سماجی خدمات پر کافی خرچ کرنے کی وجہ سے عورتوں کی حصہ داری بھی زیادہ کی جاسکتی ہے۔ اسی طری اعلی عہدوں آئی اے ایس آئی پی ایس کے اے ایس وغیرہ) کے علاوہ ودھان سبھا، ودھان پریشد اور پارلیمان میں نمائندگی بڑھانے سے ان کے کام کا معیار بھی بلند ہوگا۔

مشق

I. نیچے دیے گئے جملوں میں ٹھیک لفظ پر کیجئے۔

1. پیداوار میں محنت................ پیداواری حصہ ہے۔
2. کام کرنے عمر................ ہوا کرتی ہے۔

3. بھارت کی کل محنت کی طاقت میں عورتوں کا حصہ................ ہے۔

4. جیسے جیسے معاشی ترقی ہوتی جاتی ہے............ شعبہ میں کام کرنے والوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔

5 نریگا قانون بنائے جانے کا سال ہے.................

II. نیچے دیے عنوانات پر اجتماعی بحث کر کے جوابات دیجیے۔

1. محنت کا مطلب کیا ہے

2. منظم شعبہ کا مطلب کیا ہے

3. بے روزگاری کی تشریح کیجیے۔

4. بے روزگاری شرح کیسے ناپی جاتی ہے تشریح کیجیے۔

5. بھارت میں بے روزگاری کے مسائل کے بارے میں بتائیے۔

6. بھارت میں عورتوں کے کام کرنے کی خصوصیات کے بارے میں تشریح کیجیے۔

7. نریگا اسکیم کے مقاصد کیا ہیں اور اس کے اخلاقی فرض کے بارے میں بتائیے

III. پراجکٹ کا کام:۔

1. بے روزگاروں سے بات چیت کیجیے ا بے روزگاری کے اسباب اور اس کی قسموں کے بارے جانکاری حاصل کیجیے۔

2. محنت کی طاقت کی جنس کی خصوصیات پر ایک رپورٹ تیار کیجیے۔

IV. سرگرمیاں:۔

کسی فیکٹری کو جانیے اور کام کرنے کی حالت اور محنت کی تقسیم ایک رپورٹ تیار کیجیے۔

☆☆☆

تجارتی تعلیمات

باب:2

مالیاتی انتظام

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کریں گے۔

- تجارتی اداروں میں مالیہ کا مطلب ◄ تجارتی اداروں میں مالیہ کا کرداراوراہمیت
- تجارتی اداروں میں مالیہ کی فراہمی،مختصر مدتی اور طویل مدتی مطالبے
- تجارتی اداروں میں مالیہ کی فراہمی کرنے والے ادارے سرمایہ دار مارکیٹ شیر (حصص) مارکٹ

تجارتی اداروں میں مالیہ کا مطلب: مالیہ سے مراد اداروں کے مقاصد کو ذہن میں رکھ مالیہ جمع کرنا اور اسے منافع بخش انداز میں استعمال کرنا ہے۔

گٹ من اور ڈاگل کے مطابق ایک تجارتی ادارے کی مالیاتی سرگرمی، منصوبہ بندی، اکٹھا کرنا، قابو میں رکھنا اور مالیاتی کام کاج سے متعلق ہوتے ہیں۔

اوپر بتائی گئی بات کا مطلب اور وضاحت سے ہمیں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تجارتی اداروں کے مالیاتی عمل یعنی پیسوں (سرمایہ) کا اکٹھا کرنا، تقسیم کرنا اور اسے مناسب انداز سے نبھانا کے ہوتے ہیں۔

تجارتی اداروں میں مالیاتی معاملات کا کرداراوراہمیت:

- تجارتی اداروں کی روح رواں مالیہ ہوتا ہے۔پیسوں کے بغیر کوئی تجارتی سرگرمی ممکن نہیں۔
- پیسوں کی پیداوار کے معاملے میں چیزوں اور خدمات میں بھیجے جانے کے عمل کے لیے درکار ذرائع کا پورا کرنا۔
- پیسوں کے معاملوں کے اداروں کے کئی ایک اجزا اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اور کاروبار چلائے جانے کے رخ پر نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- پیسہ،سرمایہ لگانے میں خرچ کرنے کے راستے میں ایک زیر قابو انداز میں رہنمائی کرتا ہے۔
- پیسہ، ادارے کو جدید بنانا،تنوع پیدا کرنا، پھیلانا اور ترقی دینے میں مدد کرتا ہے۔
- مالیاتی ادارے کے اختیار کے جانے والے نئے تحقیقی انداز، مارکیٹ کا اندازہ لگایا ہوا اشتہار ادارے سے متعلق زیادہ سے زیادہ تشہیر کی ضرورت ہوتی ہے۔
- پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کا قیام کے لیے پیسوں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔

- مالیاتی استحکام (مضبوطی) ایک ادارے کے صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔

تجارتی اداروں کو مالیہ کی فراہمی:

تجارتی ادارے حاصل کردہ مالیہ کو واپس لوٹانے والوں میں عام طور پر دو مدتوں میں پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ہیں: (1) قلیل مدتی رقم (2) طویل مدتی رقم۔

قلیل مدتی رقم: ۔روازنہ کے کاروباری سرگرمیوں کے لیے تجارتی اداروں کے لیے درکار رقم کی ضرورت کو مختصر مدتی رقم کہتے ہیں۔

عام طور پر اس کی مدت ایک سالہ تک محدود ہوتی ہے۔ مالیہ کی ضرورت درج ذیل سرگرمیوں کے لیے درکار ہوتی ہے۔ یہ ادارے عملی طور پر سرمایہ ہوتا ہے اور مزدوری ہوتا ہے (Working capital) یعنی خام اشیا کی خرید کے لیے۔ تنخواہ اور مزدوری دینے کے لیے مارکیٹ تک پہنچنے کے لیے آنے والے خرچ کی بھرپائی اور انتظامی خرچ و اخراجات کے لیے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

مختصر مدتی مالیہ کے ذرائع: تجارتی ادارے مختصر مدتی مالیہ کئی ایک ذرائع سے جمع کرتے ہیں جو یوں ہیں؛

بینک کھاتہ یا بینک سے قرض: عام طور پر تجارتی بینکوں سے تین مہینوں سے لے کر ایک سال تک ادائیگی کی بنیاد پر قرض لیتے ہیں۔ تجارتی اداروں کو بینک »اوورڈرافٹ« کے ذریعہ بطور قرض دیتے ہیں۔

گاہکوں کی پیشگی رقم: ۔ بعض موقعوں پر تجارتی ادارے ان کے تیار شدہ مال خریدنے والے گاہکوں سے پیشگی رقم کے طور پر پیسہ حاصل کرتے ہیں۔

مختصر مدتی عوامی ڈپازٹ یا اقساط کے ذریعہ قرض: ان کے مطابق تجارتی ادارے چند ایک موقعوں پر عوام سے ڈپازٹ جمع کرتے ہیں یا مقامی پیسوں کا لین دین کرنے والوں سے اقساط کے طور پر پیسہ لینے کے انداز میں رقم جمع کرتے ہیں۔

مقامی لین دین کرنے والوں (مالداروں) سے پیسہ قرض لینا:

بعض انتہائی ضرورت کے موقعوں پر تجارتی ادارے لین دین کرنے والوں سے مختصر مدتی قرض حاصل کرتے ہیں۔

طویل مدتی مالیہ: عام طور پر اس مدت کی رقم قرض کی ادائیگی کے لیے زیادہ وقت یعنی ایک سال سے زائد ہوتا ہے۔

اس قرض کو بھی ترقیاتی کاموں یا پیداوار کی سطح میں اضافہ کرنے کے لیے جدید پیداواری انتظام کو اپنانے کے لیے وغیرہ کاموں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس طرح کا قرض مستحکم سرمایہ والے کاموں کے لیے درکار رہتا ہے مثال کے

طور پر مضبوط جائیداد بنانا اور درکار پیداواری کاموں کے لیے جدید کاموں تک توسیع دینا وغیرہ۔

طویل مدتی قرض مختصر مدتی قرض کے مقابلے بھاری بھرکم ہوتا ہے یعنی سود کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔ یہ قرض شیرس (حصص) کے دینے کی طرح یا ڈپازٹ کی طرح حاصل کرتے ہیں یا پھر مالیاتی اداروں سے بھی حاصل کرتے ہیں۔

شیرس (حصص) دینے کے انداز میں سرمایہ جمع کرنا: سرمایہ اکٹھا کرنے والے ادارے چھوٹے چھوٹے کم سے کم رقم کے ذریعہ (سرمایہ) اکٹھا کرتے ہیں۔ سرمایہ اکٹھا کرنے والے ادارے آغاز کے موقعہ پر حصہ داروں کے حصص عوامی فروخت کے ذریعہ تقسیم کرتے ہیں۔

قرض کے اسناد دینے کے ذریعہ پیسہ جمع کرنا: سرمایہ اکٹھا کرنے ادارے طویل مدتی قرضہ جاتی جمع کرنے کے لیے قرضے کے اسناد عوام کو دیتے ہوئے پیسہ جمع کرنے کا موقع رہتا ہے۔ یہ قرضہ کے اسناد (Debentures) ہی قرض لینے کے لیے سند ہوتے ہیں۔

ایک ادارہ اپنی مہر کے اوپر عوام سے قرضہ کے اسناد دے کر ایک مقررہ مدت کے بعد دوبارہ لوٹانے کے اقرار نامہ کے ساتھ قرضہ کے اسناد میں وضاحت ہوتی ہے۔ ایک مقررہ شرح سود بھی قرضہ کی اسناد میں درج مقررہ مدت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس طرح ڈپازٹ کا کاروبار تجارتی اداروں میں طویل مدت کے لیے سرمایہ جمع کیا جاتا ہے۔

تجارتی اداروں کو پیسہ فراہم کرنے والے ادارے: مالیاتی ادارے، تنظیمی ادارے اور صنعتی اداروں کو طویل قرضہ دینے کے لیے چند ایک مالیاتی ادارے قائم ہوئے ہیں جو یوں ہیں:

- ہندوستانی صنعتی مالیاتی نگم (IFCI)
- ریاستی مالیاتی نگم (ادارہ)(SFCS)
- ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بینک (IDBI)
- درآمدی و برآمدی بینک درآمدی و برآمدی بینک (Exim Bank)
- تجارتی بینکس (Commercial Banks)
- امدادی بینک (Co-oprative Banks)

1۔ ہندوستانی صنعتی مالیاتی ادارہ (IFCI)

یہ ادارہ پارلیمنٹ کے قانون کی دفعہ کے تحت صنعتوں کو طویل مدتی قرضہ جات دینے کی غرض سے 1948 میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ عوامی محدود کمپنیوں، امدادی اداروں اور ریاستی سرکار کے میل جول سے محدود کمپنیوں کو قرض دیتا ہے۔

2۔ ریاستی مالیاتی ادارے (SFCS)

ہندوستانی پارلیمنٹ نے 1951 میں ریاستوں نے اپنی اپنی ریاست میں مالیاتی ادارہ قائم کرنے کے قانون کو منظوری دی۔ یہ قانون جموں اور کشمیر کو علاحدہ کرتے ہوئے ساری ریاستوں پر لاگو ہوتا ہے۔ ریاستی مالیاتی ادارے اپنی ریاستوں میں چھوٹے پیمانے کی اور درمیانی درجے کی صنعتوں کو مالیہ فراہم کرتے ہیں۔

ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بینک (IDBI) ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بینک اپنے 1964 کے قاعدے کے تحت شروع کئے گئے۔ یہ 1976 تک بھارتیہ ریزور بینک کے ماتحت تھے۔ 1976 میں یہ ماتحتی مرکزی حکومت کے ایک فیصلہ کے تحت تبدیل کی گئی۔ یہ ادارہ خود مختار بن کر اپنا کام انجام دے رہا ہے۔ یہ بینک کمپنیوں کے شیرس خرید کر کمپنیوں کو طویل مدتی مالیاتی ضروریات براہ راست پوری کرتی ہے۔ یہ بینک ہندوستانی صنعتی مالیاتی ادارہ اور ریاستی سرکاری مالیاتی ادارے کے شیرس بھی خرید لیتی ہے اور یہ اداروں کو قرض دیتی ہے۔

برآمدی ودرآمدی بینک: (Exim Bank):۔ یہ ہندوستان کی برآمد اور درآمد کی بینک ہے۔ یہ 1982 میں قائم کی گئی۔ یہ ایک سرکاری ملکیت کی بینک ہے۔ یہ درآمد اور برآمد میں مددگار ثابت ہوتی ہے یعنی درآمدی و برآمدی اداروں کو مالی امداد دیتی ہے۔

اوپر بتائے گئے کئی ایک مالیاتی اداروں میں تجارتی ادارے، تجارتی بینک اور امدادی بینکوں سے بھی پیسہ قرض کے طور پر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کاروباری ادارے طویل مدتی عوامی ڈپازٹوں سے اور مہمات سے بھرپور سرمایہ سے بھی مالیاتی سہولیات حاصل ہوتی ہیں۔

طویل مدتی عوامی ڈپازٹس: ۔ تجارتی ادارے اپنے طویل مدتی مالیاتی ضروریات عوام سے طویل مدتی ڈپازٹوں کے ذریعہ بھی جمع کرتے ہیں۔ اسی طرح قرضہ جات حاصل کرنا آسان اور زیادہ قانونی عمل پیرائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ادارے اس طرح ڈپازٹس پانچ سالہ مدت کے لیے جمع کرسکتے ہیں۔ ان ڈپازٹ پر آٹھ سے دس فیصد سود دیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ ڈپازٹ کل مجموعہ کی ادائیگی کے سرمایے سے پچیس فیصد سے زیادہ بڑھنے پائے۔ ان قرضہ جات سے عوام اور اپنی رقومات ڈپازٹس رکھ کر فائدہ اٹھائے کا موقعہ رہتا ہے۔

مہماتی سرمایہ (Venture capital) مہماتی سرمایہ سے مراد نئی اور تحقیقاتی کام کاج سے حاصل کئے جانے والے اداروں کو پیسہ کی ضرورت بنیاد ہوتی ہے۔ اداروں کی جانب سے تیار کردہ مصنوعات زیادہ تر نقصان سے بھرپور ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ فائدہ دیتی ہے۔ مہماتی سرمایہ کمپنیوں کا سرمایہ بہم پہنچانے کے ساتھ کمپنیوں کو تکنیکی کاموں میں عمل درآمدی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔

مختلف رقومات: ۔ ہندوستان میں طویل مدتی قرضہ جات بہم پہنچانے والے ادارے مختلف رقومات والے بھی ایک ہیں۔ یہ سب سے پہلے 1964 میں اپنا سر اٹھائے اب خانگی اداروں اور پبلک سیکٹر میں زیادہ تعداد میں یہ

قائم ہوئے۔مختلف رقومات سے مرادعوامی بچتوں کوایک ساتھ جمع کرنے کے مختلف سرمایہ جاتی اسناد۔یہ حکومت کے سرمایہ بانڈ، ڈپازٹ کے بانڈس وغیرہ میں سرمایہ لگاکر کام کرنے والے ذرائع ہوتے ہیں۔ان کی مثالیں ہیں۔ یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا SBI(UTI) میگنم ایکیوٹی فنڈ ،زندگی کی بیمہ کی بڑھتی ہوئی ڈپازٹس اور مارکیٹ کے منصوبے وغیرہ۔ICICI پروڈنشیل فنڈ، ادائیگی کی ڈپازٹ ،بجاج الائنس وغیرہ بین الاقوامی سطح پر رقومات کے ذرائع عالمی مناسب قیمتوں والی رسیدیں (GDRS) نے اہم کردارادا کیاہے۔

مالیاتی بازارکاری(Financial Market) مالیاتی بازارکاری میں دوطرح کے کاروبارہیں وہ ہیں:

پیسوں کی بازار کاری(Money Market) سرمایہ مارکٹ (Capitul Market) پیسہ کی بازارکاری(Money Market) پیسہ کے بازار سے ایک اقتصادی صورت حال میں مختصر مدتی قرضہ دینے یا لینے پیسوں کے اداروں سے متعلق ہیں۔ایسے مارکیٹ عمل درآمدی سرمایہ کے معاملات اداروں کورقومات بہم پہنچاتے ہیں۔اس بازار میں قرضہ جات پرکی شرح سودمقررہ شرح سود سے زائد ہوتی ہے۔ان مارکٹوں سے قرضہ جات ایک دن سے ایک ہفتہ ایک مہینہ تین سے چھ مہینے کی مدت کے لیے لیے جاسکتے ہیں۔یہ قرضہ جات بیمہ کے کاغذات مختصر مدتی تعاون کے بانڈس،خزانے پر لگائے گئے کاغذات وغیرہ ڈپازٹوں کے ذرائع پر حاصل کئے جاسکتے ہیں۔اس جانب تجارتی بینکس اور خانگی لین دین کرنے والے اہم کردارادا کرتے ہیں۔

سرمایہ کے مارکیٹ:۔ سرمایہ مارکیٹ سے مرادطویل مدتی سرمایہ کے قرضہ جات دینے کے لیےاورقرضہ حاصل کرنے کے لیے موجودسہولتیں بہم پہنچانے کے منظم انتظامات ہیں۔عام طور پر ان اداروں کے مستحکم سرمایے کے لیے قرضہ جات دئے جاتے ہیں۔یہاں سودکی شرح بھی پیسہ کی بازارکاری کے لگائے جانے والی شرح سے کم ہوتی ہے۔یہ بیس سے لیکر تیس سال کی مدت کے لیے قرضہ جات دیتے ہیں۔سرمایہ مارکیٹ میں سرمایہ کاری کے اوقات (ٹرسٹ) مختلف رقومات اہم معاملات والی ہوتی ہیں۔

شیر(حصص) مارکیٹ(شیرس لگانے کا مرکز(Stock Exchange): یہ سرمایہ مارکیٹ کی ایک اکائی ہوتی ہے۔جاری میں رہنے والے حصص اور سرمایے خریدنے والے بیچنے والے یا ان کے نمائندوں کے کاروبار کرنے کی ایک جگہ ہوتی ہے۔دنیا کا پہلا شیر مارکیٹ 1773 میں لندن شہر میں قائم ہوا تھا۔ہندوستان میں سب سے پہلا شیر مارکیٹ 1875 میں ممبئ میں شروع کیا گیا۔اب ہندوستان میں 24 شیر مارکیٹ ہیں۔ان میں تیرہ عوامی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کے ہیں۔بقیہ خوداختیاری کمپنیوں کے ہوتے ہوئے فائدہ اٹھانے والے ادارے ہوتے ہیں۔آٹھ شیر مارکیٹ ہی مستقل شیر مارکیٹ کمپنیاں ہیں۔بقیہ ادارے اپنی بقا کے لیے ہر سال تجدید کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔شیر مارکیٹ شیرس کواور سیکیوریٹی ڈپازٹ کی خریداری اور فروخت قابو میں لانے اور قابو ہی میں رکھتا ہے۔یہ

حکومت کی جانب سے بھی نگرانی میں رہتے ہیں۔ یہ شیرس اور بانڈس کی فروخت اور خریداری کے ساتھ ساتھ ان کے پاس موجود شیرس مارکیٹ کے اراکین کو اپنے کاروبار کے چلانے میں ایک مقام دیتے ہیں۔ یہ اراکین اپنے ہی حساب و کتاب میں قانون اور قاعدے کے زیر انتظام رہتے ہیں۔

قومی شیرس کے تبادلے کا مرکز:۔ (NSE) سارے ملک میں شیرس کے کاروبار چلانے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ سرمایہ لگانے والوں کو بین الاقوامی سرمایہ کے مارکیٹ کے رخ پر ہندوستان کے سرمایہ مارکیٹ چلانے میں مدد دیتے ہیں۔ اس ادارے نے 1993 میں اپنا کاروبار چلانا شروع کیا۔ اب یہ ادارہ کمپیوٹر نظام، ٹیلیفون اور ٹیلیکس اور فیاکس کی مدد سے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کاروبار چلاتا ہے۔ اس قومی شیرس کی سرمایہ کاری کے مرکز میں دلالوں ہی کو کاروبار کرنے کی اجازت رہتی ہے۔ شیر رکھنے والے اپنے شیرس بیچنے یا خریدنے کے لیے بینک میں ایک خصوصی اکاؤنٹ کھولنا پڑتا ہے۔ جسے Demat ڈی ماٹ اکاؤنٹ کہتے ہیں۔ اس ڈیماٹ کھاتے کے شیرس کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس ڈی ماٹ کھاتے کے نہ ہوتے شیرس کی خرید وفروخت نہیں ہوسکتی۔

مشقیں

I. درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

1۔ تجارتی اداروں کو دو طرح کے مالیاتی ضرورتیں ہوتی ہیں وہ یوں ہیں ------ اور ------

2۔ چیزوں کے بہم پہنچانے والے خریدنے والوں سے قرض کے طور پر لیتے ہیں۔ اسے --- کا قرض کہا جاتا ہے۔

3۔ تجارتی ادارے اپنے روزمرہ کے کاروبار کے لیے ------ کا طریقہ کا ---- قرض لیتے ہیں۔

4۔ انتہائی شدید مانگ والے ادارے ---- سے قرض لیتے ہیں۔

5۔ سرمایہ جمع کرنے والے ادارے سرمایہ چھوٹی چھوٹی اسناد کے حصوں کے طور پر جمع کرتے ہیں ان کو ---- کہتے ہیں۔

6۔ کاروباری اداروں کی برآمدت اور درآمدات کے لیے قرض دینے والا بینک ------ ہے۔

7۔ ہندوستانی صنعتی مالیاتی ادارہ ------ میں قائم کیا گیا۔

8۔ ہندوستان میں سب سے پہلا شیر مارکیٹ ---- شہر میں شروع کیا گیا۔

II. ان سوالوں کے جواب لکھیے۔

1۔ تجارتی معاملات میں پیسوں کا چلن کے معنے کیا ہیں؟

2۔ تجارتی اداروں کے لیے درکار دو طرح کے قرضہ جات کون کونسے ہیں؟

3۔ تجارتی اداروں کے لیے مختصر مدتی قرض کے لیے موجود کوئی چار ذرائع بتائیے۔
4۔ تجارتی اداروں کے مختصر مدتی قرضہ جات کس لیے چاہیے واضح کیجیے۔
5۔ طویل مدتی قرضہ سے کیا مراد ہے؟
6۔ ہمہ جہتی مالیاتی ذرائع کے کوئی تین اداروں کے نام لکھیے۔

III. درج ذیل سوالات کے جوابات آٹھ تا دس جملوں میں لکھئیے۔

1۔ تجارتی اداروں کے لیے روپیئے کی اہمیت اور اس کے کردار بتائیے۔
2۔ تجارتی اداروں کو طویل قرض کی ضروریات کون کونسی ہیں تفصیل سے بتائیے۔
3۔ شیرس اور قرضہ جاتی بانڈس طویل مدتی قرضہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ کون کونسے ہیں وہ کیسے مدد کرتے ہیں؟
4۔ ہندوستانی مالیاتی ادارہ (IFCI) اور ریاستی مالیاتی ادارہ (SFCS) تجارتی اداروں کو کاروبار نقد فراہم کرنے میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔
5۔ عوامی طویل مدتی ڈپازٹس سے کیا مراد ہے؟ اس سے عوام کو ہونے والے فائدے کون کونسے ہیں؟
6۔ مالیاتی مارکیٹ سے کیا مراد ہے؟ یہ سرمایہ مارکیٹ سے کیونکر مختلف ہے؟
7۔ تجارتی اداروں کے لیے شیر مارکیٹ کا کردار تفصیل سے بتائیے۔

III. سرگرمی:

آپ کے نزدیک والے کسی بینک کو جا کر وہاں کے مینیجر سے جانکاری حاصل کریں کہ وہ کن تجارتی اداروں کو مختصر اور طویل مدتی قرضہ جات دیتے ہیں۔

اخباروں اور انٹرنیٹ کے ذریعہ شیر مارکیٹ سے متعلق جانکاری اکٹھا کیجئے۔ اور شیر مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ سے متعلق استاد کے ساتھ بحث کیجئے۔

☆☆☆

باب:3

تجارتی حساب کتاب

اس باب میں درج ذیل نکات معلوم کرلیں گے۔

- تجارتی اداروں میں مالیہ کا مطلب
- حساب کتاب کے معنے اوراس کا ضابطہ۔
- تجارت میں حساب کتاب کی ضرورت۔
- کھاتہ کی تفصیل اور مختلف کھاتہ کا جمع ،خرچ کے قاعدے۔
- تجارے کی دیگر مصروفیات (لین دین) روزانہ کتاب اور کھاتہ میں درج کرنا۔
- تجارتی تنظیم کے ذریعہ جائداداور ذمہ داریاں معلوم کرنا۔
- آخری پریڈ میں تجارت کے پورے کارنامے اور نتیجہ کے بارے میں معلوم کیا جائے۔

حساب کتاب کے معنے اور ضابطہ:

معنے :۔روپیہ یا روپیہ کے برابر تبدیل ہونے والی تجارتی کاروبایوں کو پہچان کراس کی قیمت معلوم کرنا،ان کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا،تو نا،معنے اور تفصیلاً معلومات اوراس کا نتیجہ معلوم کرنے اور مخصوص کتاب میں درجہ بہ درجہ لکھنے کے عمل کو حساب کتاب کہتے ہیں۔

عام طریقے سے تجارتی نتیجہ معلوم کرنے کو تجارتی لین دین کو سلیقہ سے درج کرنے والے عمل کو حساب کتاب کہتے ہیں۔

ضابطے: Definitions of Accounnting

امریکہ کے سرٹیفائڈ پبلک اکاؤنٹ

AICPA American Institution Certified Public Accountants

ادارہ کا حساب کتاب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔حساب زیادہ تعداد میں روپیوں اور نتیجہ دکھلانے والے تجارتی کارگذاری کے معنے ظاہر کرنے والی اوررو۔۔۔طریقہ سے درج کرنے والے،حصوں میں تقسیم کرنے والے اور قلیل طریقہ اپنانے والا فن ہے۔

امریکہ اکاؤنٹ اسویشن:۔نامی ادارہ حساب کتاب اس طرح ظاہر کرتا ہے۔معاشی معلومات ظاہر کرنے

والے صحیح فیصلے اور اس کے نتائج حاصل کرنے اور سہولت کی نشاندہی اقدار اور رجوع کرنے کی سرگرمی ہے۔

حساب رکھنے کے نمایاں حصے: حساب کتاب کو سائنس اور فن کہا جاتا ہے کیونکہ حساب کتاب چند اہم نکات اور قاعدہ رکھنے والا عمل ہے۔ جس کی وجہ سے سائنس بھی ہے۔ حساب کتاب بہت ساری ضروریات حاصل کرنے کے لیے چند مراحل اپناتا ہے جس کی وجہ وہ فن کہلاتا ہے۔

حساب کتاب تجارتی سرگرمی کو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

حساب کتاب تجارتی سرگرمی کو روپیوں کے ذریعے قیمت کا اظہار کرتا ہے۔

حساب کتاب تجارتی سرگرمی کو حصوں میں تقسیم کرتے صحیح طریقے سے جڑا ہوا کھاتہ درج کرواتا ہے۔

حساب کتاب تجارتی سرگرمی کو قلیل کر کے اور کھاتہ سے معلومات حاصل کر کے آخری حساب تجارتی کھاتہ فائدہ اور نقصان اور جائداد کی ذمہ داری کی فہرست تیار کرتا ہے۔

حساب کتاب سے تجارت کے فیصلے جہاں تک ممکن ہو حاصل کیا جاتا ہے۔

حساب رکھنے کی اہمیت: W.C.F ہارٹلی کے مطابق کس طرح جسم کو غذا کی ضرورت اہم ہے۔ ایسے ہی تجارت کو فائدہ اہم ہوتا ہے۔ ہر ایک تجارتی عملہ فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے تجارت شروع کرتا ہے۔

تجارتی کارروائیوں میں اشیا کی تیاری اشیا کی خریدی اشیا کی ۔۔۔ چند آمدنی حاصل کرنا، خرچ کرنا فائدہ حاصل کرنا اور نقصانات کو مخصوص کرنا وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان تمام کا نتیجہ معلوم کرنا بہت اہم ہوتا ہے۔ ایک مقررہ وقت میں تجارتی عملہ سے حاصل کردہ کل فائدے اور نقصانات کی تعداد معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ دیگر افراد سے آنے والی رقم تعداد اور دیگر افراد کو دینی والی رقم کی تعداد کے بارے میں معلوم کرنا چاہیے۔ جس کی وجہ حساب لکھ کر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک چھوٹی مثال کے ذریعے معلوم کریں گے کہ ایک قریہ کی دودھ بیچنے والی عورت کسی کو دودھ فروخت کرنے پا اس کی مقدار کے مطابق دیوار پر لکیروں کے ذریعے یا نشانات کے ذریعہ معلوم کرتی ہے اور رقم وصول کرتی ہے۔ اسی طرح کئی مشاغل میں رہنے والا ایک ادارہ اپنے سرگرمیوں کو الگ الگ انداز میں حساب لکھ کر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس سے تجارتی ادارہ اشیا کی فروخت کاری، خریدی، اور اس سے حاصل کردہ فائدہ کتنے افراد روپیئے دینا ہے اور ادارہ کتنے روپیہ ادا کرنا ہے وغیرہ معلوم کر کے ایک مقررہ وقت میں ادارہ سے حاصل کردہ فائدہ اور اٹھائے گئے نقصانات کی تعداد معلوم کرنے کے لیے حساب کتاب کا لکھنا ضروری ہوتا ہے۔

حساب لکھنے کے استعمال یا ضروریات:

- حساب کتاب لکھنا تجارتی اداروں کے جمع اور خرچ کے قائم دستاویزات ہیں۔

- حساب کے کتاب کی وجہ سے ہر سال کے تجارتی نتیجے کا جائزہ لے سکتے ہیں۔
- حساب کتاب سے تجارتی سرمایہ کی کارکردگی معلوم ہوتی ہے۔
- حساب کتاب سے تجارتی کارروائیوں میں دیگر افراد کو دینی والی رقم کا اندازہ اور تجارتی کاروائیوں میں دیگر افراد سے وصول ہونے والی رقم کا اندازہ معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے۔
- حساب کتاب کی دستاویزات کے ذریعہ حاصل کردہ دستخط کئے ہوئے دستاویزات فراہم ہوتے ہیں۔ حکومت کو یا کسی ادارے کو تجارتی کاروائیوں میں اس کا درجہ معلوم کرتے وقت اور عدالتی کاروائیوں کے وقت حساب کتاب کے دستاویزات اہم ہوتے ہیں۔
- حساب کتاب رکارڈ سے تجارتی کارگردیوں سے اگلے سال میں ہونے والے کاروائیوں کے بارے میں اٹل فیصلے لینے کے لیے مددگار ثابت ہوتی ہے۔
- حساب لکھنے کے طریقہ: حساب لکھتے وقت جمع اور خرچ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اس جمع اور خرچ کا مخصوص کتابیں لکھنے کا فن ہی حساب کتاب کا انتظام (Book Keeping) کہا جاتا ہے۔جمع اور خرچ کا حساب لکھنے کے کتاب کو کھاتہ (Ledger) کہتے ہیں۔

حساب کتاب کے لکھنے کے دو طریقے ہیں:

1) دو الگ الگ کتابوں میں لکھنے کا طریقہ 2) ایک ہی کتاب میں لکھنے کا طریقہ

دو جانب درج کرنے کا طریقہ: ہر ایک تجارتی کاروائی دو طرح کی ہوتی ہے۔ایک طریقہ منافع دیتا ہے دوسرا طریقہ منافع حاصل کرتا ہے۔ یہ دونوں کاروائیوں پر غور کر کے حساب کتاب میں درج کرنا پڑتا ہے۔ ہر ایک کو الگ حساب یا کھاتہ دو جگہ لکھے جاتے ہیں۔(نمونہ آگے دیا گیا ہے) اسی لیے ایک کھاتہ فائدہ دیتا ہے تو دوسرا فائدہ حاصل کرتا ہے۔ ان تمام کو درج کرتے وقت ایک ہی عمل دو کھاتوں میں ایک کے برخلاف دوسری لکھی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کو دو جانب درج کرنے کا طریقہ کہا جاتا ہے۔مثلاً: اشیا کو نقد فروخت کیا گیا تو یہاں پر نقد کھاتہ فائدہ حاصل کرتا ہے اشیا کی فروخت سے کھاتہ فائدہ دیتا ہے۔نقد کھاتہ میں ایک جگہ داخل کرنے سے اشیا کے فروخت کاری کھاتہ میں اس کے برخلاف داخل کرتے ہیں۔ فائدہ حاصل کیا ہوا کھاتہ میں درج کرنے سے فائدہ دینے کے کھاتے میں جمع کرتے ہیں۔(اس کا خاکہ اگلے صفحہ پر درج کیا گیا ہے)۔

ایک طرف درج کرنے کا طریقہ: چند تجارتی ادارے دو طرف حساب لکھنے کے عمل پر پوری طرح عمل پیرا نہ ہو کر صرف ایک طرف درج کرنے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ یا کھاتہ میں ایک طرف ہی درج کرتے ہیں۔ چند

ادارے ان دونوں پر عمل نہیں کرتے چندلین دین دونوں کھاتہ میں درج کرتے ہیں۔اس طرح کے عمل کو ایک ہی نمونہ کے طریقہ کہتے ہیں۔ایسا طریقہ سے پوری جانکاری نہیں دے پاتا۔اس لیے عام طور پر تمام تجارتی اور ادارے دوجانب درج کرنے کا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔

دوطرفہ حساب کتاب درج کرنے کا طریقہ:

روزمرہ کے کاروبار کا حساب ساری کتاب میں درج کیا جاتا ہے۔Rough Book

ساری کتاب درج کئے گئے کاروبار کی جانچ کے بعد کس کھاتے میں خرچ درج کیا جائے اور کس کھاتے میں جمع درج کیا جائے اچھی طرح جان کر مندرجہ ذیل روزانہ کتاب درج کیا جاتا ہے۔

روزانہ کتاب:

تاریخ	تفصیلا	کھاتہ	خرچ کی گئی رقم رقم Rs.	جمع کی گئی رقم رقم Rs.
----- -----	---کھاتہ---خرچ ----کھاتہ---جمع (تفصیل----)	----		

روزمرہ کے کاروبار کا حساب تفصیلا روزانہ کتاب میں درج کرنے سے روزانہ کی کتاب اہم سمجھی جاتی ہے۔

- روزانہ درج کئے گئے حساب کو اس سے جڑی ہوئی کتابوں میں درج کیا جاتا ہے۔
- ایک مدت کے بعد ضرورت پڑھنے پر کھاتے کی جمع پونجی معلوم ہوتی ہے۔

جمع پونجی کے معنی دونوں جانب کا کھاتہ برابر ہو۔

جمع پونجی کی فہرست تیار کیا جاتا ہے اسے جائزہ پٹی کہا جاتا ہے۔

جائزہ فہرست کے تیاری کے بعد آخر حساب کتاب تیار کی جاتی ہے۔

آخری حساب کے تین حصے ہوتے ہیں۔

(1) تجارتی کھاتہ

(2) فائدہ اور نقصان کھاتہ

(3) عام طور پر دونوں حساب ایک ساتھ لکھا جاتا ہے

مثلاً۔۔۔۔کے ذریعے۔۔۔۔مدت کے آخر میں تجارت اور فائدہ اور نقصان کھاتہ

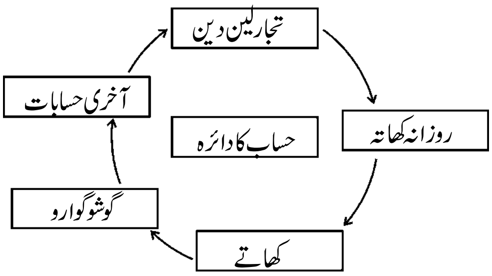

جائداداور ذمہ داری کی فہرست:۔ اس کھاتہ میں تجارت کے تمام جائداداور ذمہ داریوں کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔

یہ تمام درج کئے گئے حساب کتاب کو اکاونٹ سائیکل کہا جاتا ہے۔

کھاتوں کی تقسیم کاری: تجارتی اداروں کی لین دین کے لیے تین قسم کے کھاتے لکھے جاتے ہیں۔

شخصی کھاتے جائداد کھاتے

برائے نام کھاتے شخصی کھاتے

کمپنی کسی شخص کے ساتھ یا کمپنیوں کے ساتھ کئے جانے والے لین دین کا حساب کتاب رکھنے کو شخصی کھاتہ کہتے ہیں۔

مثلاً سریش کا کھاتہ، بینک کھاتہ، راجن کا کھاتہ، ABC حصہ دار کھاتہ، X کمپنی کا کھاتہ وغیرہ

جائداد کے کھاتے: کمپنی کے اختیار میں رہنے والے ہر ایک جائداد یا اشیاء سے جڑی ہوئی تجارت کو لکھ کر رکھنے والے کھاتوں کو جائداد کے کھاتے کہا جاتا ہے۔

مثلاً عمارت کے کھاتے، روکھ کھاتہ، آلات کے کھاتے، مشینی کھاتہ وغیرہ۔

برائے نام کھاتہ:۔ کمپنی کی آمدنی یا فائدہ کے لیے نقصان کے لیے ہر ایک کے لیے ایک الگ کھاتہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ان تمام کو برائے نام کھاتہ یا فائدہ اور نقصان کا کھاتہ کہا جاتا ہے۔

مثلاً تنخواہ کی ادائیگی، بینک کے ذریعے سود کا جمع ہونا، مزدوری کی ادائیگی ٹیکس کی ادائیگی، کرایہ کی ادائیگی حاصل کردہ کرایہ کمیشن کی ادائیگی حاصل کردہ کمیشن، انشورنس کا خرچ، نقل وحمل کا خرچ وغیرہ

مختلف کھاتے: داخلوں میں جمع اور خرچ ہونے کے قوانین

تجارتی لین دین کے داخلے درج کرنے کے ذریعے تین طرح کے کھاتوں کے رکھنے کا تجارتی ادارے رکھتے ہیں۔ اس کا ہمیں علم ہے۔ اب ان تینوں کھاتوں کے خرچ اور جمع کے اندراجات کرنے کے وقت جن قوانین کا لحاظ کرنا ہوتا ہے۔ وہ جانیں گے؛

انفرادی دیکھ بھال کے کھاتے: فائدہ حاصل کرنے والے کے حساب میں خرچ فائدہ دینے والے حساب میں جمع
Debit the receiver and credit the giver

جائیداد والا کھاتہ: جائیداد کے اندر آنے کی صورت میں وہ کھاتہ خرچ کہلاتا ہے۔ جائیداد سے باہر جانے کی صورت میں وہ کھاتے میں جمع ہوتا ہے۔

Debit what comesain credil what goesout

نامزدگی کے کھاتے: نقصان والے یا خرچ والے کھاتوں کو خرچ، نفع یا آمدنی کے کھاتوں کو جمع

Debit Allexpresses and losses credil all imcomes and genines

اوپر بتائے گئے قوانین کے حقائق خرچ اور جمع کی مثالیں:

یاد رکھیے: بیوپار شروع کرنے کے لیے لایا ہوا پیسہ کو سرمایہ کہتے ہیں۔ یہ انفرادی کھاتے کے تحت جمع ہوتا ہے۔

راجن نے اسی ہزار روپیوں کے ساتھ اپنا کاروبار شروع کرتا ہے۔ یہاں دو طرح کے کھاتے ہیں۔ (الف) نقد کھاتہ جائیداد کا کھاتے نقد آیا ہوا۔ نقد کھاتے میں خرچ کی جانب اندراج ہونا چاہیے۔ (ب) سرمایہ کھاتہ یہ انفرادی دیکھ بھال کا کھاتہ۔ نفع حاصل ہونے پر راس کی وجہ سے سرمایہ کے کھاتے میں جمع کی جانب داخل کرنا چاہیے۔

آپ کو معلوم رہے: حسابات کی کتاب میں خرچ کے لیے (Dr.(DEBIT اور جمع کے لئے (Cr.(CRIDIT کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

50,000 روپئے بینک میں جمع کئے جاتے ہیں تو یہاں دو کھاتوں میں اندراج ہوتا ہے (الف) بینک کھاتہ اور (ب) نقد کھاتہ بینک کھاتہ انفرادی کھاتہ ہوتا ہے۔ اس میں نقدی جمع ہوتی ہے تو جمع کی جانب (Debit) داخل کیا جاتا ہے مراد یہ کہ اس لین دین کے ایک پہلو کو جمع کے رخ میں داخل کیا جاتا ہے۔ نقد کھاتہ، جائیداد کھاتہ ہوتا ہے۔

نقد خارج ہوتا ہے تو اصول یہ ہے کہ جو خارج ہوتا ہے اس کو خرچ میں ظاہر کیا جاتا ہے لہٰذا نقد کھاتہ میں خرچ (Credit) کا اندراج ہوتا ہے۔

جمع خرچ (Ledger):

جمع خرچ کھاتہ تجارت کے تمام معاملات کا کھاتہ ہوتا ہے۔(شخص کھاتہ جائداد کھاتہ برائے نام کھاتہ) جمع خرچ کھاتہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ بائیں جانب جمع کے اندراجات کو داخل کیا جاتا ہے اور دائیں جانب خرچ کے اندراجات داخل کئے جاتے ہیں۔جمع خرچ کھاتہ کے نمونہ کو ذیل میں دیا گیا ہے۔

کھاتہ--خرچ

جمع:

رقم	روزکھاتہ	تفصیل	رقم	روزکھاتہ	تفصیل	تاریخ

روزکھاتہ کے اندراجات کو جمع خرچ (Ledger) کھاتہ میں منتقل کرنا:

تفصیلات کے خانے میں خرچ کی جانب رقم کس کھاتے میں جمع ہوئی ہے اس کا اندراج کیا جاتا ہے اور جمع کی جانب کس کھاتے سے خرچ ہوا ہے اس کا اندراج کیا جاتا ہے۔

کھاتوں کا تخمینہ معلوم کرنا:

کسی بھی کاروباری ادارہ کا ایک وقفہ کے بعد یا ضرورت پیش آئے پر روپئے پیسے کی (مالی) صورت حال یا نتائج کو معلوم کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے۔ یہ ادارے اپنے تمام معاملاتکو کھاتوں میں درج کرتے ہیں۔ مالی صورت کو معلوم کرنے کے لئے کھاتوں کا تخمینہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

کھاتوں کے تخمینہ کے لیے اس طریقہ کو اپنایا جاتا ہے:

- کھاتہ کی دونوں جانب کی جملہ رقم کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

- ہر کھاتے کی زیادہ رقم کی جانب کی رقم کو ایک ہی سطر کے دوطرف کی رقم کے نیچے درج کیا جاتا ہے۔
- زیادہ رقم رکھنیہ والے پہلوں اور کم رقم والے پہلو کے درمیان فرق کو معلوم کیا جاتا ہے۔ان دونوں جانب یا پہلو کے درمیانکے فرق کو کھاتے کا تخمینہ کہا جاتا ہے۔
- جمع تخمینہ (Debit Balance) اور خرچ کی جانب کی رقم زیادہ ہوتو یہ خرچ تخمینہ یا Credit Balanve کہلاتا ہے۔
- اس تخمینہ کو اگلے وقفہ میں (Carried forward) منتقل کیا جاتا ہے۔

نوٹ:۔ اشیاء کا کھاتہ، اشیاء کی خرید یا فروخت کے کھاتے کے طور پر نمایاں ہوتا ہے۔اسی طرح گوڈس ریٹرن کھاتہ Goods return account پر چھیزس ریٹرن اکاؤنٹ اور سیلس ریٹرن اکاؤنٹکے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ان کھاتوں کا تخمینہ نہیں کیا جاتا ہے۔انہیں صرف خریداری کھاتہ فروخت کھاتہ کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

یہ پہلے بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رقم جو فروخت سے حاصل ہوتی ہے اور خریداری کے عوض ادا کی جاتی ہے۔ قیمت جو اشیاء کی خرید و فروخت سے ادا اور حاصل کی جاتی ہے اس رقم کو جمع خرچ (کھاتہ) میں درج کیا جات ہے۔ تخمینہ کے لئے تمام کھاتوں کی ایک فہرست تیار کی جاتی ہے اس کو ''ٹرائل بیالینس Trial Balance کہا جاتا ہے۔ ٹرائل بیالینس کے دونوں جانب کی جملہ قیمت مساوی ہونی چاہئیے ۔اسی وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ کھاتہ کے تمام اندراجات درست ہیں۔

آپ کو معلوم رہے۔ ہر اکاونٹ یا کھاتہ میں معاملات (Transactions) کی مناسبت ایک یا زیادہ صفحات مختص کئے جاتے ہیں۔

نوٹ:۔ جب جمع کے طرکی جملہ قدر خرچ کے جانب کی جملہ قدر کے مساوی ہو تو تمام اندارجات کی منتقلی کو درست مانا جاتا ہے۔

آخری حسابات:

عمومی طور پر آخری حسابات دو فہرستوں کے حاصل ہوتے ہیں۔

1) تجارت اور نفع وقصان کا کھاتہ 2) گوشوارہ (Balance sheet)

بعض اوقات تجارت اور نفع نقصان کے کھاتے کو الگ الگ طور پر تیار کیا جاتا ہے لیکن انہیں مجموعی طور پر ایک کھاتہ کی حیثیت سے تجارت اور نفع ونقصان کا کھاتہ کے طور پر تیار کرنے کا رواج عام ہے۔

تجارت کا کھاتہ خرید وفروخت کے نتائج فراہم کرتا ہے۔اس میں اشیاء کی خرید وفروخت اور تیاری کے تمام اخرا جات شامل (درج) کئے جاتے ہیں۔اس کھاتہ کا نتیجہ مجموعی نفع Gross profit یا مجموعی نقصان Gross loss کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔نفع نقصان کے کھاتہ میں مجموعہ نفع یا مجموعی نقصان (جو تجارتی مدات ہوتے ہیں پائے جاتے ہیں۔گوشوارہ(Balanve sheet) وہ وضاحت یا بیان (Statement) ہے جو جائیداد اور قرضہ جات (ذمہ داریاں Liabilitied) کا حامل ہے۔مستقل جائیداد کی سال درسال قیمت میں کمی واقع ہوتی ہے۔اس کو''ڈپریسی ایشن'' Depreciation کہتے ہیں۔اس کو جائیداد کی قیمت سے نفی کیا جاتا ہے اور نقصان کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔شخص کھاتہ کا جمع وخرچ کا تخمینہ سرمایہ کھاتہ اور بیانک کھاتہ کو چھوڑ کر ایک ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔شخص کھاتہ کے جملہ جمع کا تخمینہ ''سنڈری ڈیٹارس'' 'Sundry Debtors' کا اظہار کرتا ہے۔ٹرائل بیالنس میں بیانک بیالنس (بینک نقد) کو نقد کے طور پر اور بینک اور سرمایہ کھاتہ میں سرمایہ کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔جائیداد اور قرضہ جات (Liabilities) کے مابین فرق کو سرمایہ کہتے ہیں۔

مشقیں

I. درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھرتی کیجیے۔

1۔ کاروبار کے روزانہ میں دین کا حساب لکھے جانے والا دفتر کو۔۔۔۔۔کہتے ہیں۔

2۔ تنخواہ کی ادائیگی کا معاملہ۔۔۔۔۔۔کے کھاتے کے تحت آتا ہے۔

3۔ جدید اور قدیم حساب وکتاب رکھے جانے والے نظام کو۔۔۔۔نظام کہا جاتا ہے۔

4۔ ایک کھاتے کی جمع رقم اور خرچ واخراجات کے فرق کو۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں۔

5۔ نقد رقم کے ساتھ کاروبار شروع کرنے پر دو کھاتے۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔ہوتے ہیں۔

6۔ خاتمے کے حساب میں آیا ہوا فائدہ۔۔۔۔۔۔کے کھاتے میں منتقل کیا جاتا ہے۔

7۔ غیر منقولہ جائیداد ہر سال اپنی بنیادی قیمت ہو تو ایسے بیوپاری کو۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں۔

8۔ ایک بیوپاری کی جائیداد اور ذمہ داریوں سے متعلق تفصیلی فرق اس بیوپاری۔۔۔۔۔ہوتا ہے۔

II. ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1۔ حساب لکھنے میں بنیادی داخلے کی کتاب کونسی ہے؟ اسے کیوں بنیادی داخلے کی کتاب کہا جاتا ہے۔

2۔ حسابات کے کونسے کونسے طریقے ہیں مثالیں دیجیے۔

3۔ کاروبار میں حساب کتاب کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

4۔ روزانہ نظام کے تحت حساب کتاب لکھنے سے کیا مراد ہے؟

5۔ آخر کے حسابات کون کونسے ہیں؟ نفع نقصان کھاتے کا نتیجہ کا انجام کیا کیا ہوتا ہے؟

6۔ اشیا اور اشیا کی خریدی کا کھاتہ کا۔۔۔ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں؟

7۔ غیر منقولہ جائیداد کی گھٹتی قیمت کا انجام کیا ہوتا ہے؟

☆☆☆